وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

دل پردرد را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن

ہر چہ جوئی ز نص قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

[illegible]لہ علوم قرآن نمبر ۴

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلْمُ الدُّعَاءِ مِنَ الْقُرْآنِ

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہے اور قرآن مجید مین

جو دعائین آئی ہین اُن کی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری

قد طبع فی مطبع اخبار دکن صانها الله عن الشر والفتن

Marfat.com

فہرست کتاب علم الدعا من القرآن

135376

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دعا اور ندا کا فرق	۲	دعائے لشکر طالوت (ربنا افرغ الخ)	۴۴	دعائے موسیٰ انت ولینا	۹۷
ضرورت دعا کی بحث	۳	دعائے آمن الرسول الخ	۵۰	دعائے بنی اسرائیل علی اللہ توکلنا	۹۸
قبولیت دعا کی بحث	۶	دعائے علماء راسخین (ربنا لاتزغ الخ)	۶۴	دعائے نوح رب ان ابنی الخ	۹۹
دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ	۱۰	دعائے متقین (ربنا اننا آمنا الخ	۷۱	تعوذ نوح رب انی اعوذ بک)	〃
دعا کے شروط	۱۱	دعائے قل اللّٰہم مالک الملک الخ	〃	دعائے یوسف رب قد آتیتنی	۱۰۰
دعا کے آداب	۱۳	دعائے زکریا (رب ہب لی)	۷۴	دعائے ابراہیم علیہ السلام (رب اجعل	
قبولیت دعا کے اسباب	۱۸	دعائے حواریین (ربنا آمنا الخ	۷۵	ہذا البلد آمناً واجنبنی الخ)	۱۰۳
اوقات اجابت دعا	۲۰	دعائے صابرین (ربنا اغفر لنا الخ	۷۶	دعائے ظالمین ربنا اخرنا	۱۰۹
دعا کن حالتوں میں قبول ہوتی ہے	۲۱	دعائے ذاکرین (ربنا ما خلقت الخ)	۷۷	دعا والدین کے لئے (رب ارحمہما)	۱۱۰
دعا کہاں کہاں قبول ہوتی ہے	۲۶	دعائے مہاجرین (ربنا اخرجنا الخ)	۸۶	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ادخلنی	
دعا کن لوگوں کی قبول ہوتی ہے	۲۸	دعائے قسیسین و رہبان (ربنا آمنا)	۸۷	مدخل صدق الخ	〃
اللہ تبارک تعالیٰ کا اسم اعظم	۲۹	دعائے عیسیٰؑ ربنا انزل علینا	۸۹	دعائے اصحاب کہف ربنا آتنا	
دعائے طلب ہدایت تفسیر سورۂ فاتحہ	۳۱	دعائے آدم و حوا علیہما الصلوٰۃ		من لدنک رحمۃً	〃
دعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام (اعوذ باللہ)		والسلام ربنا ظلمنا انفسنا الخ	۹۱	دعائے زکریا علیہ السلام رب انی	
ان اکون من الجاہلین	۳۳	دعائے اصحاب اعراف ربنا لا تجعلنا	〃	وہن العظم منی الخ	۱۱۳
دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام		دعائے شعیبؑ (ربنا افتح الخ)	۹۲	دعائے موسیٰ علیہ السلام رب اشرح لی	
رب اجعل ہذا الخ	۳۵	دعائے ساحران فرعون ربنا افرغ الخ	۹۳	صدری و یسر لی امری الخ	۱۱۴
دعائے ربنا آتنا فی الدنیا الخ		دعائے موسیٰ علیہ السلام رب انی الخ	〃	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب زدنی علما	۱۱۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دعائے ایوب رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین	۱۱۹	دعائے یا رب ان قومی اتخذوا الخ	۱۳۱	وسعت کل شیء رحمۃ وعلما	۱۵۰
دعائے یونس علیہ السلام لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین	۱۲۲	دعائے عباد الرحمن ربنا اصرف عنا عذاب جہنم الخ	۱۳۲	دعائے رب اوزعنی الخ	۱۵۴
دعائے زکریا علیہ السلام رب لا تذرنی فردا وانت الخ	۱۲۵	دعائے ابراہیم علیہ السلام رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین	۱۳۳	دعائے لاحقین کی مہاجرین وانصار کی لئے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا الخ	۱۵۶
دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب احکم بالحق وربنا الرحمن الخ	۱۲۶	دعائے سلیمن علیہ السلام رب اوزعنی الخ	۱۴۰	دعائے ابراہیم علیہ السلام ربنا علیک توکلنا الخ	۱۵۸
دعائے نوح رب انصرنی الخ	۱۲۷	دعائے بلقیس رب انی ظلمت الخ	۱۴۱	دعائے مومنین ربنا اتمم لنا نورنا	۱۵۹
دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قل رب اما ترینی ما یوعدون	،،	دعائے موسی علیہ السلام رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفر لہ الخ	۱۴۲	دعائے نوح علیہ السلام رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی	۱۶۰
دعائے تعوذ رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین	۱۲۸	دعائے موسی علیہ السلام رب نجنی الخ	۱۴۳	دعائے نوح علیہ السلام رب لا تذر علی الارض الخ	۱۶۱
کفار ومشرکین کی دعا دنیا کی طرف لوٹنے کے لئے اور اس کا جواب	۱۲۹	دعائے موسی علیہ السلام رب انی لما انزلت	،،	تفسیر سورہ فلق	۱۶۲
دوزخیوں کی دعا ربنا غلبت علینا الخ	۱۳۰	دعائے لوط علیہ السلام رب انصرنی علی القوم المفسدین	۱۴۴	تفسیر سورہ ناس	۱۶۵
دعائے رب اغفر وارحم الخ	۱۳۱	دعائے ابراہیم رب ہب لی الخ	۱۴۶	مناجات فخر الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۷
		دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہم فاطر السموات والارض الخ	۱۴۸		
		دعائے حاملین عرش ربنا			

Marfat.com

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

دل پرورد را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن

هرچه جوئی ز نص قرآن جو — که بود گنج علمها قرآن

سلسلۂ علوم قرآن نمبر (۴)

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلْمُ الدُّعَاءِ مِنَ الْقُرْآنِ

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہی اور قرآن مجید مین
جو دعائین آئی ہین اونکی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابوالبرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قَدْ طُبِعَ فِي مَطْبَعِ دَكَنْ اخْتَرْ صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الشَّرِّ وَالْفِتَنِ

قیمت ۸ — نمبر ۱۵۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَجَعَلَ الدُّعَاءَ مُخَّ الْعِبَادَةِ وَهُوَ دَافِعٌ لِكُلِّ بَلَاءٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَصْفِيَاءِ

رسالہ علم الدعا من القرآن سلسلۂ علوم قرآن کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ استفہام وامر ونہی انشا کی شاخین ہین ویسا ہی دعا اور ندا بھی انشا کی قسمین ہین دعا اور ندا کے لغوی معنے پکارنے کے ہین فرق دعا اور ندا مین اسی قدر ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ دعا کے ساتھ ملکر آتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین بلکہ ندا مین حرف ندا منادے پر لاکر منادی کو اپنے طرف متوجہ کرتے ہین پھر اوس سے مطلب بیان کیا جاتا ہے غرض کہ دعا مین اور ندا مین عام وخاص من وجہ کی نسبت ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ دعا ہی ہے اور ندا بھی یَا قَوْمِ مَالِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ندا ہے دعا نہین رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ دعا ہے ندا نہین دوسرا فرق دعا اور ندا مین یہ ہے کہ دعا ہمیشہ کم رتبے کا آدمی اعلیٰ مرتبہ کے شخص سے کرتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین تیسرا فرق یہ ہے کہ دعا قریب کے لئے ہوتی ہے اور ندا بعید کے لئے۔ باعتبار لغوی معنے کے دعا کے مقام مین ندا اور ندا کے مقام مین دعا کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے كَمَثَلِ الَّذِیْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً یعنے ان کافرون کی مثال مثل چوپائے جانورون کے ہے کہ جو محض آواز ہی آواز کو سنتے ہین سمجھتے خاک بھی نہین لغت مین علاوہ پکارنے کے دعا کے اور بھی معنے ہین منجملہ اون کے ایک معنے تسمیہ ہی یعنے نام رکھنا جیسے۔ دَعَوْتُ ابْنِیْ زَيْدًا یعنے مین نے اپنے بیٹے کا نام زید رکھا یا نام لیکر پکارنا۔ جیسے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی رسول اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس امر کی مقتضی ہے کہ تم جیسے ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو ویسا مت پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکر پکارو دوسرے معنے دعا کے سوال کے بھی ہین جیسے قَالُوا ادْعُ لَنَا (ای سل لنا) یعنے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ ہمارے لئے

Marfat.com

اپنے پروردگار سے پوچھو کہ اوس گائے کا رنگ کیسا ہے۔

تعریف دعا ادنے مرتبے کا شخص اعلی مرتبے والے شخص سے بصیغہ امر یا نہی جس بات کی درخواست عاجزانہ طور پر کرے دعا ہے۔

داعی جو شخص دعا کرتا ہے وہ داعی کہلاتا ہے۔

مدعا جس شخص سے بذریعہ دعا کسی امر کی درخواست کیجاتی ہے وہ مدعو ہے۔

مدعو بہ یا مدعا دعا سے جو امر کہ مطلوب ہے وہ مدعا یا امر مطلوب یا مقصد یا مدعو بہ کہلاتا ہے

پہلے تو ہمارا خیال تھا کہ دعا اور ندا کو ایک ہی جگہ کردین کیونکہ یہ دونون ایک دوسرے کے ہمزاد بھائی ہین لکن جب دیکھا کہ دعا اور ندا کے الگ الگ مسائل ہین اس لئے دعا کو ندا سے الگ کر دیا انشا اللہ تعالے اس کے بعد علم الندا طبع کرایا جائیگا رَبَّنَا تَقَبَّلْ دُعَاءِ۔

ضرورت دعا

ضرورت دعا دعا کے مانگنے اور نہ مانگنے مین علما کا بڑا اختلاف ہے اس بحث کو امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم اس کو یہان مختصر بیان کرینگے اور اوس کی ضرورت سے بھی ایک گونہ بحث کیجائیگی۔

شبہ اول بعض جہلا کہتے ہین کہ دعا سے کچھ فائدہ ہی نہین اور دعا کے مفید نہ ہونے پر یہ ادلہ پیش کرتے ہین (۱) پہلی دلیل منکرین دعا کی یہ ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ اللہ تعالی کے علم مین واقع ہونے والا ہے یا نہین اگر واقع ہونے والا ہے تو وہ ضرور واقع ہوگا پھر دعا کی ضرورت نہین اگر نہین واقع ہونے والا ہے تو ضرور واقع نہ ہوگا پھر دعا مانگنا بیکار ہے

جواب شبہ اس شبہ کے دو جواب ہین پہلا جواب اس کا معارضہ بالمثل کے طریق سے ہے یعنے جس دلیل سے معترض نے اعتراض کیا ہے اوسی دلیل سے ہم اوس کا جواب دیتے ہین یعنے جیسا کہ تم مطلوب دعا کے متعلق کہتے ہو کہ ایا وہ وقوع پذیر ہے یا نہین اسیطرح ہم دعا کے مانگنے مین کلام کرینگے یعنے بندے کا دعا کے لئے اقدام کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالے کی

Marfat.com

علم مین ہے یا نہین اگر یہ کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم مین ہے کہ بندہ دعا مانگے گا اور ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے تو پھر بندہ ضرور دعا مانگے گا پھر ابطال دعا کو جو تم کہتے ہو غلط ہوا اور اگر تم کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم مین ہے کہ بندہ دعا نہین مانگے گا تو پھر انکار دعا کی ضرورت ہی نہین ۔

دوسرا جواب اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کیفیت کسی کو معلوم نہین اور عقول انسانی اوس کے علم کے احاطہ سے عاجز نہین ہوسکتا ہے کہ ہم جس مطلوب کو غیر واقع خیال کرین وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین دعا کی وجہ سے واقع ہونے والا ہے یا جس مطلوب کو واقع ہونے والا قرار دین ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین عدم دعا کی وجہ سے غیر واقع ہونے والا ہو پس علم کے ساتھ تو شبہ جب ہوسکتا کہ انسان کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو محیط ہوتا اور جب انسان کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو احاطہ نہین کرسکتا تو پھر اپنے طرف سے اٹکل پچو خیال باطل مطلوب کے وقوع اور عدم وقوع مین لگانا غلط ہوا ۔

دوسرا شبہ دوسرا شبہ مانعین دعا کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر کو مقدر کر دیا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ ۔ اور جو امر مقدر ہے وہ ٹلتا نہین ضرور ہوکر رہے گا پھر دعا مانگنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہے اَرْبَعٌ قَدْ فُرِغَ الْعُمُرُ وَالرِّزْقُ وَالْخَلْقُ وَالْخُلُقُ یعنے چار چیزون سے اللہ تعالیٰ نے فراغت حاصل کرلی ہے عمر سے رزق سے پیدایش سے خصلت سے ۔

جواب شبہ اس شبہ کی بھی دو جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہ جبریون کا ہے جو تعطیل اسباب کے قائل ہین یعنے اسباب آلٰہی کو بیکار سمجھتے ہین ہم اون سے سوال کرتے ہین کہ انسان کے حق مین اللہ تعالیٰ نے سیری سیرابی ۔ اولاد کو لکھہ دیا ہے وہ ضرور واقع ہوگی خواہ انسان کھانا کھائے یا نہ کھائے پانی پیئے یا نہ پیئے نکاح کرے یا نہ کرے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انسان سیراب جب ہی ہوتا ہے جب پانی پیئے سیری جب ہی ہوتی ہے کہ کھانا کھائے

اولاد جب ہی ہوتی ہے جب نکاح کرے جیساکہ ان سب امور کے لئے اسباب مقرر کردئے ہین ویساہی وضع احتیاج کے لئے اسباب مقرر کردئے ہین مثلاً جب آدمی محتاج ہوتا ہے توکسب معیشت پر مجبور ہوتا ہے علم سیکھتا ہے کسی فن مین کمال پیدا کرتا ہے۔ اپنے پیٹ پالنے کے لئے نوکری یاکوئی سا پیشہ اختیار کرتا ہے پس جیسے وضع حاجات کے لئے یہ امور اسباب ٹھہرے ہوئے ہین ویساہی ایک سبب عظیم دعاہی ہے کہ بندہ اپنے احتیاج کو مالک حقیقی کے دربار مین پیش کرتا ہے اور یہی دعا ہے اللہ تعالے اوس کے لئے اسباب مہیا کردیتا ہے یہی قبولیت دعا ہے غرض کہ دعا کا انکار کرنا گویا اسباب سے انکار کرنا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

دوسرا جواب دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے حکمت آلہی اس امر کو چاہتی ہے کہ بندہ رجا اور خوف کے درمیان رہے کیونکہ مقام عبودیت کا یہی کمال ہے اگر باب دعا کو مسدود کردیا جائے تو رجا اور خوف جو عبدیت کا اقتضا ہے وہ پایا نہین جاتا اگرچہ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی کو تمام چیزون کا علم ہے اور اوس کی قضا اور تقدیر سب امور پر حاوی ہے باوجود ان سب باتون کے پھر ہم تکالیف شرعیہ کے مکلف ہین۔ جیساکہ ہم باوجود تقدیر پر ایمان لانے کے اوس کے احکام کے مکلف ہین ویساہی ہم دعا مانگنے کے بھی مکلف ہین چنانچہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے یہ حکم مترشح ہوتا ہے اسی اشکال کو صحابہ نے حضرت سے پوچھا تھا کہ جو کام کررہے ہین آیا یہ ہماری تقدیر مین پہلے سے لکھے لئے گیے ہین اور اللہ تعالی نے اون سے فراغت حاصل کرلی ہے یا بالکل نئے ہین کہ لکھے ہوئے نہین ہین آپ نے فرمایا نہین بلکہ اللہ تعالی نے ہر فعل ہر چیز کو پہلے سے لکھ لیا ہے اور اوسی کے مطابق تم کررہے ہو پھر صحابہ نے عرض کیا پھر ہم کس لئے کام کرین آپ نے فرمایا نہین باوجود تقدیر کا یقین رکھنے کے عمل بھی کرو کیونکہ جس محل کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے وہی کام اوسکے لئے آسان کیا گیا ہے غرضکہ جیسا تقدیر کے ساتھ تدبیر اعمال کا حکم دیا گیا ہے ویساہی

تقدیر کے ساتھ تدبیر دعا کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ | جبکہ اللہ تعالی خود حکیم ہے اور بندون کی مصلحت سے واقف ہے پھر بندے کا دعا مانگنا بے کار ہے کیونکہ اگر اجراے مطلوب مین مصلحت خداوندی ہوگی تو حسب اقتضاے حکیم جاری ہوکر رہیگی خواہ دعا مانگی جاے یا نہ مانگی جاے اور اگر مصلحت نہ ہوگی نہ جاری ہوگی۔

جواب شبہ | یہ اعتراض بھی کچھ نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی مصلحت دعا کے ساتھ مرتبط ہو یعنے اللہ تعالی نے مصلحت کو دعا کے ساتھ معلق کردیا ہو کہ بندہ جب دعا مانگے گا ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے اگر اوس مین مصلحت سمجھینگے تو نافذ کرینگے نہین تو نہین۔

چوتھا شبہ | عقل سے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ صدیقین کا مرتبہ بوجہ رضا بقضاے الٰہی اعلی درجہ کا مرتبہ ہے کیونکہ اوس مین بندے کا الہی کی مرضی پر رہنا ہے برخلاف دعا کے اسمین بندہ اپنے مقصد کے موافق کسی امر کو چاہتا ہے خواہ وہ رضاے الٰہی کے موافق ہو یا نہ ہو اس لئے دعا کی ضرورت نہین۔

جواب شبہ | ہم مانتے ہین کہ رضا بقضاے الٰہی اعلی درجہ کا مقام ہے لکن دعا کا مانگنا رضا بقضاے الٰہی کے منافی نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی رضامندی دعا کے ساتھ ہو دوسرے یہ کہ دعا مین اپنی مذلت اور مسکنت کا اظہار ہے جو کمال عبدیت کا اقتضا ہے اور عدم دعا مین ایک طرح کا استکبار ہے جو عبدیت کے منافی ہے لہذا اگر اظہار مذلت کے بعد رضا بقضاے الٰہی کا مقام حاصل ہو وہ بدرجہ اولی اتم اور اکمل ہے کہ جسمین صرف رضا ہی رضا ہو کیونکہ دعا مین مقام عبدیت اور مقام رضا دونون حاصل ہونگے۔

قبولیت دعا کے متعلق مختصر بحث اور اوس کا جواب

قبولیت دعا اور عدم قبولیت دعا سے پہلے اس امر کو جاننا چاہیے کہ اجابت دعا کیا چیز ہے اللہ تعالے کا وہ سچا وعدہ جس مین خلاف نہ ہو اجابت دعا ہے اب رہا قضاے حاجت یعنی مقصد کا پورا ہونا سو یہ امر دیگر ہے بندے کا کام اپنے مالک سے دعا

یعنے عرض مطلب کرنا خدائے تعالیٰ کا کام اجابت دعا ہے یعنے اوسکے مطلب کو سُن لینا
غرض کہ ہر دعا کے ساتھ اجابت دعا ہے لیکن ہر دعا کے ساتھ قضائے حاجت ضروری نہین
چونکہ انسان کے مزاج مین جلدی ہے (خلق الانسان عجولاً) اس لئے دعا کے بعد جب کام نہ ہو
تو جہٹ کہہ بیٹھتا ہے کہ دعا قبول نہین ہوی حالانکہ دعا قبول ہوگئی لیکن مقصد براری نہین ہوئی
غرضکہ قضائے حاجت سرسبت نہونے کے کئی اسباب ہوتے ہین یا تو یہ کہ اللہ تعالیٰ داعی کو
اوس مطلب کا اہل نہین سمجہتا یا یہ کہ اوس دعا کے خلاف مدعا مین مصلحت ہوتی ہے یا یہ کہ اوس
حاجت کا وقت نہین آتا یا وہ دعا آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اللہ تعالےٰ کو خود
بندے کی الحاح اور زاری اور التجا پسند آتی ہے اس لئے اوس کی حاجت کے نفاذ مین
دیری ہوتی ہے نقل ہے کہ ایک دن بغداد مین قحط ہوا خلیفہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ
شہر سے باہر نکلکر پانی کے لئے دعا مانگین سب مسلمان باہر نکلکر دعا مانگے پانی نہین پڑا یہود
کو حکم ہوا کہ وہ نکلکر دعا مانگین سب یہود نے ملکر دعا مانگی پانی برسا خلیفہ سخت متحیر ہوا سب علما
سے اس کا جواب مانگا گیا کسی نے کچھ جواب نہین دیا سہل بن عبداللہ تستری نے کہا کہ اے
امیر المومنین ہم مسلمانون کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی وجہ سے پسند کر لیا ہے
اور اسی محبت کیوجہ سے ہمکو اپنے دروازے سے الگ نہین کیا چونکہ اللہ تعالےٰ کو ہمارا گڑگڑانا
اور مانگنا پسند آتا ہے اس وجہ سے ہماری حاجت کو پورا نہ کیا اور یہود بے بہبود چونکہ مبغوض
ہین اس واسطے اللہ تعالیٰ جلدی اونکی حاجت کو پورا کرکے اونکو اپنے دروازے سے
الگ کر دیا بھلا اوس شخص کا مرتبہ افضل ہوسکتا ہے جو باب شاہی پر کھڑا ہوا ہے یا اوس
شخص کا جو کچھ دے کر ہنکا دیا گیا ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا قیام چار امور پر ہے
ایک علما کے علم پر دوسرے امرا کے عدل پر تیسرے امرا کے سخاوت پر چوتھے
فقرا کی دعا پر۔

اشکال آیت اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ اور آیت أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ سے

Marfat.com

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتا ہے حالانکہ بسا اوقات داعی دعا مانگتا ہے لیکن اوس کا کام نہیں ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مقبول نہیں ہوئی پس دعا کا مقبول نہونا آیت کے خلاف ہوا۔

جواب اشکال | پہلا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ آیت اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ گو مطلق ہے لیکن مراد اوس سے مُقَیَّد ہے یعنے اجابت دعا مقید بمشیت ہے جیسے آیت بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ سے معلوم ہوتا ہے یعنے مصیبت کے وقت تم اوسی سے دعا مانگتے ہو اگر اللہ چاہے تو جس مصیبت کے دور کرنے کے لئے تم دعا کرتے ہو اللہ اوس مصیبت کو دور کر دے آیت أَسْتَجِبْ لَكُمْ کا مطلب بھی یہی ہے یعنے تم دعا مانگو اگر ہم چاہینگے اور مصلحت سمجھینگے تو قبول کر کے حاجت کو پورا کرینگے اگر مصلحت نہیں سمجھینگے تو حاجت کا نفاذ نہوگا۔

دوسرا جواب | اس اشکال کا دوسرا جواب قبولیت کے معنے پر موقوف ہے یعنے اگر قبولیت کے معنے سننے کے ہیں تو بیشک اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا سنتا ہے اگر قبولیت کے معنے اوس دعا کا معاوضہ دینا ہے تو اس اعتبار سے اللہ تعالےٰ ہر دعا کا معاوضہ دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے دَعْوَةُ الْمُسْلِمِ لَا تُرَدُّ لِأَحَدٍ ثَلٰثٍ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ یعنے مسلمان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے یا تو اوسی وقت اوس کو دنیا میں اوسکا معاوضہ ملجاتا ہے یا اوس کا کام ہو جاتا ہے یا آخرت میں ذخیرہ ہو کر رہتی ہے یا کم از کم اوس دعا کی برکت سے کوئی برائی دور ہو جاتی ہے۔

تیسرا جواب | دعا اور اجابت دعا کی توضیح معنے کے ساتھ یہ اشکال حل ہو سکتا ہے۔ دعا کے معنے توحید اور ثنا باری تعالیٰ کے بھی ہیں جیسے بندے کا یہ کہنا یا اللّٰہ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اور حمد و ثنا کو دعا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ دعا میں بھی بندہ اللہ سے التجا کرتا ہے اور ثنا میں بندہ اللہ کو پکارتا ہے اب رہا دعائے اصطلاحی اسمیں غرض مطلب براری

Marfat.com

اور دعا لغوی معنے محض پکارنا ہے عرض مطلب ہو یا نہ ہو غرضکہ تحمید و ثنا بھی ایک طرح کی دعا ہے
اور ایسی دعا جس مین ثنا ہو اوس کے قبول کرنے کو اجابت دعا کہتے ہین کلام مین کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک لفظ کے دو معنے ہوتے ہین اور ہر ایک معنے دوسرے
کے لازم اور ملزوم ہوتے ہین تو ایک معنے کہکر دوسرا معنے مراد لے سکتے ہین یہان
پر بھی اجابت کے دو معنے ہین ایک معنی سُن لینا دوسرا حاجت کو پورا کرنا کبھی کلام مین
اجابت کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے سماع رکھتے ہین آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ
سے یہی مراد ہے یعنے تم ہماری تحمید اور ثنا کرو اور ہمکو پکارو یا ہم سے مانگو ہم تمہاری
تحمید اور ثنا اور التجا کو سنتے ہین اور کبھی سماع کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے
قبول ہوتا ہے جیسا کہ نماز مین نمازی کا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اس کا مطلب یہ ہے
کہ نمازی نے جو تحمید اور ثنا قیام مین کہی اللہ تعالیٰ نے اوس کی تحمید کو قبول کر لیا غرضکہ دعا
اور اجابت دعا کے اگر یہ معنے لئے جاوین تو اشکال بالکل حل ہو جاتا ہے۔

چوتھا جواب چوتھا جواب اس اشکال کا یہ بھی ہے جیسا کہ دعا کے آداب ہین ویسا ہی
داعی کے بھی آداب ہین منجملہ آداب داعی کے ایک ادب داعی کا یہ بھی ہے کہ اپنے مالک
حقیقی کو جس سے دعا مانگتا ہے یہ بھی جانے کہ وہ کئی اوصاف سے موصوف ہے منجملہ
اوصاف الٰہی کے یہ بھی وصف اوس کا ہے کہ وہ اوس فعل کو کرتا ہے کہ جو قضا و قدر
اور اوس کے حکمت کے موافق ہو اور اوس فعل کو نہین کرتا جو قضا اور تقدیر کے موافق
نہ ہو جب داعی یہ سمجھکر دعا کریگا تو اوس کو اجابت دعا کا یقین ہو جاویگا کیونکہ اگر اوس کا مدعا
حاصل ہو گیا تو وہ سمجھ لیگا کہ یہ مطلب میرا جناب باری کے مصلحت کے موافق تھا
اس لئے نافذ ہو گیا اور اگر مطلب حاصل نہ ہوا تو سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تقدیر
اور مصلحت کے موافق نہین تھا اس لئے نہین ہوا۔

پانچوان جواب اس اشکال کا یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ دعا کے معنے عبادت کے لئے جائین

Marfat.com

یعنے اُدْعُوْنِی کے معنے اُعْبُدُوْنِی کے ہین یعنے تم میری عبادت کرو اور اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے معنے اوس عبادت کا ثواب دینا اور اوس پر اجر جمیل عطا فرمانا سو ذات باری تعالےٰ ہر اطاعت گزار بندون کو اجر و ثواب دیتا ہے جیسے کہ دوسری آیت سے اس کی توضیح ہوتی ہے وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیکوکارون کو اون کے ایمان اور نیکی کا اجر دیتا ہے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرماتا ہے۔

دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ ابراہیم بن ادہم سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعا مانگتے ہین ہماری دعا قبول کیون نہین ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اونھون نے کہا کہ دعا زندہ دلون کی قبول ہوتی ہے اور تمہارے دل مردہ ہین مردہ دلون کی دعا کیون قبول ہو پھر اون سے پوچھا گیا کہ دلون کے مردہ ہونے کے اسباب کیا ہین اونھون نے کہا کہ تمہارے دل پانچ وجہون سے مردہ ہوگئے ہین اول تو یہ کہ تم اللہ پر ایمان لائے اور اوس کو پہچانا لیکن اوس پر جیسا کہ چاہئے ویسا بھروسہ نہین کیا۔ دوسرے یہ کہ تم قرآن پڑھتے ہو لکن اوس کے حدود کی حفاظت نہین کرتے یعنے اوس کے احکام پر نہین چلتے۔ تیسرے یہ کہ تم اس امر کے مدعی ہو کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہین لکن تم نے نبی کریم کی سنت کو چھوڑ دیا ہے چوتھے یہ کہ تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لکن تم دشمن کی موافقت کرتے ہو پھر تم یہ کہتے ہو کہ ہم کو دوزخ کا خوف ہے پھر باوجود خوف کے تم اپنے کو دوزخ کا کندہ بناتے ہو پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہین لکن تم جنتیون کے سے کام نہین کرتے پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ جب تم اپنی مجلسون سے اوٹھتے ہو تو اپنے عیبون کو بالائے طاق رکھتے ہو اور لوگون کے عیبون کو بیان کرتے ہو یہ سب تمہاری بدکاریون نے خدا کو

Marfat.com

غضبناک کر دیا ہے باوجود ایسے افعال کے تمہاری دعا اللہ تعالیٰ کیسے قبول کرے۔

دعا کے شروط

اس بیان مین جہان تک ہو سکا ہم نے دعا کے شروط اور آداب قرآن سے لئے ہین اور جو شروط اور آداب قرآن سے ہمکو نہین ملے وہان پر ہم نے احادیث سے آداب دعا کو مستنبط کیا کیونکہ سلسلہ علوم قرآن حتی الامکان قرآن سے احکام کو مستنبط کرے گا لکن اگر کوئی مسئلہ قرآن سے ہم کو نہین ملے گا تو حسب آیت وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا پر عمل پیرا ہو کر حدیث سے استنباط کرینگے دعا کے ساتھ شرط ہین

(۱) پہلی شرط دعا کی یہ ہے کہ انسان کا کھانا یا پینا لباس حلال کمائی سے ہو کیونکہ ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسافر پریشان حال غبار آلودہ اپنے ہاتھون کو آسمان کے طرف اٹھاتا ہے اور یا رب یا رب کہتا ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اوس کا کھانا اور کمائی حرام غذا سے ہے پھر بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو اکل حلال کے لئے اللہ تعالےٰ خود قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ یعنے ہم نے جو چیزین تم کو دین ہین اوس مین سے اچھی پاکیزہ چیزین کھاؤ اور ظاہر ہے کہ حرام طیب نہین ہے اور حلال طیب ہے لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَةُ الْخَبِیْثِ (مایدہ ۱۳ع) پاکیزہ اور غیر پاکیزہ دونون برابر نہین ہو سکتے گو پلید کتنا ہی بہت ہو پلید ہی پلید ہے وہ اچھا نہین ہو سکتا۔

(۲) دوسری شرط دعا کی طہارت کاملہ ہے یعنے ظاہری طہارت بھی ہو (یعنے جنبی اور بے وضو نہ ہو اور باطنی طہارت بھی ہو) یعنے دل مین کینہ اور نفاق اور حسد اور ریا نہ ہو طہارت کا ثبوت قرآن سے ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (بقرہ ع) اللہ توبہ کرنے والون کو اور پاک رہنے والون کو دوست رکھتا ہے حدیث شریف سے

Marfat.com

ثبوت طہارت کا ابو درداء کی روایت سے ملتا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پھر دو رکعتین پڑھے اور اپنے پروردگار سے دعا مانگے اللہ تعالےٰ اوس کی دعا کو یا تو اوسی وقت قبول کرکے اوس کا مقصد جاری کرتا ہے یا اوس کی نفاذ مین تاخیر کرتا ہے جب مصلحت سمجھتا ہے جب پورا کرتا ہے۔

(۳) تیسری شرط دعا کی یہ ہے کہ اپنے گناہون کی معافی چاہے اور اپنے قصورون کا اعتراف کرے اور اگر کسی کا مظلمہ اوس کے ذمہ ہو تو اوس کو چکا لے کیونکہ اللہ تعالےٰ سورۂ نوح مین ارشاد فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے گناہون کی معافی چاہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اگر تم اپنے گناہون کی مغفرت مانگتے رہوگے تو اللہ برکت سے اور اپنی عطیات سے آسمان کے دہانے تم پر کھول دیگا اور مال اور بیٹون سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ تیار کرے گا اور نہرین عطا فرمائے گا اور سورۂ آل عمران مین ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران ع ۱۴) بہشت اون لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہون کی بخشش چاہتے ہین (یعنے گناہ پر شرمندہ ہوتے ہین) اور اللہ کے سوا کون ہے جو اونکے گناہون کو بخشے اور اپنے برے کامون پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہین کرتے اور سورۂ تحریم مین ہے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اللہ کی جناب مین توبہ نصوح کرو یعنے اخلاص کے ساتھ توبہ کرو۔

(۴) چوتھی شرط دعا کی اخلاص ہے یعنے دعا جو مانگے وہ خلوص دل سے بلا شائبہ ریا اور شرک کے ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ۔ اللہ سے دعا مانگو اخلاص کے

Marfat.com

(۵) پانچوین شرط دعا کی یہ ہے کہ حضور قلب سے دعا مانگے اور اجابت دعا کا دل مین یقین رکھے کیونکہ امام احمد نے عمدہ سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کے دل مثل ظروف کے ہین بعض دل زیادہ مخلص اور احفظ ہوتے ہین بہ نسبت بعض کے اے لوگو جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو تو اجابت دعا کا یقین رکھ کے مانگو کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کی دعا نہین قبول کرتا جو قلب غافل سے دعا مانگے اور آیت وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ بھی اسی کیطرف اشارہ کر رہی ہے۔

(۶) چھٹی شرط دعا کی ادب اور اظہار ذلت اور خشوع اور خضوع ہے یعنے خدا کا خوف کرکے عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگے کیونکہ اللہ تعالی اگلے انبیاؤن کی فضیلت مین بیان فرمایا ہے اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ یعنے وہ لوگ نیک کامون مین جلدی کرتے تھے اور ہم سے چو مانگتے خواہش کرکے اور ڈر کر مانگتے تھے اور ہمارے آگے فروتنی سے دبے ہوے رہتے تھے۔ (انبیاء ع)

(۷) ساتوین شرط دعا کی عزیمت ہے یعنے قطعی طور پر یہ کہہ کر مانگے کہ اے اللہ تو میرے اس کام کو کر دے یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ فَلْیَجْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ ای یجد فیھا وَیَقْطَعُھَا یعنے مانگنے مین کوشش کرو اور قطعی طور پر مانگو۔

دعا کے آداب

(۱) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیکی کا کام کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے عمل صالح وسیلہ ہوتا ہے اجابت دعا کا جیسا کہ بخاری شریف مین عبد اللہ بن عمر سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین شخص راستے سے جارہے تھے اتنے مین بارش زور کی آئی تینون پہاڑ کے ایک دڑے مین گھس گئے اتفاقًا پہاڑ کی ایک چٹان غار کے منہ پر آگری غار کا منہ بند ہوگیا اب آپس مین ایک دوسرے سے صلاح کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے تینون کی یہ راے ٹھیری کہ جو کوئی نیکی کا کام اخلاص

Marfat.com

کی راہ سے کیا ہے اوسی کو وسیلہ گردان کر جناب باری مین دعا کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ اس بلا سے
نجات دے ایک نے اون مین سے کہا کہ اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میری مانباپ بوڑھے
ضعیف تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے مین اون کی پرورش کے لئے جانورون کو
چراتا جب شام کو آتا تو مین دودہ اون جانورون کا دوہتا اپنے بچون سے پہلے اپنے مانباپ کو
پلاتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرے جانور دُور دراز کہین چرنے کے لئے چلے گئے مین بہت
رات گئے آیا دیکھا تو میرے ماں باپ سو گئے ہین اونکو جگانا مناسب نہین سمجھا اور اپنے
بچون کو دودہ پلادون اور ماں باپ بھوکے رہین یہ بھی مناسب نہین خیال کیا وہ رات بھر
میرے پاؤن پر لوٹتے اور دودہ مانگتے رہے مین صبح تک اوسی حالت سے رہا جب صبح
ہوئی تو پہلے ماں باپ کو پلایا بعدہ بچون کو دیا اے اللہ اگر مین اس عمل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا
ہون تو اس مصیبت کو دور کردے خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ تھوڑا سا حصہ اوس چٹان کا
غار سے ہٹ گیا دوسرے شخص نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک
چچیری بہن تھی مین اوس پر فریفتہ ہو گیا یہان تک کہ مین نے اوس سے وصال کی خواہش
کی اوس نے سو اشرفیان مجھ سے مانگین مین محنت مزدوری کر کے سو اشرفیان جمع کین اور اوسکو
دینے کے لئے لے گیا جب مین اوس سے صحبت کرنیکا ارادہ کیا تو اوس نے کہا اے بندے
تو اللہ سے ڈر اور خلاف شرع مجھ سے زنا مت کر مین جھٹ اوٹھ کھڑا ہوا اے اللہ
اگر مین اس فعل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا ہون تو اس مصیبت کو ہم سے دور کردے چنانچہ اس
کہنے سے چٹان اور ہٹ گئی تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے مین نے
ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا جب وہ اپنی مزدوری سے فارغ ہوا تو کہنے لگا میری مزدوری
دلاؤ مین جو کچھ غلہ اوس کی مزدوری مین ٹھیرا تھا اوسے دینے لگا اوس نے لینے سے انکار کیا
اور چلا گیا مین اوس غلہ کو زراعت مین لگایا چنانچہ اوس غلہ سے بہت کچھ نفع ہوا یہان تک
کہ مین نے اوس سے گائے بیل اور چرواہے خریدے پھر ایک زمانہ کے بعد وہی مزدور آیا

Marfat.com

اور کہا میری مزدوری دلا دیجئے اور میرا حق مت مارئیے مین نے کہا کہ یہ سب گائے اور چرواہے اور غلے لے یہ سب تیرے غلے سے ہوئے ہین اوس نے کہا اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ دلگی مت کر مین نے کہا نہین یہ سب تمہارے ہین مین ٹھٹے سے نہین کہتا چنانچہ سب مین نے اوس کو دیدیئے اے اللہ اگر مین نے یہ کام خالصاً للہ کیا ہون تو تو اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ وہ چٹان پوری ہٹ گئی غار کا منہ کہل گیا تینون خیر و عافیت سے نکل آئے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی عمل صالح کرنا چاہئے

(۲) دعا مانگنے کے وقت بھوکا ہو کیونکہ سیری عقل کو بگاڑتی ہے اور دلون کو مردہ کرتی ہے حدیث شریف مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے دلون کو بہت کہانے اور بہت پینے سے مت مارو کیونکہ دل کی مثال مثل کہیتی کے ہے اگر اوس مین پانی مناسب پڑا تو کہیتی اچھی رہتی ہے اگر پانی زیادہ ہوا تو کہیتی بگڑ جاتی ہے۔

(۳) دعا مانگنے کے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا کیونکہ نماز مین قبلہ کی طرف متوجہ ہونا واجب ہے اور خارج از نماز قبلہ کیطرف منہ کرکے دعا مانگنا مستحب ہے غرضکہ استقبال قبلہ کا حکم قرآن سے مستنبط ہوتا ہے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (البقرہ ع) اے محمد تم اپنا منہ مسجد حرام کیطرف کرو اور اے مسلمانو تم جہان کہین ہو نماز مین اپنا منہ مسجد حرام کیطرف پہیرو (بقرہ ۱۷ع)

(۴) دوزانو ہو کر بیٹھنا کیونکہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے تو خدائے تعالٰے کے دربار مین بھی دوزانو ہو کر بیٹھئے اور قرآن کی آیت سے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا ثبوت اشارۃً ملتا ہے وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً اور قیامت کے دن اے محمد تم ہر امت کو دیکھوگے کہ دوزانو مودب بیٹھے ہوئے ہوگی اور ہر ایک امت اپنے نامۂ اعمال دیکھنے کے لئے بلائی جائیگی۔

(۵) دعا سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہنا چنانچہ قرآن کی آیت سے

Marfat.com

اس کا حکم نکلتا ہے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ نحل ع
جب اے محمد تم قران پڑہو تو شیطان رجیم سے پناہ مانگو یعنے یہ کہو کہ اے اللہ ہمکو شیطان رجیم کے وسوسون سے بچالے جب مطلق قرآن کے لئے تعوذ شرط ہے تو ادعیہ قرآنیہ کے لئے تعوذ کیون نہ ہو۔

(۶) تعوذ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اس کا ثبوت بھی متعدد آیات قرآنی سے ملتا ہے جیسے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (علق ع) اے محمد تم اپنے پروردگار خالق کا نام لیکر پڑہو اور دوسری آیت وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ع) اور اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرا اور سب چیزون سے قطع کر کے اوسی کے طرف اپنا دل لگا اور حدیث مین بھی آیا ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَوْ يُبْدَءُ بِاسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ یعنی جو مہتم بالشان کام اللہ کی نام سے نہ شروع کیا جائے وہ ناقص اور مقطوع ہے اب دعا سے بڑہ کر کون مہتم بالشان امر ہوگا۔

(۷) تحمید ذات باری تعالیٰ یعنے دعا سے پہلے یا تو سورۂ فاتحہ پڑہنا یا مطلقاً حمد وثنائے ذات باری تعالیٰ کرنا جبکہ قرآن مجید سورۂ فاتحہ سے شروع ہوا ہے تو ادعیہ قرانیہ کیون تحمید سے نہ ہو چنانچہ دوسری روایت كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَوْ يُبْدَءُ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ بھی آئی ہے۔

(۸) بعد تحمید کے تسبیح کہے یعنے یا تو مختصر اً سبحان اللہ پر اکتفا کرے یا جیسے نماز مین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ پڑہتے ہین ویسا پڑہے یا دعا سے پہلے تسبیح وتقدس ذات باری تعالیٰ بجالائے اور اس کا ثبوت بھی متعدد آیات سے ملتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنے اپنے پروردگار کی تسبیح اور تقدس کرو۔

(۹) اول وآخر دعا کے درود شریف پڑہنا جیسا کہ مطلقاً درود شریف منجر الی الثواب ہے تو ویسا ہی دعا کے وقت درود شریف پڑہنا موجب استجابۃ دعا ہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود شریف بھیجتا ہے تو مین بھی اوسکے لئے

Marfat.com

دعا کرتا ہوں وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ درود شریف کا حکم نص قرانی سے ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ اے ایمان والو تم اپنے نبی پر درود وسلام بھیجو۔

(۱۰) دونوں ہاتھوں کو مثل فقیروں کے جناب باری میں پھیلا کر عرض حاجت کرنا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے مالک بن یسار سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ سے دعا مانگو تو ہتیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگو اور جب فارغ ہو تو اپنے ہتیلیوں کو منہ پر مل لو۔ رواہ احمد وابو داؤد۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

(۱۰) دعا میں تکرار ہو یعنے بار بار مانگی جائے کیونکہ ابن عدی نے کتاب کامل میں ابن مسعود مسعود سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی اون لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو دعا میں الحاح کرتے ہیں اور مسلم نے ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے۔

(۱۱) دعا میں سوال ایسا نہ ہو جو باعث گناہ یا قطع رحم ہو مثلاً یہ کہے کہ میرا سودی روپیہ ملجائے یا فلاں شخص اپنے بہائی یا قرابت دار سے جدا ہو جائے کیونکہ حدیث میں ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعا بندے کی قبول ہوتی ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ مانگی ہو۔

(۱۲) دعا میں سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز کرے (یعنے قصداً مسجع اور مقفی عبارت بنا کر دعا نہ مانگے۔

(۱۳) ایسی دعاؤں کو جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں یعنے دعائے ماثورہ) پڑھے۔

(۱۴) دعائیں ایسی مانگے جو جامع ہوں قرآن و حدیث کی دعاؤں میں اگر غور کروگے تو اکثر دعائیں جامع ملینگین۔

(۱۵) ضروری فرائض کو چھوڑ کر دعا نہ مانگے۔

Marfat.com

(۱۶) اگر امام ہو تو دعا میں اپنی تخصیص نہ کرے مثلاً یہ نہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بلکہ کہے اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا غرضکہ جمع کا صیغہ دعا میں لائے کیونکہ ایک اعرابی آیا اور اوس نے اپنی دعا میں کہا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خدا کی رحمت کو جو وسیع تھی تنگ کر دیا اور روک دیا بلکہ یوں کہہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

قبولیت دعا

(۱۷) قبولیت دعا سے پہلے اسباب قبولیت دعا کو فراہم کرنا یعنے خدا کے اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے باز رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اوسی کی بات مانتا ہے جو اوس کی بات مانے اور اس کا ثبوت آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (بقرہ ۱۳ع) سے ہے جب دعا کرنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو میں اوسکی دعا کو قبول کرتا ہوں بندوں کو چاہئے کہ اجابت دعا کو مجھہ سے چاہیں اور میرے پر ایمان لائیں یعنے مجھہ ہی پر بھروسہ کریں تاکہ اونکو ہدایت ملے۔ یعنے جب میں نے اون کو ایمان اور اطاعت کے طرف بلایا ہے تو اونکو بھی چاہئے میرے اوامر کی اطاعت کریں اور نواہی سے باز رہیں جب وہ میری سنینگے تو میں بھی اونکی سنونگا۔ جب وہ میری نہیں سنتے تو میں کیوں اون کی سنوں۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوس کے صفات کو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگنا وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں اونکو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگو (۲۲ع)

(۱۹) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگنا کیونکہ ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے۔ کہ ایک اندھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک میں آیا اور کہا یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا کریں مجھے بینائی آجائے آپ نے فرمایا تو جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑھکر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ) چنانچہ اوس نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے

فضل سے اوس کی بینائی آگئی

(۲۰) اولیاء اللہ اور صالح بندون کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیونکہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط ہوا حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوب بارش ہوی۔

(۲۱) توسل باعمال صالحہ چنانچہ اس کے متعلق حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(۲۲) اوقات اجابت دعا مین دعا مانگنا چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے

(۲۳) دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونون ہاتھون کو منہ پر مل لے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ یعنے جب تم دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھون کو منہ پر مل لو یہ اشارہ ہے ایک تفاؤل نیک پر یعنے بندے کے ہاتھ برکات آسمانی اور فیوضات ربانی سے مملو ہین گویا اوس کو اپنے مالک سے استجابت دعا کی قوی امید ہوگئی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے اپنے مالک حقیقی سے جو کچھ کہ مانگا اوس کو مالک نے دیدیا اوسکو مین تبرکاً اپنے آنکھون پر رکھتا ہون اور منہ سے چھوتا ہون اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بادشاہان مجازی کے پاس سے کوئی عطیہ ملتا ہے تو سر اور آنکھون پر رکھا جاتا ہے ویسا ہی ہاتھون کا منہ پر رکھنا ہے۔

(۲۴) قبولیت دعا مین جلدی نہ مچائے یعنے یہ نہ کہے کہ مین نے دعا مانگی اور ابھی تک میرا کام نہوا کیونکہ صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بندہ بہتری مین رہے گا بشرطیکہ استجابتہ دعا مین جلدی نہ کرے صحابہ نے کہا یا نبی اللہ جلدی کرنے کے کیا معنے ہین آپ نے فرمایا یہ نہ کہے کہ مینے دعا کی تھی قبول نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالے دعا سب کی قبول کرتا ہے لکن اوس کام کے نفاذ مین بوجہ مصلحت کے دیری ہوتی ہے یا تو ذات باری تعالی اوس بندے کو اوس کا اہل نہین سمجھتا یا اوس کام کو ایک وقت پر اظہار کہنا ہے یا آخرت مین اوس کو اوس کا

Marfat.com

ثمرہ ملتا ہے۔

اوقات اجابت دعا

جیساکہ دعا مانگنے کے آداب وشروط ہین ویساہی قبولیت دعا کے اوقات بھی ہین مندرجہ ذیل اوقات مین دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) رمضان کے مہینے مین کیونکہ رمضان ایسا مبارک مہینا ہے کہ اوسی مہینے مین قرآن ایک دم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور پھر وہان سے یوماً فیوماً بقدر ضرورت نازل ہوتا رہا جیساکہ آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (بقرو ۲۳ع) اور دوسری حدیث مین ہے مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنے جو شخص رمضان کے مہینے مین ایمان اور بطلب ثواب قیام لیل کیا تو اللہ تعالیٰ اوس کے اگلے گناہ بخشدیتا ہے اب رہا اجابتہ تو اوس کے بعد ہی کی آیت سے مستنبط ہوتا ہے أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ جب مجھہ سے مانگنے والا مانگتا ہے تو مین اوس کے دعا کو قبول کرتا ہون جب کہ مطلق داعی کی دعا کو قبولیت ہے تو رمضان مین بدرجہ اولیٰ قبولیت دعا کو دخل ہوگا۔

(۲) شب قدر مین جیساکہ آیت إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ - اتارا ہم نے قرآن کو شب قدر مین اے محمد تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے خیر شب قدر وہ رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے اجب قرآن شب قدر مین نازل ہوا تو اوعیہ قرآن بھی شب قدر مین پڑھی جاوین تو انسب للاجابتہ ہوگین لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ دوسری راتون سے ہزار درجہ مرتبہ مین بڑھی ہوئی ہے یا اس وجہ سے اوسکو لیلۃ القدر کہتے ہین کہ اوس مین موت اور اجل اور رزق کا اندازہ کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اوس رات مین طاعات اور عبادات کو بہ نسبت اور ایام کی زیادہ فضیلت ہے اور قبولیت کو بھی اس رات مین زیادہ دخل ہے۔

Marfat.com

(۳) عرفہ کے دن کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے خَیرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَومِ عَرَفَۃ بہتر دعا وہ ہے جو عرفات مین مانگی جائے۔

(۴) جمعہ کی رات مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ سے فرمایا جمعہ کی رات مین ایک ساعت ہے اگر اوس ساعت مین دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

(۵) جمعہ کے دن مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے اچھا دن جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

(۶) آدہی رات مین کیونکہ ابی امامہ سے مروی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی دعا سنی جاتی ہے آپ نے فرمایا آدہی رات کی اور فرض نمازون کے بعد جو دعا مانگی جائے۔

(۷) پچھلی رات مین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اللہ تعالی ہر رات مین آسمان دنیا کے طرف نزول فرماتا ہے جب پچھلی رات کا تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے تو کہتا ہے کون شخص دعا مانگتا ہے تاکہ مین اوس کی دعا کو قبول کرون کون شخص مجھہ سے مغفرت چاہتا ہے مین اوس کی مغفرت کرون۔

(۸) جمعہ کے دن ایک ساعت ہے جسمین دعا قبول ہوتی ہے اب اوس کے تعین مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے سلام تک بعض کہتے ہین جمعہ کے دن مین عصر سے لیکر غروب آفتاب تک بعض روایت مین جمعہ کے دن طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک۔

دعا کن حالتون مین قبول ہوتی ہے

(۱) اذان کے وقت کیونکہ حدیث مین سہل بن سعد سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کی دعا کبھی رد نہین ایک اذان کے وقت ایک قتال کفار

Marfat.com

کے وقت

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان اس لئے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کبھی دعا رد نہیں ہوتی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اوس وقت ہم کونسی دعا مانگیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔

(۳) اگر مصیبت زدہ شخص بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ و حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے دعا مانگے کیونکہ حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے جب کسی کو مصیبت درپیش آئے یا کسی قسم کی تکلیف ہو تو موذن کی اذان کا انتظار کرے جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہے جب وہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے بعد ختم اذان کے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا دَعْوَۃِ الْحَقِّ وَکَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا پھر اوس کے بعد اپنی حاجت مانگے

(۴) اقامت کے وقت کیونکہ ایک حدیث میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اقامت کی تکبیر کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے قبولیت کے لئے کھل جاتے ہیں۔

(۵) جب صفیں قتال فی سبیل اللہ کے لئے قایم ہوں کیونکہ اس کا ثبوت سورہ صف سے ملتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف ع ۱)

135376

(۶) سجدے کی حالت میں کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے مالک سے بہت قریب ہوتا ہے پس سجدے کی حالت میں کثرت سے دعا مانگو (مسلم)۔

(۷) قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کیونکہ ترمذی میں عمران بن حصین سے مروی ہے وہ ایک قاری قرآن پر گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا اور لوگوں سے مانگ رہا تھا اونھوں نے افسوس کی راہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - کہا پھر کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص قرآن پڑھے وہ قرآن پڑھکر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ قریب میں ایسی قوم آئیگی جو قرآن پڑھے گی اور لوگوں سے مانگے گی

(۸) جب امام وَلَا الضَّالِّیْن کہے تو مقتدی آمین کہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اوس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں پس جسکا آمین کہنا ملائکہ کے آمین کے ساتھ ملجاتا ہے تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاتے ہیں موطا میں ایک روایت آئی ہے کہ حضرت وَلَا الضَّالِّیْن کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (اٰمِیْن) فرماتے۔

(۹) زمزم شریف کا پانی پینے کے وقت کیونکہ ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زمزم شریف کا پانی جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالی اوس نیت کو پورا کرتا ہے اگر کوئی بیمار بہ نیت شفا پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کی بیماری کو دور کر دیتا ہے اگر کوئی بھوکا سیری کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو سیر کر دیتا ہے اگر کوئی شخص پیاس بجھنے کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو سیراب کر دیتا ہے زمزم شریف کے کوئیں کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت ہاجرہ اور اسمعیل کے پانی پینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ٹھوکر سے پھوٹ نکلا تھا حاکم نے اپنی روایت میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے اگر اللہ تعالی سے اوس وقت وساوس شیطانی سے پناہ چاہکر پیا جائے تو اللہ تبارک و تعالی اوس کو وسوسوں سے بچالیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ جب پیتے تو

Marfat.com

یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَّرِزْقاً وَّاسِعاً وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

(۱۰) مرغ جس وقت بانگ دیتا ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالی سے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے۔

(۱۱) جب مسلمانون کا اجتماع کسی ذکر یا نصیحت یا وعظ کے لئے ہو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جماعت اللہ تعالی کا ذکر کرتی ہے تو فرشتون سے وہ محفل بھر جاتی ہے اور رحمت الٰہی اونکو ڈھانک لیتی ہے۔

(۱۲) جب میت کی آنکھین آسمان کو لگ جائین اور اوس کے آنکھین بند کرنے کے بعد اگر دعا مانگے تو اوس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ صحیح مین ام سلمہ کی حدیث سے روایت ہے جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو حضرت تشریف لائے آنکھین پھٹ کر آسمان کو لگ گئی تھین آپ نے اونکی آنکھین مینچ دین اور آپ نے فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اوس کے پیچھے آنکھین لگ جاتی ہین اون کے اہل وعیال نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا تم ایسے وقت مین اونکے لئے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگو کیونکہ جو کچھ تم اس وقت کہوگے فرشتے آمین کہتے جائینگے پھر آپ نے ابوسلمہ کے لئے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ ایسی دعا پر کیون نہ رشک کیا جائے کاش یہ کاتب الحروف ابوسلمہ کی جگہ پر ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عاصی کے لئے دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

(۱۳) جب میت کو سکرات ہونے لگے کیونکہ نسائی مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت مرنے کی قریب ہوتا ہے تو فرشتے آتے ہین

Marfat.com

ایسے وقت مین دعا بھی قبول ہوتی ہے

(۱۴) بارش کے وقت چنانچہ امام شافعی نے کتاب الأم مین ذکر کیا ہے کہ دعا پانی پڑنے کے وقت مقبول ہوتی ہے اور حصن حصین مین بھی ذکر آیا ہے۔

(۱۵) خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت چنانچہ طبرانی نے روایت کیا ہے ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مسلمان کی دعا خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت مقبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سورہ انعام کی پڑھنے کی حالت مین جلالتین کے درمیان اس سورہ پاک مین اللہ تعالے کا اسم مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

(۱۷) فرض نمازون کے بعد کیونکہ ابن السنی اور ابو الشیخ اور ابن نجار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو بندہ مومن ہر نماز کے پیچھے اپنے ہاتھون کو پھیلا کر یہ کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَاَنْ تَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلًى وَاَنْ تَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَاِنِّيْ مِسْكِيْنٌ اللہ تعالی اوسکو کبھی نامراد نہین کرتا۔ آج کل اس مسئلہ مین بعض لوگون نے بڑا غلو کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرض نمازون کے بعد ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہین ملتا اس لئے اس کی کچھ ضرورت نہین لکن اگر سب احادیث کو دیکھا جائے اور حضرت کے ادعیہ کو تلاش کیا جائے تو اکثر ہاتھ اوٹھا کر دعا آپ نے مانگی ہے اور جب خود حضرت ارشاد فرماتے ہین اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْا بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ چنانچہ یہ حدیث کنز العمال مین بھی ہے یعنے جب تم اللہ سے مانگو تو ہتیلیون کو پھیلا کر دعا مانگو اور امر تعمیم کے لئے ہے تو اوس سے صاف حکم مستنبط ہوتا ہے کہ خارج از نماز مین جب دعا مانگی جائے تو ہاتون کو اوٹھا کر دعا مانگی جائے دوسرے جب اللہ تعالے قرآن مین فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اللہ کی ذات غنی ہے اور تم سب محتاج ہو تو ہم کو بھی چاہیے اپنے غرض مطلب کے لئے اپنے مالک حقیقی کے سامنے مثل فقیرون اور محتاجون کے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگین اور نماز پڑھکر اپنے عرض حاجت کے لئے ہاتھ نہ پھیلانا ایک طرح کا استکبار ہے جو بندون کے خلاف شان ہے

اماکن الاجابۃ یعنے دعا کہان مقبول ہوتی ہے

(۱) مطاف مین یعنے خانہ کعبہ کے طواف کے مقام مین وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ——

(س ع ج) اور طواف کرین اوس قدیم گھر کا اور ظاہر ہے کہ طواف مین تسبیح اور تکبیر اور تہلیل کی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے۔

(۲) مقام ملتزم مین یعنے دروازہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان جو مقام ہے کیونکہ حبیب بن صہبان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین عمر بن خطاب کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور خانہ کعبہ اور رکن کے درمیان یا مقام ابراہیم اور دروازۂ خانہ کعبہ کے درمیان یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(کنز العمال) اور طبرانی مین ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے جو کوئی آفت زدہ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کو آفت سے نجات دیتا ہے۔

(۳) میزاب رحمت کے نیچے یعنے حطیم کے اندر کیونکہ بقول صحیح حطیم بھی مطاف مین داخل ہے

(۴) زمزم شریف کے کوئین کے پاس چنانچہ اس کے متعلق اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

(۵) خانہ کعبہ کے اندر کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اوس کے سب جوانب مین دعا مانگی (صحیح مسلم)

(۶) صفا اور مروہ پہاڑ پر جیسا کہ آیت سے مستنبط ہوتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(۷) صفا اور مروہ پہاڑ کے درمیان سعی کی حالت مین کیونکہ جب صفا اور مروہ پہاڑون کے درمیان دوڑتے ہین تو تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کہتے ہین اور یہ دعا پڑھی جاتی ہے

Marfat.com

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اون کے علاوہ اور دعائین بھی مانگ سکتا ہے۔

(۸) مقام ابراہیم کے پیچھے اس کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی تعیین مقام ابراہیم مین بہت سارے احادیث آئے ہین لکن احادیث صحیحہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ مقام ابراہیم اوس پتھر کا نام ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی دیوارین اٹھا رہے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر تھا جو دیوار خانہ کعبہ سے ملحق تھا سب سے پہلے اوس پتھر کو عمر بن الخطاب نے نقل کرا کے دوسرے مقام پر رکھا دیا چنانچہ اس روایت کو عبدالرزاق نے اور بیہقی نے بسند صحیح نقل کیا ہے اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ مُصَلًّی سے کیا مطلب ہے بعض کہتے ہین کہ مشاعر اور مشاہد ہین بعضون نے کہا کہ مُصَلًّی سے مدعا ہے یعنے دعا کا مقام یعنے دعا وہان پر مانگو بعضون نے کہا کہ مصلی سے مراد قبلہ ہے یعنے اوس مقام کو کہ جس مقام پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنا رہے تھے اوس مقام کو اپنا قبلہ قرار دو۔

(۹) عرفات مین وَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط اور کبیر مین بسند صحیح ذکر کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے لئے سات مقام پر ہاتھ اٹھائے جائین (۱) جب نماز شروع ہو (۲) جب مسجد حرام مین داخل ہو (۳) جب خانہ کعبہ کو دیکھو (۴) جب صفا یا مروہ پہاڑ پر کھڑے ہو (۵) جب لوگ عرفات کے میدان مین جمع ہون (۶) مزدلفہ مین (۷) جمرۂ ثلثہ کے مقام مین یعنے جہان پر شیطان کو کنکریان مارتے ہین۔

(۱۰) صاحب نزول الابرار اور مصنف حصن حصین کہتے ہین کہ یہ امر کئی دفعہ آزمایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ اور مقامات مین بھی دعا مقبول ہوتی ہے مسجد نبوی ہین مسجد حرام مین مسجد

Marfat.com

بیت المقدس میں جلالتین کے درمیان۔ طواف میں ملتزم کے پاس۔ قبور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے پاس اور خاصکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے پاس اور اس کا بھی تجربہ ہے کہ قبور اولیاء اللہ اور قبور صالحین کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

دعا کن کن لوگوں کی قبول ہوتی ہے

(۱) انبیا علیہم الصلوۃ کی دعا اپنی امت کے لئے اس کے ثبوت میں متعدد آیات آئے ہیں
(۲) مضطر مصیبت زدہ کی دعا چنانچہ اس کا ثبوت آیت قرانی سے ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (سورہ نمل ع) جب مصیبت زدہ دعا مانگتا ہے تو سوائے خدا کے کون شخص اوسکی دعا کو سنتا ہے اور اوس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔
(۳) امام عادل کی دعا (۴) مسافر کی دعا (۵) والدین کی دعا اپنے اولاد کے لئے چنانچہ ان تینوں شخصوں کی دعا کے قبول ہونے کا ثبوت حدیث شریف سے آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی دعا قبول ہونے میں کسی طرح کا شک نہیں ایک مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی دعا تیسرے امام عادل کی دعا ایک روایت میں والدین کی دعا کا بھی ذکر آیا۔
(۶) جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کرے اور اس پر یہ آیت دلیل ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ اور نبی کریم کو ارشاد ہوتا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔
(۷) توبہ کرنے والے کی دعا اس کا ثبوت اس آیت سے ہے وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ جو شخص توبہ کرے اللہ تعالی اوس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور حدیث شریف

Marfat.com

مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن اور رات مین اللہ تعالی کے بندے آزاد ہوتے ہین اور ہر بندے کی دعا مستجاب ہوتی اور خاصکر وہ شخص جو اپنے گناہون سے توبہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اوس نے گناہ کیا ہی نہین

(۷) جو شخص رات کو جاگتا ہے اور تہجد کی نماز گذارتا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے جو شخص رات کو جاگے اور وضو کرکے یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تو اللہ تعالے اوس کے گناہون کو بخشدیتا ہے اور جو کچھ دعا مانگے اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو نماز پڑہی جاوے وہ نماز اوس کی مقبول ہوتی ہے۔

(۸) روزہ دار کی دعا جس وقت روزہ افطار کرے (ترمذی ابن ماجہ)

(۹) حاجی جب حج سے واپس ہو۔ جامع ابی منصور

(۱۰) مستجاب الدعوات شخص (یعنی وہ شخص کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے)

اللہ تبارک وتعالی کا اسم اعظم

اللہ تعالی کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارے مین بہت سارے احادیث آئے ہن چنانچہ احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کا نام (جو اسم اعظم ہے) پڑہکر دعا مانگے تو اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے لیکن اب اوسکی تعین مین علما کا اختلاف ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے کا اسم اعظم لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور ایک

روایت میں ابن حبان کی یہ آئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور ایک روایت میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم ان آیتوں میں ہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قاسم کہتے ہیں کہ میرے پاس وہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہیں یہ کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کو جب کوئی سخت مشکل پیش آئے تو وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑھے پھر (۷) مرتبہ درود شریف پڑھے بعد اس کے روبقبلہ ہو کر بیٹھے پھر بعد اوس کے اس دعا کے وسیلہ سے اپنے مطلب کو اللہ تعالیٰ سے مانگے پھر بعد ختم کے (۷) بار درود شریف پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اوس کی مقصد کو پورا کرے گا مگر احتیاط رکھے کہ بغیر ضرورت شدیدکے ایسا نہ کرے اور گناہ کے کام اور حقیر کاموں کے لئے اور کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کیلئے یہ دعا نہ کرے اور نہ انتظام عالم میں دخل دے مثلاً سلطنت یا ملک یا بادشاہ کے بدلنے یا تباہ ہونے کے لئے نہ پڑھے ورنہ نفع کے بدلے نقصان کا اندیشہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ

Marfat.com

الحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ
بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ
اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ
یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاِسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَكِ
الْاَحَبِّ اِلَیْكَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَیْتَ وَاِذَا
اُسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ
وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰی كُلِّهَا
مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ -

اس کے بعد اپنی حاجت کہے - اب یہاں سے ہم قرآن کے ادعیہ کو شروع کرتے ہیں اور ہر ایک دعا کی فصاحت و بلاغت بھی بیان کرتے ہیں -

قرآن مجید کی دعائیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ
نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ - اٰمِیْن - ترجمہ - میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر اور وسوسوں سے - میں اس سورہ کو شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے انصاف کے دن کا مالک وہی ہے ہم تیرے ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم کو اون لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا جن پر

Marfat.com

فضل نازل ہوا نہ اون لوگون کے راستہ پر جن پر تیرا عتاب اور غصہ نازل ہوا۔ نہ اون لوگون کا راستہ جو راہ حق سے بہتک گئے یعنے ہم کو یہود اور نصارے کے راستہ پر مت لیجل
اس سورت مین دعا تو صرف (اہدنا الصراط المستقیم سے) لکن اس سورت مین چند آداب دعا کا استنباط نکلتا ہے اس لئے ہم نے اس کو پورا لکہا کہ انسان دعا مانگنے سے پہلے تعوذ پڑہے
پھر تحمید ذات باری تعالی کرے پھر عرض مطلب بیان کرے (ابلاغت) اس دعا مین شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے نے خدا کی تحمید کی اور اپنی عبودیت کا جملہ ایاک سے اعتراف کیا تو
اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ بندہ ہدایت پر ہے پھر (اہدنا سے دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے
جواب شبہ یہان پر حاصل الگ ہے اور مطلوب الگ۔ ہدایت اگرچہ حاصل ہے لکن جملہ اہدنا مین قائل نے محض ہدایت مراد نہین رکہی ہے بلکہ مزید ہدایت مراد رکہی ہے یا ہدایت
پر ثابت قدم رہنا مراد رکہا ہے کیونکہ ہدایت کا صلہ لام سے ہوتا ہے یا الی سے تو اوسکی معنے ہوتے ہین صرف راستہ بتانے کے جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ
اَقْوَمُ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور جہان پر ہدایت کا کوئی صلہ نہ ہو اور وہ بنفسہ متعدی ہو تو وہان ہدایت کے معنے ایصال الی المطلوب کے ہوتے ہین
یعنے اے مالک ہمارا مطلوب یہ ہے کہ ہم منزل مقصود تک پہونچ جائین اور تیرے نبی کے ہدایت پر قایم رہین یہ ہم تجہی سے مانگتے ہین تو ہی ہم کو ہمارے منزل مقصود تک پہونچا
یعنے اپنی معرفت اور محبت عطا کر۔

صراط کی اصل سراط ہے جس کے اصل معنے نگلنے کے ہین چونکہ راستہ مسافرون کو اپنی سنہ مین لیتا ہے یا یہ کہ مسافر راستہ کو طی کرتا ہے تو گویا اوس کو نگلتا ہے اس مناسبت
سے صراط کو صراط کہتے ہین مُسْتَقِيْم کے معنے سیدہا جسمین کسی قسم کی کجی نہ ہو اور وہ افراط اور تفریط سے بالکل خالی ہو جابر کہتے ہین کہ اس سے مراد دین اسلام ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین قرآن ہے بعضون نے کہا اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے ابو العالیہ کہتے ہین

Marfat.com

کہ جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہین فضیل بن عیاض
کہتے ہین حج کا راستہ بعضون نے کہا کہ وہ راستہ جس سے جنت ملے ابن عباس اللہ تا کی تفسیر
بیان کرتے ہین (اے اللہ جو تیرا دین حق ہے اوسکو ہمارے دل مین ڈال اور ہمکو افراط و تفریط
سے بچالے) مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی نے خود اوسکی تفسیر بیان کر دی ہے یعنے جو منعم علیہم صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہین اون کے راستہ کی ہمکو توفیق دے یہود جو مغضوب علیہم ہین
اور نصاری جو بھٹکے ہوئے ہین اون کے راستے سے ہمکو بچالے۔

(۲) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا
هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ (۸ ع بقرہ)

جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ تم کو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم
دیتا ہے اون کی قوم نے کہا کیا تم ہمکو بناتے ہو یعنے ہمارے ساتھ دلگی کرتے ہو (موسی علیہ السلام
نے کہا) خدا کی پناہ اس سے کہ مین نادان ہون یعنے زمرہ جہلا مین ہونے سے مین پناہ چاہتا
ہون (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیون مین ایک خون ہو گیا تھا
اوس کے قاتل کا پتہ نہین چلتا تھا اوس کے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے حضرت موسی سے اسکا
استغاثہ کیا حضرت موسی نے دعا کی حکم ہوا کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اوس کی کوئی بھی ہڈی
مردے کو چھوا دو وہ زندہ ہو کر خود اپنے قاتل کو بتا دے گا اس پر موسی علیہ السلام کی قوم نے
سمجھا کہ موسی علیہ السلام ہم سے دلگی کرتے ہین حضرت موسی نے جواب دیا کہ مین جہالت سے
پناہ چاہتا ہون جو کچھ حکم ربی ہوا ہے مین اوسکو سناتا ہون اس قصہ سے مقصود یہ ہے کہ
اللہ تعالی جس طرح سے اوس مردہ کو زندہ کر دیا اوسی طرح اور مردون کو زندہ کرے گا چنانچہ
یہ قصہ اثبات قیامت کے لئے لایا گیا ہے خیر یہان پر ہمکو اس کی تفصیلی بحث سے مطلب
نہین ہے جہان پر معجزات سے عقلی بحث کرینگے وہان اسکی باریکیون کو بھی بتادینگے ہمکو تو صرف
یہان دعائے اعوذ باللہ کی بلاغت بیان کرنا مقصود ہے جو ہمارا اصل موضوع ہے

Marfat.com

چونکہ یہ آیت دعائیہ قصہ طلب تھی اس لئے اوپر سے لکھی گئی ہے ۔ (بلاغت) یہ جملہ تعوذ
جو ایک طرح سے قوم کے سوال کا جواب بھی ہے اور تعوذ بھی موسیٰ علیہ السلام نے جب کہا جسکا انکی
قوم نے اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا یعنے ایسے موسیٰ جو تم گائے کے ذبح کرنے کے لئے کہتے ہو
ہمارے ساتھ دلگی کر رہے ہو اور ہمکو بنا رہے ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہین بلکہ مین تو
دلگی سے پناہ مانگتا ہون اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اوس کے جواب مین یہ کہنا چاہئے تھا لا
أَسْتَهْزِءُ بِكُمْ یا أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ یہان اس کو نہ کہہ کر
اعوذ باللہ من الجاہلین کہا اس مین بلاغت یہ رکھی کہ ہنسی یا دلگی مین آدمی جو مشغول ہوتا ہے
وہ بسبب جہالت کے مشغول ہوتا ہے کیونکہ سبب مسخرگی کا جہالت ہے اور منصب نبوت
اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ دلگی پر اقدام کیا جائے کیونکہ ٹھٹا یا دلگی کرنا انبیا کی شان سے
بعید ہے یعنے ٹھٹا کرنا تو کجا جو دلگی کا سبب جہالت ہے اوس سے بھی مین پناہ مانگتا ہون
جیسے کہتے ہین کہ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَدَمِ الْعَقْلِ وَغَلَبَةِ الْهَوٰی غرضکہ اس دعا مین مسبب
(استہزا) کو چھوڑ کر سبب (جہل) کو بیان کیا تا کہ کمال مبالغہ عدم استہزا مین ثابت ہو کیونکہ سبب
کے نفی ہونے سے مسبب کی بھی نفی ہو جائیگی اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے جہالت
اور دلگی دونون برے ہین ۔ اچھا تو اب دوسرا شبہ ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صرف اس قدر
کہدے ہوتے اعوذ باللہ من الجہل اتنا طول جملہ کیون بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ
مین کیا ٹھٹا کرون مین تو ٹھٹے کرنے والون کے زمرہ مین شمار ہونے سے بھی پناہ مانگتا ہون
جیسے کہتے ہین کہ خدا ایسی صحبت سے بچائے ۔

دوسری بلاغت اس مین یہ رکھی گئی ہے کہ جب مین اس امر کو جانتا ہون کہ دین مین ٹھٹا
کرنا ایک بہت بڑی وعید اور عذاب کا موجب ہے پھر مین بھلا تم سے کیون ٹھٹا کرنے لگا
بعضون نے کہا کہ نہین جہل بمعنے ٹھٹے کے بھی آیا ہے کیونکہ بعض اہل لغہ نے کہا ہے
جیسا کہ جہل علم کا ضد ہے ویسا ہی حلم کا بھی ضد ہے غرضکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس قول

Marfat.com

مین دعا بھی مانگی اور جواب بھی دیا اور اس امر کو بتلا دیا کہ ہٹنا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ - وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ
مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ - رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(۱۵-ع بقرہ)

اور (اے محمد بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب ابراہیم اور (انکے ساتھہ) اسمٰعیل (دونون) خانہ کعبہ کی بنیادین اوٹھا رہے تھے (اور یہ دعائین مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنا (آیندہ) فرمان بردار بنا اور ہماری نسل مین ایک گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہمکو اپنے گہر کے عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر بیشک تو ہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے اور اے ہمارے پروردگار (ان مکے والون مین) ان ہی مین سے ایک رسول بہیج جو تیری آیتین پڑہ کر سنائے اور اونکو کتاب آسمانی اور حکمت کی باتین سکہلائے اور اونکو (عیوب نفسانی سے) پاک اور ستہرا کرے بیشک تو ہی با اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

Marfat.com

(بلاغت) یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے جب مانگی جبکہ خانہ کعبہ بن چکا تھا کیونکہ امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت (اذ یرفع الی آخرہ) اگرچہ تلاوت مین موخر ہے لیکن معنے کے اعتبار سے مقدم ہے اس دعا سے ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ شہر مکہ ایک ایسا شہر تھا جہان نہ کچھ کھیتی ہوتی تھی اور نہ وہان کوئی درخت اوگتا تھا اگر امن نہ ہوتا تو اطراف واکناف سے غلہ وغیرہ کیونکر آتا لوگون کی زندگی دشوار ہوجاتی اس لئے پہلے امن کی دعا مانگی اب اس مین مفسرین کا اختلاف ہے کہ امن کے کیا معنے ہین بعضون نے کہا اس سے مراد خوف سے بچاؤ ہے بعضون نے کہا امن قحط سے ہے قاضی ابوبکر رازی کہتے ہین کہ یہان مراد امن سے قتل سے بچنا ہے کیونکہ اگر امن من القحط مراد ہوتا تو وارزق اھلہ من الثمرات سے دعا مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی۔ اب رہا یہ امر کہ امن کی اضافت بلد کے طرف کیون کی گئی یہان پر مجاز کہا گیا یعنے ظرف کہا اور اوس سے مراد مظروف رکھا جیسے کہتے ہین عیشۃ راضیۃ حالانکہ عیش مرضیہ ہوتی ہے یعنے اے اللہ یہان کے رہنے والونکو سب بلاؤن اور آفتون سے بچالے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کرلیا اور اپنے فضل وکرم سے شہر مکہ کو باعث امن کردیا جو کوئی وہان جاکر ٹھر جاتا ہے وہ امن اور چین سے رہتا ہے کوئی اوسکو قتل نہین کرسکتا نہ اوس کو مار سکتا ہے۔ دوسری دعا (وارزق الخ) بھی قبول ہوگئی جب اونہون نے یہ دعا مانگی اللہ تعالی نے زمین طایف کو فلسطین سے لاکر یہان پر رکھا چنانچہ مکہ معظمہ مین جو کچھ میوہ وغیرہ آتا ہے وہ طایف سے آتا ہے اب ابراہیم علیہ السلام نے من امن منھم باللہ والیوم الآخر کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ جب اونہون نے اپنی منصب نبوت اور امامت کے لئے یہ دعا کی کہ اپنے اولاد مین رہے تو اللہ تعالی نے کہا لا ینال عھدی الظلمین۔ یعنے منصب نبوت اور امامت ایک ایسا منصب ہے جو گنہگارون اور ظالمون کو نہین ملسکتا ہے اس سے ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ رزق بھی اللہ جو دیگا تو مومنین ہی کو دیگا اس لئے اونہون نے رزق کے دینے کیلئے

Marfat.com

مومنین کو خاص کیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رزق ایک ایسی چیز ہے جسکی وسعت کافر اور مومن سب کو ہونا چاہیے اس لئے جو کافر ہین اونکو بھی ہم رزق دینگے پھر عذاب دوزخ کیطرف لیجائیگین غرضکہ اس دعا مین اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اس امر پر واقف کیا کہ اللہ کی رحمت کو تم مختص مومنین کے ساتھ مت کرو بلکہ رزق تو ہم تھوڑے دنون کافرون کو بھی دینگے۔

یَرْفَعُ مین یہ بلاغت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو امر پہلے گزر چکا ہوتا ہے اوس کو بصیغہ مضارع اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ اوس صورت ماضیہ کی تصویر سامنے بخوبی کھیچ جائے یعنے اے محمد تم دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ابراھیم اور اسمعیل علیہ السلام اب گھر کو بنا رہے ہین اور پائے رکھنے کے لئے گارے لا رہے ہین اور یہ دعا مانگتے جا رہے ہین۔ یہان رفع قواعد سے مراد ہے کہ اونکی دیوارین اوٹھا رہے ہین۔ اصل تو یہان قواعد البیت کہنا چاہیے تھا لکن ایسا نہ کہکر پہلے قواعد مین ابہام کیا اور پھر اوس کے بعد من البیت سے بیان کیا تا کہ شان اور عظمت خانہ کعبہ کی معلوم ہو کیونکہ ابہام کے بعد بیان کسی امر کا اوسکی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

تَقَبَّلْ مِنَّا کی تفسیر مین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے متکلمین نے کہا ہے کہ عمل کی دو قسمین ہین ایک عمل مقبول دوسرا عمل مردود جس عمل سے خدائے تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اُس پر ثواب دیتا ہے وہ مقبول ہے اور جس سے راضی نہین اور اوس پر ثواب نہین وہ مردود ہے غرضکہ رضا اور قبول آپس مین لازم اور ملزوم ہین۔ یہان پر تقبل کا لفظ مجازاً لایا گیا ہے اور وہ مثلاً زمین سے ایک لازم مراد رکھا ہے یعنے تقبل کہا گیا ہے اور مراد اوس سے رضامندی رکھی گئی ہے غرضکہ اس دعا مین ابراھیم علیہ السلام نے اپنے فعل کو تشبیہ دی ہے رضا کے ساتھ جیسا کہ بادشاہ ہدیہ کو قبول کرتا ہے تو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راضی ہے اسی طرح اے مالک یہ خانہ کعبہ کو ہم بنا کر تیرے پاس پیش کر رہے ہین تو اوسکو قبول کر لے یعنے ہمارے اس کام سے جو حسبۃً للّٰہ کیا گیا ہے تو اوس سے راضی ہو۔

عارفین مضامین قرآنی قبول اور تقبّل مین فرق کرتے ہین جیساکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین عَلَيْكُمْ بِقُبُوْلِ الْعَمَلِ اَشَدَّ اِهْتِمَامًا مِنَ الْعَمَلِ فَاِنَّهُ كَيْفَ يُقْبَلُ عَمَلٌ يُتَقَبَّلُ
یعنے عمل کرنے سے پہلے قبول عمل کا اہتمام شدت سے کرو کیونکہ وہ عمل کیونکر قبول کیا جائیگا
جس عمل مین تکلف ہو کیونکہ تقبل کہتے ہین تکلف سے کسی بات کے قبول کرنے کو اور یہ جب ہوتا ہے
کہ عمل ناقص ہو اور وہ قابل قبول نہ ہو پس ہر دو حضرات علیہم السلام نے اپنی دعا مین تقبل کا لفظ
لائے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اے پروردگار ہم عاجزی اور انکساری سے کہتے ہین کہ ہمارا
یہ فعل ایسا عمدہ نہین ہے کہ قابل قبول ہو کیونکہ تیری شان کے لایق نہین لکن ہمکو تیری درگاہ سے
اُمید ہے کہ اوسکو قبول کرلے غرضکہ تقبّل مین وہ بلاغت ہے جو اقبل مین نہین ہے اور
اس مین نکتہ یہ بھی رکھا گیا کہ ہم خادمان درگاہ آلہی ہین ہمکو مقصود اس عمل سے ثواب حاصل کرنا
نہین ہے یہ تیرا اختیاری فعل ہے چاہے تو اس پر ثواب دے یا نہ دے لکن تیرے طرف
سے ہمارے اس فعل کا قبول ہونا بھی ہمارے لئے سب سے عمدہ اور بہتر ثواب ہے دوسری
بلاغت اس مین یہ رکھی ہے کہ اے مالک ہم اس عمل کو تیرے پاس مخلصانہ لیکر آئے ہین
اب ہم اس لئے گڑگڑا رہے ہین کہ آپ اسکو قبول کر لیجئے اور اس پر ثواب دیجئے چنانچہ
متکلمین کا یہی مذہب ہے اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہین کہ اعمال پر
ثواب دینا خدا پر واجب اور لازم ہے اگر عمل پر ثواب لازم ہوتا تو اس تضرع اور زاری کی ضرورت
ہی کیا تھی اس واسطے کہ یہ تحصیل حاصل ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہم آگ کے
بارے مین کہین کہ گرم ہو جا یا اولے کے بارے مین کہین کہ سرد ہو جا اس لئے کہ یہ عمل
حاصل ہے جبکہ آگ خود گرم اور اُولہ خود سرد ہے کیونکہ متکلمین کے پاس تقلیب ماہیت خدا
کی قدرت سے بعید نہین ہو سکتا ہے کہ آگ ویسا ہی روشن رہے اور سرد ہو جائے
جیساکہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوگئی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ اُولا اور برف آگ ہو جائے اگر معتزلہ کے اس قول کو مان لیا جائے کہ اللہ

Marfat.com

پہ ثواب دینا لازم ہے تو اس قسم کی دعا اور تضرع پر ثواب مرتب نہ ہوا اور یہ دعا بالکل ناکارہ ہو جائے غرضکہ اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین اللہ کو ثواب دینا واجب اور لازم ہے ہم یہ کہتے ہین کہ خدا پر کچھ واجب نہین اوسکو اختیار ہے چاہے دے چاہے نہ دے بادشاہ ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید بعد اس دعا کے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کہا گیا اسمین یہ نکتہ ہے کہ اے اللہ ہماری اس عاجزی اور انکساری کا سننے والا تو ہی ہے اور علیم اس لئے کہا کہ اے اللہ تو ہی ہمارے نیتون کا جاننے والا ہے کہ اس مین ہم نے کس خلوص سے کام لیا ہے۔

شبہ جبکہ دونون مسلمان تھے تو پھر اس امر کی دعا کہ اے اللہ تو ہمکو مسلمان کر اس کے کیا معنے ہون گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہان مراد انکی اسلام پر ثابت قدم رہنا ہے اللہ تو ہمکو الیسا مضبوط کر کہ ہم اسلام پر ثابت قدم رہین اور مِن ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کے معنی یہ ہین کہ ہماری اولاد مین سے یا تو بعض کو یا سب کو اپنا اطاعت گزار کر من اگر تبعیضیہ لینگے تو اوس سے مراد یہ ہوگا کہ ہماری ذریۃ مین سے ایک ذریۃ کو اپنا اطاعت گزار کر رکھہ چنانچہ اسیطرف ابن جریر بھی گئے ہین اور کہتے ہین کہ ذریۃ سے مراد عرب ہے یعنے ہماری اولاد مین سے قوم عرب کو اپنا مطیع اور منقاد کر رکھہ یا عام مراد رکھی ہے کہ جو ہماری اولاد تجھہ پر ایمان لائے اونکو اپنی اطاعت گزار جماعت کر رکھہ اب امت کے معنے مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ امت سے مراد جماعت ہے بعض کہتے ہین کہ اُمت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ کَانَ اِبْرَاهِیْمَ اُمَّةً قَانِتًا اُمت کا اطلاق دین پر بھی ہوتا ہے زمانہ پر بھی اطلاق امت کا ہوتا ہے جیسا کہ وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ای بَعْدَ زَمَانٍ بعضون نے کہا کہ امت سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ آیت وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا سے معلوم ہوتا ہے۔

مَنَاسِكَ سے مراد آداب حج ہین یعنے اے اللہ تو ہمکو آداب حج سکھلا چنانچہ اللہ تعالے نے دعا قبول کی اور جبرئیل علیہ السلام آکر ابراہیم اور اسمٰعیل کو آداب حج سکھلائے۔

Marfat.com

وَتُبْ عَلَیْنَا سے مراد یہ ہے کہ ہمکو موت کے وقت دین پر ثابت قدم رکھہ کیونکہ اگر توبہ سے مراد ہماری گناہون سے تجاوز کرنا ہو تو انبیا تو معصوم ہین یا توبہ سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ ہم مین سے جس نے ظلم کیا اون کے ظلم سے درگذر کر کیونکہ تو ہی توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

حل مسئلہ توبہ انبیا انبیا سے گناہون کے صادر ہونے مین دو فریق ہین ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ انبیا دن سے گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اونہون نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کیونکہ اگر انبیا سے گناہ صادر نہ ہوتے تو توبہ کیون کرتے اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ انبیاؤن سے کبیرہ گناہ صادر نہین ہوتے صغیرہ گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اس آیت مین اونہون نے صغیرہ گناہون سے معافی چاہی ہے لیکن یہ جواب کچھہ ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب توبہ صغیرہ گناہون کی کفارہ ہوتی ہے تو کبیرہ گناہون کی بھی ہو سکتی ہے تو پھر توبہ کو صغیرہ کے ساتھہ مختص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے دوسرے یہ کہ توبہ ازالۂ معصیت کا نام ہے عام اس سے کہ وہ معصیت چھوٹی ہو یا بڑی جب سرے سے معصیت ہی نہین تو ازالۂ معصیت کیا۔

عمدہ جواب عمدہ جواب اس کا یہ ہے کہ یہان اگرچہ توبہ کا لفظ کہا گیا ہے لیکن یہان پر انتہا درجہ کا تحرز عن المعصیۃ مراد رکھا گیا ہے یعنے اپنے کو گناہون سے شدت کے ساتھہ بچانا کیونکہ جو شخص باوجود شدت کے ساتھہ گناہون سے بچنے کے پھر توبہ کرے اور پھر اپنی صورت مثل پشیمان اور قصوروار کے ظاہر کرے تو وہ دوسرے کے لئے زیادہ تر باعث نہو کا ترک گناہ پر یعنے اے اللہ باوجود ہم گناہون سے بچے رہنے کے بھی پھر ایسے پشیمان اور قصوروار ہین کہ ہماری حالت مثل گنہگارون کی ہے جو کہ توبہ کرتے ہین۔

دوسرا جواب اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو بندہ اپنے مالک کی اطاعت مین زیادہ سرگرم اور کوشان رہتا ہے وہ اس امر سے بھی بہت ڈرتا رہتا ہے کہ کچھہ قصور اطاعت مین

Marfat.com

سہواً ہو جائے یا کوئی کام غفلت سے ایسا ہو جائے جس کو نہ کرنا بہتر تھا کر دیا گیا چونکہ مقربین کو زیادہ حیرانی رہتی ہے اور اولوالعزم لوگون کے شان سے تھوڑا سا قصور بھی بڑا گناہ گنا جاتا ہے اسی لئے تُبْ عَلَيْنَا مین اس امر کو ظاہر کیا کہ اے مالک اگرچہ ہم تیری اطاعت کرتے ہین لیکن پھر بھی ہم سے اگر کسی قسم کا قصور سہواً ہو گیا ہو یا کسی بہتر کام مین ہم سے فروگذاشت ہو گئی ہو تو اسکو معاف کر دے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تیسرا جواب | اس شبہ کا تیسرا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اونکی اولاد مین کوئی نہ کوئی ظالم اور عاصی بھی ہونگے اس لئے اونہون نے اس امر کی دعا کی کہ اے مالک ہماری اولاد مین کچھ گنہگار ہو جاوین تو تو اونکو توبہ کی توفیق دے تُبْ عَلَيْنَا کے معنے ہین ای تُبْ عَلَى الْمُذْنِبِينَ مِنْ ذُرِّيَّاتِنَا ہے یعنے اے اللہ ہماری اولاد مین جو گناہ کا کام کرے اور توبہ کرے تو تو اونکی توبہ قبول کر کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بیٹا کوئی قصور کرتا ہے تو باپ شفقت کی راہ سے اوس کی طرف سے معذرت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ اسکا قصور معاف کیجئے اسکا قصور گویا میرا قصور ہے کیونکہ اولاد بھی بمنزلہ اوس کے ہوتی ہے اور یہ معنی پر کئی دلیلین ہین ایک تو آیت وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ اور دوسری دلیل ایک قرات وتب عليهم بھی آئی ہے۔

تیسرا جواب | اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ انعال کا خالق خدا نہین ہے بلکہ بندہ خود اپنے انعال کا خالق ہے اون پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ توبہ بھی بندہ کی مخلوق ہے تو اللہ سے طلب کرنا اوس کا محال ہوگا کیونکہ طلب تو اوس کی کیجاتی ہے جو اوس کے پاس نہ ہو اور جو چیز کہ اوس کے پاس ہو اوس کے طلب کرنے کے کیا معنے۔ اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ ہم توبہ کو اس واسطے طلب کرتے ہین کہ اللہ نے خود طلب توبہ کا حکم دیا ہے اور کہا ہے تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اگر توبہ اللہ کا فعل ہوتا تو بندے سے اوسکا طلب محال ہوتا غرضکہ جس بات سے ہم دلیل لیتے ہین وہی دلیل اولٹی وہ ہم پر وارد کرتے ہین اس کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ یہان ہم توبہ کی معنے رجوع کے لیتے ہی نہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اے اللہ تو ہمکو توفیق توبہ کی دے یا بندے جو تیرے طرف رجوع کرتے ہین تو اونکی توبہ قبول کرلے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل خدا کا ہے بندونکا نہین غرضکہ توبہ بھی خدا ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ دخل نہین اور اس ہمارے قول کی تائید مین کئی وجوہات ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالی کوئی سبب جو موجب توبہ ہو نہ پیدا کرے توبہ کا حصول محال ہے اور ظاہر ہے کہ سب اسباب کا پیدا کرنے والا خدائے تعالی ہی ہے جب یہ مسلم ہے تو توبہ بھی اللہ تعالی ہی کے طرف سے ہے۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہین کہ توبہ کے تین مراتب ہین پہلا علم توبہ کا مرتبہ ہے دوسرا حالت توبہ کا مرتبہ ہے تیسرا عمل توبہ کا مرتبہ ہے۔

علم توبہ کا مرتبہ یہ ہے کہ انسان گناہ کے ضرر کو پہچانے کہ گناہ سے کیا کیا ضرر ہوتے ہین اس پہچاننے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب تائب کو معلوم ہو جائیگا کہ اس گناہ سے مجھے اس قسم کا ضرر حاصل ہوا ہے اور یہ منفعت مجھسے فوت ہوئی ہے تو یہ علم حاصل ہوتی ہے جھٹ پٹ اس ندامت سے ایک کیفیت دل مین پیدا ہوتی ہے جس کا نام ارادہ ہے اور اس ارادہ کو زمانہ حال اور زمانۂ ماضی اور زمانۂ استقبال سب سے تعلق ہے اوس ارادہ کو زمانہ حال سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آیندہ کو جو گناہ اوس سے صادر ہونے والا ہوگا اوس کو وہ فوراً چھوڑ دینا چاہیگا اور اوس ارادہ کو زمانہ آیندہ سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آیندہ کو عزم بالجزم کریگا کہ مین آخر عمر تک اس فعل کو نہین کرونگا کیونکہ اوس کے کرنے مین مضرت حاصل ہوتی ہے اور منفعت فوت ہو جاتی ہے اور ارادے کو زمانہ ماضی سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ اگلے گناہونکو یاد کرکے اوس کو پشیمانی ہوگی اور وہ پشیمانی جبر نقصان ہوگی اگلے گناہون کی غرضکہ علم توبہ کا مرتبہ منبع ہے نیکیون کا۔ یہان مراد ہماری علم توبہ سے ایمان اور یقین سے ہے کیونکہ اُس وقت

اس امر کی تصدیق ہوجائیگی کہ گناہ ایک مہلک چیز ہے اور یقین کے معنے یہ ہین کہ گناہ سی جو ضرر دنیوی اور اخروی ملنے والا ہے اوس کا یقین ہو اور شک نہو کیونکہ جس مضرت اور منفعت مین شک ہوگا اوس گناہ سے اجتناب بھی مشکل ہوگا اور جب کیفیت یقین کی دل پر چھا جاتی ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے اور اوس سے دل بالکل الم زدہ ہوجاتا ہے کیونکہ نور ایمان سے اسی دیکھتا ہے کہ مین گناہ کی وجہ سے مین اپنے محبوب شی سے دور ہوگیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھیرے مین چلا جار ہا ہو۔ اور وہ معرض ہلاکت مین ہو یکایک آفتاب نکل آے اور وہ فوراً اپنی مرغوب چیز کو معرض ہلاکت مین دیکھلے اس کے دیکھتے ہی فوراً محبت کی آگ اوس کے دل مین بھڑک اوٹھتی ہے اور فوراً ہی اوس کا تدارک کرتا ہے جب ان تین مراتب کو سمجھ لئے تو اب ہم اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہین کہ ہمیشہ افعال جو ہوتے ہین وہ ارادے پر مرتب ہوتے ہین یعنے پہلے کسی کام کا ارادہ ہوتا ہے پھر وہ کام کیا جاتا ہے کیونکہ جو ارادہ بالجزم معارضۂ شک و وہم سے خالی ہو اوس پر ضرور فعل مرتب ہوتا ہے اور ارادے کا مترتب ہونا دل کی آزردگی پر ہے کیونکہ جس شخص کا دل امر مکروہ کے مشاہدہ سے الم زدہ ہوا ہو ضرور ہے کہ اوس کے دل مین اوس مکروہ امر کے دفع کرنے کا بھی ارادہ ہو اور ایسے ارادہ کا ہونا موقوف ہے امر مکروہ کے جاننے پر کہ فلان شئے یعنے گناہ ایک ایسی بُری چیز ہے جو ضرر لانے والی ہے اور منفعتونکو دور کرنے والی ہے پس توبہ مین یہ سب مراتب ضروری ہوے اور ظاہر ہے کہ یہ سب مراتب اختیار اور تکلیف کے تحت مین نہین جب اختیار کے تحت مین نہین تو منجانب اللہ ہوے اور یہی ہمارا مقصود تھا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ الخ اس مین فیہم کی ضمیر امت کی طرف پھرتی ہے۔ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو بھی قبول کرلیا کہ عرب جو اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین تھے اونہین مین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا چنانچہ سب مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے

Marfat.com

کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مکہ مین مانگی تھی حالانکہ مکہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی مبعوث نہین ہوا چنانچہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین ابراہیم کی دعا ہون یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ سے مراد قرآن کی آیتین ہین حکمت سے مراد صحیح قول جس مین غلطی نہ ہو اور ہر چیز کو اوس کے موقعہ اور محل پر رکھنا۔ بعضون نے حکمت سے مراد دین کی سمجھ اور مطالب آیات قرآنی اور شریعت کی سمجھ اور تعلیم کتاب سے بھی یہی مراد ہے کہ معانی قرآن یعنے توحید اور نبوت اور احکام شرعیہ کے دلائل۔ قتادہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد سنت ہے بعضون نے کہا حکمت سے مراد حق اور باطل کا فیصلہ ابن قتیبہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد علم وعمل ہے بعضون نے کہا مراد آیات سے ظاہر آیات مین یعنے الفاظ اور کتاب سے مراد معانی کتاب اور حکمت سے مراد اوس کے مطابق حکم کرنا جو اللہ تعالی کی اصل مراد ہے یُزَکِّیْهِمْ سے مراد یہ ہے کہ اونکو شرک اور گناہون کی گندگیون سے پاک کرے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یعنے تو ایسا غالب ہے کہ تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی اور تیری دانائی کے مقابلہ مین کسی کی دانائی نہین چلتی یعنے تو بڑا حکیم ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (۵ع بقرہ)

لوگون مین سے بعض لوگ تو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھ) ہم کو دنیا ہی دنیا ہی مین دے (چنانچہ اون کے کہے پر اللہ تعالی اونکو دنیا دیتا ہے) اور آخرت مین اونکا کچھہ حصہ نہین اور بعض لوگ ایسے ہین جو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا مین خیر وبرکت دے اور آخرت مین بھی خیر وبرکت دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچائیے (تفسیر) اللہ تعالی نے اس دعا مین دو قسم کے داعیون کا ذکر کیا ہے ایک تو وہ داعی ہین جن کی ہمت دنیا ہی کیطرف جھکی ہوئی ہے اور آخرت سے اون کو کچھہ

سرو کار نہین ہے ایسون کے حق مین اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ اونکو آخرت مین کچہہ حصہ نہین گویا
اس جملۂ خبریہ مین تنبیہ اور ممانعت ہے اس امر کی کہ اپنے طلب کو دنیاہی مین مت منحصر کرو
اور مذمت کی اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کی جو اپنی ہمت کو دنیاہی کیطرف لگا دیا ہے حدیث
مین ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا دینار
و درہم اور پیٹ کا بندہ اگر ملگیا تو راضی ہوگیا اور نہین ملا تو غصہ ہوا اور لگا خدا کی شکایت کرنے
غرضکہ اس آیت مین مَن اول سے کنایہ مشرکین اور کافرین کا ہے کہ جو خدا سے اگر مانگتے
ہین تو دنیاہی دنیا کو ایسے لوگ نہ خدا سے توبہ کرتے ہین اور نہ آخرت کی نعمتون کو مانگتے ہین
کیونکہ وہ تو سرے سے قیامت ہی کے منکر ہے دوسری قسم کے داعی وہ ہین جو اللہ سے
دنیا اور آخرت دونون کی بہتری چاہتے ہین مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ دنیا کی
بہتری سے کیا مراد ہے بعضون نے کہا کہ دنیا کی خوبی سے صحت اور امن اور رزق
بقدر قوت لایموت اور اولاد صالح اور نیک بخت بیوی اور دشمنون پر پورا غلبہ کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے سبزی اور رزق اور جو امور اوس کے مشابہ ہون اوس کو حسنہ کہا ہے
جیسا کہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور آخرت
کی خوبی سے مراد حصول ثواب و نجات من العذاب ہے خلاصہ یہ کہ یہ مختصر دعا تمام
مطالب دنیا اور آخرت کی جامع ہے حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرتے ہین کہ انسؓ
سے لوگون نے کہا کہ تم ہمارے لئے دعا کرو اونہون نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ لوگون نے کہا اور دعا کرو اونہون
نے پھر بھی دعا پڑہی پھر پوچھا تم کیا چاہتے ہو جو تم چاہتے ہو وہ سب اس دعا مین داخل ہے
کیونکہ بندے کے لئے دو ہی گھر ہین دنیا اور آخرت جب دنیا اور آخرت کی بھلائی لفظ
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً مین آگئی تو اب کیا باقی رہا۔
(دوسری وجہ) بعضون نے کہا خوبی دنیا سے مراد عمل نافع ہے یعنے ایمان اور اطاعت

Marfat.com

اور آخرت کی خوبی سے مراد ہمیشگی کی لذت اور نعمت اخروی اور ذکر الٰہی اور اوسکی محبت اور رویت دیدار الٰہی سے لذت اور سرور کا ملنا۔
ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی خوبی سے مراد کتاب اللہ کی سمجھ یعنے قران کی اور آخرت کی خوبی سے مراد جنت ہے۔
ربنا اٰتنا) اس آیت مین لفظ حسنہ نکرہ اس وجہ سے لایا تاکہ حسنہ سے وہی حسنہ مراد ہے جو قضا اور تقدیر اور حکمت الٰہی کے موافق ہو کیونکہ یہ کہنا کہ اللھم اعطنی کذا وکذا سوء ادبی ہے اور اللھم ان کان کذا مصلحۃ لی وموافقا لقضائک فاعطنی کذا اس مین بے ادبی نہین ہے پس اگر دعا معرفہ کے ساتھ ہوتی یعنے اللھم اعط الحسنۃ فی الدنیا والآخرہ تو وہ دعا جزم کے ساتھ ہوتی اور جزم کے ساتھ کلام کرنا ادب کے خلاف ہے اس لئے نکرہ کا لفظ لایا گیا۔
( ) عبداللہ بن سایب سے روایت ہے کہ حضرت نے اس دعا کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مانگی ہے۔
قیاس تو چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تین فریق کا ذکر کرتا ایک تو وہ جو محض دنیا کے طالب ہین دوسرے یہ کہ جو محض عقبی کے طالب ہین تیسرے وہ جو دنیا اور عقبی دونون کے طالب ہین اللہ تعالیٰ نے پہلے اور تیسرے کا ذکر کیا اور اون کا ذکر نہین کیا جو محض عقبی کے طالب ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان دنیا کے آلام اور آخرت کی شقتون کو اوٹھا نہین سکتا اس لئے اگر محض طلب عقبی ہی ہوتے اور دنیا کی خوبی سے پہلوتہی کیا جاتا تو دنیا کے آرام اور عافیت سے کنارہ کشی کی جاتی اور اوس کی آلام پر مستعدی سمجھی جاتی حالانکہ ایسا نہین چاہیے اس لئے دنیا اور آخرت ہر دو کی خوبی چاہی گئی اور تیسرے کا ذکر نہین کیا گیا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ایک شخص کی عیادت کو گئے دیکھا تو مرض نے اوسکو بہت ضعیف اور ناتوان کر دیا تھا آپ نے فرمایا تو نے اس سے پہلے

Marfat.com

کسی قسم کی دعا مانگی تھی اونہون نے کہا ہان مین نے یہ کہا تھا اللھم ان کنت تعاقبنی فی الاخرۃ فعجل بہ فی الدنیا آپ نے فرمایا سبحان اللہ تو اسکی طاقت نہین رکھہ سکتا تو یہ دعا مانگا ہوتا ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پھر حضرت نے اون صحابی کے لیے دعا مانگی اللہ نے اونکو شفا دی۔

حصول سعادت کا نکتہ اس امر کو سمجھنا چاہیے سعادت کے تین مراتب ہین۔ سعادت روحانی سعادت بدنی۔ سعادت خارجی۔ سعادت روحانی کی پھر دو قسمین ہین۔ علم سے قوہ نظریہ کی تکمیل اور عمدہ اخلاق سے قوت عملیہ کی تہذیب اور پھر سعادت بدنی کی بھی دو قسمین ہین صحت اور تندرستی اور ظاہر زینت اور سعادت خارجی مال اور عزت اور جاہ پس لفظ آتنا فی الدنیا حسنہ ہر قسم کی خوبیون کو شامل ہے کیونکہ اگر علم سے دنیا کی نیت اور اپنے اقران سے ترفع اور بلندی حاصل کرنا مقصود ہے تو یہ بھی دنیا کی خوبی ہے اور اگر اخلاق خوبیان دنیا مین ریاست اور اوس کے مصالح منضبط کرنے کی غرض سے ہے تو یہ بھی دنیا کی سعادت ہے

جو شخص آخرت پر ایمان نہین لاتا پھر باوجود اس کے وہ اگر روحانی اور جسمانی فضیلت کا خواہان ہوتا ہے تو محض دنیا کی غرض سے تو اللہ تعالے نے ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے ما لہ فی الاخرۃ من خلاق یعنے آخرت مین ایسے شخص کو کچھ حصہ نہین۔ اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ طالب الدنیا مستجاب الدعوہ ہی یا نہین بعضون نے کہا ایسا شخص مستجاب الدعوہ نہین کیونکہ مستجاب الدعوۃ ہونیکے لئے ولایت شرط ہی اور ایسا شخص مستحق کرامت نہین لکن اب یہ سوال ہی کہ ایسے اشخاص کو ملتا کیون ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ وہ مکلف ہے اور ایک جاندار شئے ہے جیساکہ اور جاندارون کی روزی کا خدا مالک ہے ویسا ہی اوسکو بھی دنیا ہی

ادیم زمین سفرہ عام اوست — برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

دوسرا یہ کہ ایسے لوگون کو جو انعامات ہوتے ہین وہ محض اللہ تعالی کے طرف سے استدراج ہے

Marfat.com

یعنے ایک مدت تک اونکو مہلت دیتا ہے پھر دنیا کی وہ نعمتین جب آخرت کی نعمتون کے مقابل کچھ بھی وقعت نہین رکھتے تو اب گو کافر اور منافق اوس کے نافرمان بردار بندے ہی سہی لیکن اب کیا اس سے بھی گئے گذرے کہ اونکو کچھ بھی نہین دیا جاوے لہذا تھوڑی سی مدت کیلئے اونکو بھی دیا گیا ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (بقرہ ۲۳ ع) طالوت کا لشکر جب جالوت کے مقابلہ مین آیا تب اوس وقت طالوت نے یہ دعا کی) اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکھالین اونڈیل دے اور معرکہ جنگ مین ہمارے پاون کو جمار کہہ اور کافرون کی جماعت پر ہم کو فتح دے ف فتح اور نصرت اور شکست وہزیمت یہ سب منجانب اللہ ہے جب لشکر طالوت نے دیکھا کہ جالوت کا لشکر بہت ہے تو اونہون نے اللہ سے مدد چاہی اور یہ دعا مانگی اور جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے جب دشمن کے لشکر سے مٹ بھیڑ ہوتی تو آپ یہ دعا مانگتے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَأَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ اور کبھی آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَجُوْلُ۔

بلاغت افراغ کے معنے یہ ہین کہ جو برتن مین ہو اوسکو سب ڈالدے افراغ کی اصل فراغ سے ہے جس کے معنے برتن خالی ہوجانے کے ہین یہ محاورہ عرب کا ہے کہتے ہین فرغت الاناء اذا اصببت ما فيه یعنے مین برتن کو بالکل خالی کردیا اب اوسمین کچھ باقی نہین ہے خلاصہ یہ کہ یہان آتنا صبراً نہ کہکر أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہا تاکہ کمال مبالغہ طلب صبر مین ہو اوسکی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ جب ایک چیز دوسری چیز مین ڈالدی جاتی ہے تو وہ یہ زیادہ ثابت اور برقرار رہتی ہے دوسرا یہ کہ جب پہلا برتن بالکل خالی ہوجاتا ہے اور کچھ اوس مین باقی نہین رہتا تو کنایہ ہے دوسرے ظرف کے مملو یعنے بھرجانے کا ہوتا ہی

پس اس لفظ مین دو باتون کی بلاغت ہوئی ایک تو یہ کہ صبر کو مستقر کر دے دوسرے پوری طرح
صبر سے ہمارے دلون کو مملو کر دے اس دعا مین طالوت نے تین باتون کو اختیار کیا۔ ایک تو
طلب صبر کامل دوسرے ثبات قدم تیسرے دشمنون پر فتح کیونکہ لڑائی مین انہین تینون
باتون کی ضرورت ہوتی ہے پہلے تو یہ کہ انسان جب خوفناک اور امور دہشت زدہ کو دیکھتا ہے
تو ادسکو اور لڑنے والون کو صبر کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک جنگ کا رکن رکین ہے اگر
بے صبرا اور بزدل ہے تو اوس سے یہ مقصود حاصل نہین ہوتا دوسرے یہ کہ جب آلات حرب
اور اتفاقات لشکر کو دیکھتا ہے تو اوس پر لازم ہے کہ ٹھیرا رہے اور موقعہ بھاگنے کا نہ ڈھونڈے
تیسرے یہ کہ لڑائی مین اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری قوۃ دشمن کی قوۃ سے بڑی
ہوئی رہے تاکہ دشمن مغلوب ہو پس جملہ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا پہلے امر کے طرف اشارہ ہے
اور ثبت اقدامنا دوسرے امر کے طرف وانصرنا علی القوم الکافرین تیسرے امر کے طرف۔
اہل سنت نے اس آیت سے مذہب معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا
آپ خالق ہے اہل سنت کہتے ہین کہ تمام افعال بندونکے اللہ ہی کے مخلوق ہین بندے کو
اس مین دخل نہین اگر مذہب معتزلہ کی رو سے کہا جائے کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے
تو افرغ علینا صبرا کے کیا معنے ہونگے کیونکہ صبر کے تو یہ معنے ہین کہ انسان ثابت رہنے
کا قصد کرے اور ثبت اقدامنا کے معنے یہ ہین کہ دلون کو سکون اور استقرار ہو جب سکون
اور صبر بندے ہی کے فعل ہوے تو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے اس آیت سے
صاف معلوم ہوا کہ صبر اور صبر پر ثبات اور سکون یہ سب منجانب اللہ ہین اور یہ صاف صریح
حکم ہے اس امر پر کہ ارادہ تو بندے کا فعل ہے لیکن اوس ارادے کا پیدا کرنا اور اوس پر
ثابت قدم رہنا منجانب اللہ ہے اس پر بھی قاضی معتزلی نے اعتراض کئے ہین اور امام
فخر الدین رازی نے اس کے جواب دے ہین جس کو تفصیلی بحث دیکھنا ہو وہ تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین
اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ
لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقر ۴۰)

پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اوس کتاب کو مانتے ہین جو اون کے پروردگار کے طرف سے اون پر نازل ہوئی ہے اور سب ایمان وار بھی اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون کا یقین رکھتے ہین اور (یہ کہتے ہین) کہ ہم خدا کے پیغمبرون سے کسی ایک کو بھی جدا نہین سمجھتے یعنے سب کو مانتے ہین اور (صدق دل سے) یہ بول اوٹھتے ہین اے ہمارے پروردگار ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار توہی ہمارا بخشنے والا ہے اور ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہین اور تیرے ہی طرف ہم کو لوٹ جانا ہے اے پروردگار اگر ہم بھول جائین تو ہمکو اوس کے وبال مین مت پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے گذرے ہین جس طرح تو نے (اون کے گناہون کے پاداش مین احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بوجھ ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجہ جس کے اٹھانے کی ہمکو طاقت نہین ہے ہم سے مت اوٹھوا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر اور ہمارے گناہون کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما توہی ہمارا حامی اور مددگار ہے تو اون لوگون کے مقابلہ مین جو کافر ہین ہماری مدد کر۔

بلاغت امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ آیت سمعنا و اطعنا کی تقدیر سمعنا قولہ واطعنا امرہٗ ہے چونکہ کلام سے مفعول معلوم ہو جاتا ہے اس لئے اوس کو حذف کر دیا

امام عبدالقاہر نحوی کہتے ہین کہ یہان مفعول کا ظاہراً اور تقدیراً حذف کرنا ہی اولی ہے کیونکہ اگر سمعنا قولہ واطعنا امرہ کہا جاتا تو شبہ یہ گزرتا کہ ذات باری تعالیٰ کے قول کے سوا اور کسی کا قول بھی ہے جو سنا جاتا اور مانا جاتا ہے حالانکہ اوسی کے قول کا ماننا اور سننا واجب ہے نہ کسی اور کے قول کو غرضکہ مفعول کو حذف کر دیا اور اوس مین نکتہ تخصیص کا رکھا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے قول کے اور کسی کا قول اور امر واجب العمل نہین ہے۔ سمعنا سے ظاہری کانون سے سنا مراد نہین ہے کیونکہ ایسا تو کافر بھی سنتے تھے بلکہ بیقین عقلی اور علمی مراد ہے (اے سمعنا باذان عقولنا وعلمنا صحتہ یعنے ہم نے عقلون کی کانون سے سنا اور یقین اس امر کا کیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتون کے ذریعہ سے جو کلام آلہی نازل کرتا ہے وہ حق اور صحیح اور واجب العمل ہے چنانچہ سمع کے معنے عقل اور فہم کے قران مین آئے ہین جیسے (انّ فی ذٰلک لذکرٰی لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع وھو شہید) سمع اور اطاعت کی تقدیم اس وجہ سے ہے کہ غفران ذنوب کا وہ وسیلہ ہے اور وسیلہ متقدم ہوتا ہی متوسل الیہ سے۔

شبہ: جب کسی امر کو سن لیا اور اطاعت قبول کر لی تو گویا خود تکالیف شرعیہ کو اپنے اوپر لازم کیا اور اس امر کا معاہدہ کیا کہ ہم ہر طرح سے اطاعت کرینگے پھر طلب مغفرت کی کیا ضرورت تھی۔

جواب شبہ: اس شبہ کے کئی جواب ہین منجملہ اون کے ایک تو یہ ہے کہ گو انبیا علیہم السلام تکالیف شرعیہ کی ادائی مین اپنی پوری قوۃ کو خرچ کرنے والے تھے لکن پھر بھی ذرا اعمال کی تقصیر سے کہ کہین بھول چوک نہ ہوجائے خائف تھے اس وجہ سے اونہون نے غفرانک کہا ہے یعنے اے پروردگار جو کام ہم کرتے ہین پھر اوس مین کسی قسم کی کمی ہوجاتی یا ہم کسی کام کو غفلت سے چھوڑ دیتے ہین اوس کو اے رب العالمین معاف کردے کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔

Marfat.com

دوسرا جواب حدیث سے اسکا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِیْ وَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے میری دل مین بھی کبھی ایک طرح کی غفلت چھا جاتی ہے اور مین ہر دن اور رات ستر مرتبے استغفار کرتا ہون اس حدیث کے بہت سارے تاویلات بیان کیے گئے ہین اول تو یہ کہ جناب سرور کائنات مراتب عبودیت کے طے کرنے مین ہوتے اور جب ایک مرتبہ کو طے کر چکتے تو پہلے مرتبہ سافل کو مرتبہ عالی سے کم پاتے اس واسطے آپ مغفرت مانگتے اور کہتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ بھی ہے کہ طاعات بندے کے خدائے تعالیٰ کی نعمتون کے مقابلہ مین کم ہین اور جو کچھ اطاعت خداوندی سے انوار اور معارف مخلوق کو حاصل ہوتے ہین اوس کے انوار کبریائی کے سامنے کچھ بھی وقعت نہین رکھتے کیونکہ وہ بہت ہی اقل قلیل ہین اور اور جہالت اور قصور اور تقصیر سے مملو ہین کیونکہ بندہ مقام عبودیت سے کسی مقام مین کیون نہو لکن ذات باری تعالیٰ کے جلال کبریائی کے مقابلہ مین اوسکی عبادت عین تقصیر ہے اسی لیے آپ استغفار مانگتے تھے اور اسی لیے اس آیت کا مطلب بھی حل ہو گیا جسمین اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ یعنے اے محمد تم مقام توحید کو سمجھو پھر اپنے گناہ کی مغفرت چاہو غرض کہ مقام عبدیت مین بندہ کوئی سے عالی مقام مین کیون نہو لکن ذات باری تعالیٰ کے مقام توحید اور اوسکی بے نیازانہ اور جلالانہ دربار کی سامنے سب مقامات عبدیت عین تقصیر اور قصوری قصور مین اس وجہ سے آپ استغفار مانگتے تھے۔

غُفْرَانَكَ اس کی تقدیر اغفر غفرانک ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے فعل کو نہ لاکر محض مصدر پر اکتفا کرتے ہین جیسے سُقْيًا وَّرَعْيًا اى سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا اپنی اردو مین بھی یہ محاورہ ہے مبارک مبارک یا بارک اللہ یا مبارک باد ایسا ہی یہ

Marfat.com

امر غفران کی اضافت کاف خطاب کے طرف کی گئی اور اوس کی بعد ربنا کا لفظ لایا گیا اس مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ مغفرت ذات باری تعالی کی صفت کمالیہ ہے یعنی اے ذات باری تعالی تو اس صفت بخشش مین کامل ہے اور تیری مغفرت کسی خاص زمانہ کے ساتھ مقید نہین ہے بلکہ ہر وقت اور ہر گہڑی تو گناہون کا بخشنے والا ہے غرضکہ جہان پر دوام اور کمال مبالغہ بتلانا ہوتا ہے تو وہان مصدر کو لاتے ہین جیسے کہتے ہین انت العدل یعنی آپ ذات مجسم عدل ہین یہان بھی یہی مطلب ہے اے اطلب غفرانک وانت الکائن فی ہذہ الصفۃ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی سو حصہ رحمت مین سے ایک حصہ رحمت کا دنیا مین بھیجا ہے جس سے ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی اور محبت کرتا ہے اور ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالی انے آخرت کے لئے ذخیرہ کر رکھے ہین پس ہوسکتا ہے کہ یہان پر غفرانک سے وہی رحمت مراد ہو گویا بندہ اپنے مالک سے یہ کہتا ہے کہ فرض کرو کہ اے مالک میرے گناہ بہت بڑے ہین لکن تیری مغفرت کے سامنے (جو تو آخرت مین اپنی درگاہ کبریائی سے عطا فرمائے گا) بالکل حقیر ہین ؏

میرے گناہ زیادہ ہین یا تری بخشش
میرے کریم بتا دے حساب کرکے مجھے

تیسری خوبی غفرانک مین یہ ہے کہ بندے آپنے آقا کے سامنے کہتے ہین کہ تیری بزرگی اور عظمت اور جلال اور کبریائی کا اثر ہر محل مین موجود ہے اگر موجودات کا وجود بعد عدم کے نہوتا اور عجائبات گوناگون کی ترکیب اور اونکی تعجب خیز تالیف نہوتی تو تیرے علم کے آثار ظاہر نہ ہوتے ایسا ہی اگر ہمارے گناہ اور ہمارے قصور اور ہماری عاجزی اگر نہوتی تو تیرے مغفرت کے آثار ظاہر نہوتے اس لیے ہم تجہہ سے مغفرت مانگتے ہین ؏

بلند آوازہ گردد رحمت تو از گناہ من شود نام تو روشن چون نگین از روسیاہ من

ربنا کہنے مین یہ بلاغت ہے کہ اے پروردگار جبکہ تو نے ہماری پرورش ایسی

Marfat.com

حالت مین کی کہ ہم تیری توحید کا نام تک نہین لیتے تھے یعنے جبکہ ہم مرتبہ عدم مین ماں کے پیٹ مین تھے تو اب تیرے کرم سے یہ بعید ہے کہ تو ہماری پرورش نہ کرے جبکہ ہم نے تیری توحید کا اقرار کیا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے جبکہ تو نے پرورش ہماری ایسے زمانہ مین کی جس وقت ہم کچہ بھی شعور نہین رکھتے تھے تو اب اوس تکمیل احسان کا اقتضا یہ ہے کہ اوس تربیت کی تکمیل اس طرح سے پوری کر کہ ہمکو اپنے فضل و رحمت سے بخشدے وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ اس جملہ مین دو فایدے ہین ایک تو یہ کہ جب اٰمَنَّا رَبَّنَا بِاللہِ سے اونہون نے توحید کا اقرار کیا اور اس امر کو مان لیا کہ موجد وہی خلاق عالم ہے والیک المصیر سے اقرار معاد کیا کیونکہ مبدا پر ایمان لانا اصل ہے معاد پر ایمان لانے کا کیونکہ جو شخص اس امر کا اقرار کریگا کہ ذات باری تعالیٰ جزئیات کا عالم اور کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو وہ اس امر کا بھی اقرار کریگا کہ سب کا مرجع بھی وہی ہے اور اوسی کے سامنے سب کی روبکاری ہوگی دوسرا فائدہ اسمین یہ ہے کہ جب بندہ کو اس امر کا علم ہو جائیگا کہ ایک نہ ایک دن ضرور میرے اعمال کی پیشی پروردگار کے بارگاہ مین ہونے والی ہے اور اوس دن سوائے حکم باری کے کسی کا حکم نہین چلے گا اور یہ سمجھہ لیگا کہ اوس دن بلا اذن پروردگار کوئی شفاعت کرنے والا نہین ہے تو جملہ غفرانک ربنا والیک المصیر اظہار اخلاص عمل مین اتم ہوگا گویا بندہ اس جملہ مین اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ اے مالک ہمارے گناہون کو بخشنے والا اور ہماری مدد کرنیوالا سوائے تیرے کوئی نہین ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا سے لیکر وانصرنا علی القوم الکافرین تک دعا کی چار قسمین ہین

پہلی قسم رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ہے اس مین التجا ہے عدم مواخذۂ نسیان اور خطا پر یعنے اے پروردگار ہمارے بھول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کر اب اسمین کیا نکتہ ہے لا تاخذنا نہکر لا تؤاخذنا کہا گیا اور اوس میں

معنے لَا تُؤَاخِذْنَا کہی گئی حالانکہ فعل اخذ ایک ہی کے جانب سے ہوتا ہے اس کے دو جواب ہین۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ گو مواخذہ خدا کرنے والا ہے لیکن بہولنے والا بھی کبھی خود اپنی طرف سے بہ باعث غفلت کے خود اپنے مواخذہ کا باعث ہوتا ہے یا بہولنے والا کبھی خود بہٹکے ہوئے راستہ پر چلکر بہٹک جاتا ہے اس لیے لا تواخذنا کا لفظ رکہا گیا تاکہ مواخذہ دونون جانب سے ہو یعنے اے مالک ہم جو کچہ اپنی بہول سے کسی امر کے مواخذہ کے باعث ہوئے ہین تو اوس پر ہم سے مواخذہ مت کر۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ دونون جانب سے مواخذہ ہے یعنے بندے کیطرف سے بھی اور خدا کے طرف سے بھی کیونکہ اللہ بندہ سے مواخذہ بہ سبب اوس کے گناہ کے کرتا ہے اور بندہ اپنے مالک سے مواخذہ بہ سبب اوسکی عفو اور کرم کے کرتا ہے کیونکہ بندہ یہ سمجہتا ہے کہ خوف کے وقت مجہے عذاب سے نجات دینے والا سوا خدا کے اور کوئی نہیں ہے پس اوس کے جناب مین گڑگڑاتا ہے۔

نسیان یہان ذکر کا ضد ہے یعنے اگر ہم سے اطاعت مین بہول ہوئی ہو یا چوک ہوئی ہو تو معاف کر دے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ تکلیف مالایطاق جایز نہین اور بہول جانے والے کا فعل قابل مواخذہ نہین اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہین رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاُ وَالنِّسْیَانُ جب کہ نسیان پر مواخذہ سرے سے ہی نہین اور وہ محل عفو ہی نہین تو پہر نسیان کی صورت مین طلب عفو کرنا کیا معنے۔

جواب شبہ نسیان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ نسیان ہے کہ جو قابل مواخذہ ہے دوسرا وہ نسیان ہے جو قابل مواخذہ نہین یعنے ایک نسیان ایسا ہے کہ جس نسیان کا عذر قابل قبول ہے دوسرا وہ نسیان جس کا عذر قابل قبول نہین مثلاً کسی شخص نے اپنے کپڑے پر نجاست کا نشان دیکہا اور اوس کو اوس وقت نہین دہویا یہان تک کہ اوسی کپڑے سے

Marfat.com

نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا نسیان قابل پذیرائی نہین کیونکہ اوس کو چاہیے تھا کہ دیکھنے کے ساتھ ہی اوس کو دہو ڈالتا تاخیر کرنے کی وجہ سے وہ نسیان قابل پذیرائی نہین رہا دوسرا وہ شخص جس نے اپنی کپڑے پر نشان نجاست کا دیکھا ہی نہین اور نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا عذر قابل قبول ہے ایسا ہی ایک شخص حافظ قرآن ہے لکن اوس کی تکرار اور یاد سے بالکل غفلت کرتا ہے اور پڑہتا ہی نہین تو ایسا شخص اگر قرآن بہول جائے تو قابل مواخذہ بہی ہی اور قابل ملامت بھی ہی لکن ایک شخص مواظبت قرآن کی رکھتا ہے پہر بہول جائے تو ایسا شخص قابل مواخذہ نہین اور ایسا عذر قابل پذیرائی ہے خلاصہ یہ کہ نسیان کی دو صورتین ہین ایک نسیان قابل معذرت دوسرا نسیان غیر قابل معذرت آیت مین جو نسیان قابل مواخذہ ہے وہ نسیان ہے کہ جس کے اسباب تذکر (یاد) کو چہوڑ کر اوس نے اختیار کیا تھا۔

دوسرا جواب | اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نسیان معنے ترک کے لئے جائین جیسے نسوا اللہ فنسیھم لیعنے اونہون نے اللہ کو چہوڑ دیا اللہ نے بھی اونکو چہوڑ دیا۔

نسیان اور خطا کا فرق | جس چیز کو ضبط کرنا چاہئے اوسکو غفلت یا ضعف قلبی یا قصد سے چہوڑ دینا یہانتک کہ وہ دل سے بالکل ہٹ جائے نسیان ہے خطا کے لغوی معنے کسی راستے سے جدا ہو جانے کے ہین قصداً ایسے کام کو کرنا جس کو نہ کرنا چاہیئے خطا ہے اور یہ خطاء تام ہے جس پر مواخذہ ہے دوسری خطا ایسی کہ جس پر مواخذہ نہین ہے. یعنے جو کام نکرنا چاہیئے اوس کے نہ کرنے کا ارادہ کرے لکن خلاف مراد اوس سے واقع ہو جائے تو ایسی خطا پر مواخذہ نہین ہے دعا مین جس خطا اور نسیان پر مواخذہ ہے وہ بھی خطا اور نسیان ہے کہ جو عمداً ہو اور اوسی پر مواخذہ مترتب ہے باقی دوسرے قسم کے خطا اور نسیان تو خود معاف ہے پہر اوس کے اوپر مواخذہ نہ کرنے کے کچھ معنے نہین ہین۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا یہ دوسری

Marfat.com

قسم کی دعا ہے لغت مین اصر بوجھ کو کہتے ہین عہد کو بھی اصر اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ بھی موفی عہد پر ثقیل ہوتا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے اللہ جیسے ہم سے اگلی قومون یعنے یہود پر سخت احکام اتارے ویسے ہم پر سخت احکام نازل نہ فرما یہود پر پچاس نمازین اور ربع مال زکوۃ مین فرض تھا اور اگر جسم پر نجاست لگ جائے تو اوس کے کاٹ دینے کا حکم تھا جناب سرور کائنات کی امت پر اللہ تعالی نے یہ فضل کیا کہ اس قسم کے تکالیف اور احکام شاقہ نازل نہین فرمائے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی بُعِثْتُ بالحنفیۃ السھلۃ السمحۃ مین آسان اور سہل دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہون اس دعا کے مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ سختی احکام مین احتمال تقصیر کا ہے اور تقصیر موجب عقوبت ہے اور اللہ کے عذاب کی برداشت کرنے کی کس کو قدرت ہے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالے اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے تو سخت احکام یہود پر کیون نازل کئے گئے جس کی وجہ سے وہ مخالفت مین پڑے اس کا جواب معتزلہ نے یون دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کے حق مین ایک حکم کے دینے مین مصلحت ہو اور وہ دوسرے کے حق مین باعث مفسدہ ہو یہود بے بہبود کے طبیعت مین چونکہ مدت سے غلظت اور سختی تھی اس لئے اون کے لئے احکام سخت نازل فرمائے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت چونکہ ضعیف اور رقیق تھی اور اونکی طبیعت مین لینت اور نرمی تھی اس لئے اللہ تعالی نے احکام بھی سلیس اتارے لکن اصل انصاف اس مین یہ ہے کہ ذات باری تعالی ہی اپنی مصلحت آپ احکام کے اتارنے مین جانتا ہے ہم کیا اور ہماری رائے کیا یفعل اللہ مایشاء و یحکم ما یرید۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ یہ تیسرے قسم کی دعا ہے اسمین کئی مسائل ہین

(۱) پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ طاقت بمعنی اطاقہ ہے جیسے طاعت بمعنی اطاعت ہے اسی لاتحملنا مالانطیق

Marfat.com

بعض لوگون نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ تکلیف مالایطاق جائز ہے کیونکہ اگر تکلیف مالایطاق جائز نہ ہوتی تو اوس کا طلب کرنا دعا کے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا یعنے یہان سائل اس امر کو جائز رکھتا ہے کہ اے اللہ تو ایسی تکلیف جو بندون پر ڈالتا ہے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتے ویسی تکلیف ہم پر مت ڈال بلکہ ایسی تکلیف ہمکو دے جسکی طاقت ہم رکھہ سکین

جواب اس کا جواب معتزلہ نے کئی وجوہات سے دیا ہے پہلا جواب معتزلہ کا یہ ہے کہ دعا مین جو قول لا طاقۃ لنا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے پروردگار جس فعل کے کرنے مین مشقت بہت ہو اوس کو تو ہم پر مت ڈال جیسے ایک آدمی کہتا ہے لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی فُلَانٍ مین فلان شخص کو دیکھہ نہین سکتا یعنے اوس کا دیکھنا مجھے ناگوار ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

اِنَّكَ اِنْ كَلَّفْتَنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ + سَاءَكَ مَا سَرَّكَ مِنِّیْ مِنْ خُلُقٍ ـــ

اگر تو مجھکو ایسے امر کی تکلیف دیگا جسکی مین طاقت نہین رکھہ سکتا تو پھر جو خصلت میری تجھے اچھی معلوم ہوتی تھی وہ سب تجھے بری لگنیگین رکیونکہ پھر مین خوشی سے کوئی کام کرونگا تو گو اچھے کام بھی ہون لکن جب دل سے وہ نہین ہونگے تو برے معلوم ہونگے حدیث مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خادم کا کھانا اور کپڑا اوس کے مولی کے ذمہ ہے مولی کو چاہیے کہ اپنے خادم کو ایسی تکلیف نہ دے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتا یعنے جو اوس پر شاق گزرے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کھڑے ہو کر نماز نہین پڑھہ سکتا تو بیٹھہ کر پڑھے اور اگر بیٹھہ کر نہین پڑھہ سکتا تو پہلو پر پڑھے پس اس حدیث لم یستطع کے یہ معنے نہین کہ اوسکو جلوس کی قوت ہی نہین ہے قوت جلوس کی ہے لکن جلوس اوس پر شاق ہے پس سب فقہا اس کے یہی معنے لیتے ہین کہ اگر لیٹنے مین یا بیٹھنے مین تکلیف ہو جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مین کافرون کے حق مین فرماتا ہے فَمَا كَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وہ نہین سن سکتے یعنے سننا اون پر شاق ہے کیونکہ سننا کہ اون سے

محال تہوڑاہی تہا اس لئے کہ وہ سننے برابر تہے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت لَا تُكَلِّفْنَا مَا لَا طَاقَةَ مین یہ تہوڑاہی ہے جس سے تکلیف مالایطاق کا جواز سمجہا جائے بلکہ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کہا ہے اور مراد اوس سے تحمیل رکہی ہے اور تحمیل کہتے ہین کہ کسی شخص پر اتنا بوجہ لاد دینا جس کے اٹہانے کی اوسکو طاقت نہ ہو پس اس سے مراد عذاب ہوگا اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اے اللہ تو ہم پر قیامت مین یا دنیا مین ایسے عذاب اور مصیبت کا بوجہ ہم پر مت ڈال جس کی ہم برداشت نہین کرسکتے پس اگر آیت کو تحمیل کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا اپنی حقیقی معنی پر رہیگا اور اگر اوس کو تکلیف کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا کا استعمال مجازی معنے پر ہوگا پس لفظ کو حقیقی معنے پر محمول کرنا اولی ہوگا بہ نسبت مجازی معنے کے۔
تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ ہے فرض کرو کہ اونہون نے اللہ تعالی سے اس امر کو مانگا کہ اے اللہ تو ہمکو تکلیف ایسے امر کی نہ دے جس کے اٹہانے کی ہمکو قدرت نہین لکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی تکلیف مالایطاق دے بہی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہو اس لئے کہ کسی امر کی صراحت مستلزم اوس کی نقیض کو نہین ہوسکتی ہے کیونکہ نقیض سے جملہ دعائیہ ساکت ہے اگر ایسا ہو تو آیت رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اس امر پر دال ہو کہ اللہ تعالی باطل کا بہی حکم کرے یا جیسے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اس دعا سے یہ لازم نہین آتا کہ اللہ تعالی کسی کو رسوا بہی کرے یا جیسے اللہ تعالی کا جناب سرور کائنات کو کہنا لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اس سے بہی یہ لازم نہین آتا کہ حضرت سے معاذ اللہ شرک صادر ہو کیونکہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہوا ہے غرضکہ سوال عدم تکلیف مالایطاق سے یہ لازم نہین آتا کہ تکلیف مالایطاق جائز رکہی جائے غرضکہ اونکی دعا سے تکلیف مالایطاق کا جواز نہین نکلتا یہ معتزلہ کے جوابیہ جملے تہے اب امام فخر الدین رازی ان جوابیہ جملون کا جواب الجواب دیتے ہین۔

Marfat.com

وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگر وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا سے تعدد تکلیف مراد ہو تو پہلی آیت اور دوسری آیت کے ایک ہی معنے ہونگے اور تکرار محض لازم آئیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر جگہ پر مستقل ہے۔

دوسرے وجہ کا جواب یہ ہے کہ اگر طاقت سے اطاعت اور قدرت مراد ہو تو دوسری آیت لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کا مطلب مالا القدرة لنا ہوگا اور یہ مجاز ہوگا اور جب تک اصل معنے مل سکیں مجاز کی ضرورت نہیں۔

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی اصطلاح مین تحمیل تکلیف کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اور اگر فرض کریں کہ یہ عرف مین پایا نہین جاتا تو بھی لاتحملنا کا لفظ عذاب اور تکلیف دونون مین عام ہے تو اوسکا اجرا ظاہری معنے پر رہے گا پھر تحمیل کو عذاب کے ساتھ مختص کرنیکی کوئی وجہ نہین۔

چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ جب تکلیف مالایطاق ممتنع ہے تو اوس کی طلب کیونکر صحیح ہوگی کیونکہ جو فعل سرے سے محال ہے اوس کا طلب کرنا طلب محال ہوگا جو سرے سے ناجائز ہے اور یہ دعا اس طرح پر ہوگی جیسے کوئی شخص کہے رَبَّنَا لَا تَجْمَعْ بَيْنَ الضِّدَّيْنِ وَلَا تُقَلِّبِ الْقَدِيْمَ حَدِيْثًا اس واسطے کہ جب جمع بین الضدین سرے سے محال ہے تو اوس محال کی دعا بھی صحیح نہوگی۔

(چھٹا مسئلہ) رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْ عَلَيْنَا اِصْرًا مین کئی سوالات ہین پہلا سوال یہ ہے کہ پہلے جملے مین تحمیل کا لفظ کہا گیا اور دوسرے مین حمل کا اس مین کیا نکتہ ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جو امر شاق ہے اوس کا اٹھانا ممکن ہے اور جو امر قدرت سے خارج ہے اوس کا اٹھانا ممکن نہین پس امر غیر مقدور کی تحمیل ہوسکتی ہے لیکن حمل اوسکا ممکن نہین بر خلاف امر شاق کے کہ اوس کی حمل اور تحمیل دونون ممکن ہین اسی وجہ سے آیت اخیرہ

Marfat.com

تحمیل کے ساتھ مختص کر دی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب بندے نے اپنے مالک سے یہ چاہا کہ امر شاق کی اوسکو تکلیف نہ دیجائے جیساکہ لاتحمل علینا اصراً سے ظاہر ہوتا ہے تو اوس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اوس کو تکلیف مالا یطاق بھی نہ دیجائے اس صورت مین اس ترتیب کا عکس اولی ہوتا ہے یعنے پہلے مین لاتحملنا ہوتا اور دوسرے مین لاتحمل۔

فیصلہ امام فخر الدین رازی امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ ان بحثون کے بعد یہ فرماتے ہین کہ میرے خیال مین اسکا جواب جوکچھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ بندے کے دو مقام ہین ایک مقام تو ظاہر شریعت پر بندے کا قائم رہنا ہے دوسرا یہ کہ بندے کا مقامات سلوک مین مکاشفات کاملے کرنا اور اوسکی صورت یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالی کی معرفت اور خدمت اور اطاعت اور شکر نعمت مین بالکل مشتغل ہو جائے پہلے مقام مین بندے کا یہ سوال ہے کہ اے اللہ ظاہر شریعت کے قیام پر ہم پر تشدد اور سختی نہ فرما یعنے لاتحمل علینا اصراً کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر شریعت کی احکام کی پابندی جیسے اگلے لوگون سے کرائی گئی اور سخت سخت احکام اون پر نازل فرمائے ویسی سختی مین ہکومت ڈال اور مقام ثانی کے لئے لاتحملنا ما لا طاقۃ لنا ہی یعنے اے پروردگار ہم سے ایسی تعریف اور تحمید اور ثنا جو تیرے جلال کبریائی کی لائق ہو اوس کو تو ہم سے مت طلب کر اور ایسے شکر کو جو تیری نعمتون کے لایق ہے اوس کو ہم سے مت چاہ کیونکہ ہم مین اوس کی قدرت ہی نہین اور ایسی معرفت کی خواہش جو تیری عظمت قدس کے لایق ہو ہم سے مت کر کیونکہ ہم خاکسار ناتوان عاجز تیرا حمد و شکر اور ذکر جیسا کہ تیری ذات کے لئے شایان اور لایق ہے اوس کو بجا نہین لاسکتے اور نہ ہم مین اوس کی طاقت ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہین لا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ چونکہ شریعت حقیقت پر مقدم تھی اس لئے شریعت کے بوجھ کو لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کہا گیا اور حقیقت کا مرتبہ بعد کا ہے اس لئے اوس کے لیے لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

Marfat.com

کہا گیا ان دعاؤن کو صیغہ جمع سے لانے مین نکتہ یہ ہے کہ اس قسم کی دعامین سب مسلمان شریک ہون کیونکہ قبولیت دعا بوقت اجتماع زیادہ موثر اور مکمل ہے چنانچہ اجتماع مسلمین کیساتھ دعا کے بڑے بڑے تاثیرات ہین چنانچہ جب ارواح اور اجتماع اسباب کسی چیز کا ہوجاتا ہے تو وہ زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے بہ نسبت انفراد کے۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

پہلے جملے سے اس جملہ تک دعائین ترک اشیاء پر تہی اب یہان سے دعائین طلب اشیاء پر ہین مگر اب اس کو دیکہنا چاہیے کہ پہلی کی دعاؤن مین ربنا کا لفظ کرتین جگہ آیا اور یہان پر نہین اس کا جواب یہ ہے کہ دوری کے وقت احتیاج ندا کی ہوتی ہے اور نزدیکی کیوقت احتیاج ندا کی نہین ہوتی پہلے مین چونکہ بندے کو ایک طرح سے بعد ذات باری تعالی سے تہا اس لئے وہان پر ندا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے ایسا نہ کر کہ پھر جب بندے کا گڑگڑانا اور خشوع اور خضوع زیادہ ہوا تو اوس کو ایک گونہ تقرب ذات باری تعالی سے ہوا پھر ندا کی ضرورت نہین رہی۔

عفو اور مغفرت اور رحم مین فرق | اب رہا یہ نکتہ کہ پہلے مین عفو کا لفظ کہا گیا دوسرے مین مغفرت کا تیسرے مین رحم کا سو عفو کہتے ہین مٹ جانے کو یعنے عذاب کے ساقط ہوجانے کو مغفرت کہتے ہین بندے کو فضیحت عذاب اور شرمندگی کے بچانے کی غرض سے اوس کے گناہ کو ڈہانپ دینا گویا بندہ یہ کہتا ہے کہ مالک مین تجہسے معافی چاہتا ہون کہ میرے گناہون کو میٹ دے اور جب میٹ دیا تو گویا اون گناہون کو ڈہانپ دیا کیونکہ عذاب قبر یا عذاب آخرت سے نجات پانا جب ہی اچھا ہوتا ہے کہ اوسکی بعد فضیحت عذاب سے بہی نجات ہو فرض کیجئے کہ جرم کی سزا معاف ہوئی لیکن رسوائی ویسا ہی رہی تو وہ بہی ایک طرح کا عذاب ہے اس لئے کہ عذاب مین ایک عذاب قبر بہی ہے جو عذاب جسمانی ہے اور فضیحت کا عذاب عذاب روحانی ہے غرضکہ واعف عنا اشارہ ہے عذاب جسمانی سے نجات پانے کے طرف اور واغفر لنا

اشارہ ہے عذاب روحانی سے نجات پانے کیطرف اور جب بندہ دولون عذاون سے نجات پایا تو پھر طلب ثواب کے طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا وارحمنا انت مولانا یعنے اے مالک ہم تجھسے طلب رحمت کرتے ہین جیسے عذاب کی دو قسمین ہین ایک روحانی دوسرے جسمانی ویساہی ثواب کی بھی دو قسمین ہین ایک ثواب جسمانی دوسرے ثواب روحانی ثواب جسمانی جنت کی نعمتین اور وہان کی لذتین اور عمدہ عمدہ چیزین ہین۔ ثواب روحانی لذت دیدار الہی اور بقدر طاقت اوس کی علو کبریائی کا منکشف ہونا اور یہ لذت جب حاصل ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماسوا سے بالکل غائب ہوجاے اور نور حضور جلال باری تعالی مین بالکل ڈوب جاے غرضکہ جملہ وارحمنا طلب ثواب جسمانی کے طرف اشارہ ہے اور انت مولانا طلب ثواب روحانی کے طرف اور نکتہ اسمین یہ رکھا گیا ہے کہ بندہ من کل الوجوہ ذات باری تعالی کے طرف متوجہ ہے کیونکہ انت مولانا خطاب ہے حاضرین کا دوسرا لطف انت مولانا مین یہ ہے کہ یہ نکتہ غایت فروتنی اور تذلیل پر دلالت کرتا ہے اور اس امر کا اعتراف ہے کہ جو کچھ نعمتین ہمکو پہونچی ہین اور جن جن انعامات سے ہم فایز المرام ہوئے ہین ان سب باتون کا متکفل اور متولی توہی ہے ہماری مثال بمنزلہ اوس بچے کی ہے کہ جسکی اصلاح بغیر ایک ایسی مربی اور مشفق کے نہین ہوسکتی جو ہر وقت ہمارا نگران کار رہے غرضکہ ہماری مثال اون بندون کی ہے جو اپنے مشکلات اور مہمات امور کی اصلاح مین سواے اپنے آقا کے کسی پر بھروسہ نہین کرتے خلاصہ یہ کہ ذات باری عز اسمہ ایسا کارساز اور متولی ہے کہ کوئی اس کا مثل اور شبیہ نہین دنیا اور آسمان اور زمین سب امور کا کار نفع اوسی کی ید قدرت مین ہے سب مہمات امور کا وہی مصلح اور متولی ہے جیساکہ دوسری آیتون سے ظاہر ہوتا ہے نعم المولی ونعم النصیر اللہ ولی الذین امنوا فانصرنا علی القوم الکافرین یعنے اے ہمارے مالک ہماری اور کافرونکے درمیان جو کچھ لڑائیان ہورہی ہین اگر ہم سے اور کافرون سے مناظرہ ہو تو ہماری مدد کافرون پر کر اور

Marfat.com

دولت اسلام کواونکی دولت پر غلبہ دے محققین علمار صوفیہ کرام یہ کہتے ہین کہ اے اللہ
ہماری قوۃ روحانیہ ملکیہ کو قوۃ جسمانیہ (جوہمکو اسوی اللہ کے طرف پہنچاتی ہے) پر مدد دے تاکہ ہم
اوس پر غالب ہون امام واحدی رحمہ اللہ مقاتل بن سلیمان سے روایت کرتے ہین کہ جب
حضور اکرم سیدنا محمد صلعم کو معراج ہوئی تو خواتیم سورۂ بقر عنایت ہوئے فرشتون نے کہا کہ اللہ
عزوجل نے آپ کو عزت دی اور آپ کی تعریف کی کیونکہ آیت مین فرمایا امن الرسول بما انزل
اب تم اپنے پروردگار سے مانگو آپ نے فرمایا کیا مانگون حضرت جبرئیل نے سکھایا کہو غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اللہ تعالیٰ نے کہا مین بخشدیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
لَا تُؤَاخِذْنَا اللہ تعالیٰ نے کہا مین مواخذہ نہین کرونگا پھر آپ نے فرمایا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
اِصْرًا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مین تم پر سخت احکام نہین اُتارونگا پھر آپ نے فرمایا لَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مین تم پر ایسی مشقت نہین ڈالونگا جو تمہاری قوت سے
باہر ہو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ
مَوْلٰنَا اللہ تعالیٰ نے اوس کے جواب مین ارشاد فرمایا مین نے معاف کردیا اور بخشدیا اور تم پر
اپنی رحمت نازل کی اور مین تم کو کافرون پر غلبہ دونگا۔ بعض روایتون مین آیا ہے کہ جناب
سرور کائنات ان دعاؤن کو پڑھتے تھے اور فرشتے آمین کہتے تھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
الْوَهَّابُ۔ (آل عمران ع) (پکے عالم جن کے مزاج مین کجی نہین ہے وہ آیت محکمات
اور متشابہات سب پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین اے پروردگار ہم ایمان لائے
آیت محکم ہو یا متشابہ ہم سب کو منجانب اللہ سمجھتے ہین اور یہ دعا مانگتے ہین) اے ہمارے
مالک ہمارے دلون کو راہ پر لگا دینے کے بعد پھر اون دلون کو ڈانوان ڈول نکر دے اور
اپنی بارگاہ احدیت سے ہمکو رحمت (کا خلعت) سرفراز کر کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے (
اس آیت کے مضمون مین معتزلہ اور اہل سنت کا بہت کچھ مباحثہ ہے لیکن یہان ہم اہل سنت کے

موافق تقریر کرینگے

اہل سنت کہتے ہین کہ اس آیت سے معتزلہ کا رد نکلتا ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی جب
اوسی کیطرف سے ہے تو کوئی چیز اوس پر لازم نہین جیساکہ معتزلہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالے پر
اعمال خیر پر ثواب اور اعمال شر پر عذاب کا دینا واجب اور لازم ہے اہل سنت کہتے ہین
کہ قلب مین دونون باتون کی صلاحیت ہے یا تو وہ ایمان کے طرف جھک جاے یا کفر
کے طرف میلان کرے اور قلب کا میلان کسی ایک جانب کے طرف بغیر ارادۂ ذات
باری تعالیٰ کے نہین ہوتا پس اگر وہ میلان کفر کے طرف ہوگیا تو خذلان کجی انکار۔ ختم فساد
وقہر۔ عذاب نصیب ہوا اور اگر اوس قلب کے میلان کو ذات باری تعالیٰ ایمان کے طرف
متوجہ کر دیا تو اوس مین توفیق ارشاد۔ ہدایت۔ تسدید۔ تثبیت عصمت نجات نصیب
ہوئی اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے
دو انگلیون مین ہے جس طرف چاہے پھیردے چنانچہ اسی بنا پر آپ یہ دعا اکثر فرماتے تھے
یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ وَطَاعَتِكَ اور دوسری جگہ
صَرِّفْ قُلُوبَنَا اِلٰی طَاعَتِكَ آیا ہے غرضکہ جو علم مین پکے ہین وہ درگاہ ذوالجلال مین
گڑگڑا کر یہ عرض کرتے ہین کہ اسے اللہ تو ہمارے دلون کو جب وہ حق کے طرف مائل ہوگئے
ہین تو پھر باطل کے طرف اونکو نہ مائل کر اور خاصۃً جب کہ وہ ہدایت پا چکے ہین یہ صریح
دلیل ہے اس امر پر کہ قلب مین جو ہدایت ہوتی ہے اوسکو اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے
بندے کو کچھ بھی دخل نہین کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون هَدَيْتَنَا سے دعا ہوتی غرضکہ
اس دعا نے معتزلہ کا رد کر دیا جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ مختار ہے
اور خالق ہے۔

اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرما یہان سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ قلب جب ہی پاک ہونا ہے
لعدہ امور مناسبہ کے سے روشن ہوا اسی واسطے پہلے علما نے قلوب نور ہدایت سے منور ہونے

Marfat.com

کے لئے یہ دعا مانگی کہ اے ہمارے مالک ہمارے دلون کو باطل اور عقائد فاسدہ کے طرف نہ مائل کر لینے برے اور خراب عقائد سے پاک اور صاف کر دے پھر بعد اوس کے اونہون نے اپنے پروردگار سے یہ التجا کی کہ اے مالک دلون کو انوار معرفت سے روشن کر دے اور ہمارے اعضا کو زینت ظاہری اور باطنی سے مزین فرما اور رحمت کے لفظ مین تعمیم اس وجہ سے رکہی تا کہ سب انواع رحمت کو شامل ہو جائے چنانچہ رحمت کی کئی قسمین ہین پہلی رحمت جو دلون پر نازل ہوتی ہے وہ نور ایمان اور توحید اور معرفت ذات باری تعالی ہے (دوسری رحمت) جوارح اور اعضا مین نور اطاعت اور عبودیت اور خدمت کا پیدا ہونا (تیسری رحمت) دنیا مین اسباب معشیت امن اور رحمت اور کفایت کا نصیب ہونا (چوتھی رحمت) موت کے وقت سکرات موت کا آسان ہونا (پانچوین رحمت) قبر مین سوال منکر نکیر کا آسان ہونا ظلمت قبر کا دور ہونا (چھٹی رحمت) قیامت مین عذاب کا آسان ہونا جواب کی روبکاری سہل ہونا گناہون کا بخشا جانا نیکیون کا پلہ بہاری ہونا غرضکہ مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً مین سب قسم کی رحمت آگئی اور ان رحمتون کا دینے والا سوائے ذات باری تعالی کے کوئی نہین ہے اس لئے تاکیدی جملہ مِن لَّدُنكَ عقل اور قلب اور روح کو تنبیہ دینے کی غرض سے لایا گیا ہے یعنے یہ تمام مقاصد اور رحمتین اے مالک ہم تجہی سے مانگتے ہین سوائے تیرے کوئی ہم کو دینے والا نہین۔ اور چونکہ رحمت کا لفظ نکرہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ ہم تجہی سے رحمت عظیمہ کو مانگتے ہین کیونکہ وہ رحمت تجہہ جیسے عظیم الشان سے ہو سکتی ہے اس کے بعد اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کے لانے مین یہ نکتہ رکہا گیا ہے کہ تو بڑا بخشش کرنے والا ہے یعنے اے مالک اس دعا مین ہم نے جو کچہ تجہہ سے طلب کیا ہے وہ ہمارے نسبت کرتے تو بڑی چیز ہے لکن تیرے کمال اور غایت دریائے جود کے سامنے بالکل حقیر ہے کیونکہ تو ایسا دینے والا ہے کہ تیرے خزاین جود کے اثرات جو تمام اشیا اور ماہیات مین جلوہ افروز ہین وہ سب تیرے فیضان جود کے سامنے ایک قطرہ ہین غرضکہ تیرے

دریائے جود کے سامنے ہمارے مقاصد بمنزلہ ایک قطرہ کے ہین تو کیا عجب ہے کہ ہم بھی سیراب ہون رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ع) اے ہمارے مالک (قیامت کے دن) جس کے ہونے مین کسی قسم کا شبہ نہین ہے تو اوس دن لوگون کو جمع کریگا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہین کرتا یہ دعا بھی علما راسخین کی ہے جب اونہون نے اللہ تعالی سے یہ دعا مانگی کہ ہم کو کجی سے بچالے اور ہدایت اور رحمت کے ساتھ مختص فرما اب اوس کے بعد یہ دعا مانگی ہمین مطلب یہ رکھا کہ ہماری غرض مصالح دنیوی نہین ہے بلکہ ہماری بڑی غرض آخرت سے کیونکہ ہم اس امر کو بخوبی جانتے ہین کہ قیامت کے دن تو ضرور لوگون کو جمع کریگا اور یہ بھی جانتے ہین کہ تو وعدہ خلافی نہین کرتا اور تیرا کلام جھوٹ نہین ہوتا پس جس شخص کا دل دنیا مین مائل بکجی ہو وہ عذاب آخرت مین ابد الآباد رہے گا اور جس شخص کو تونے توفیق اور ہدایت اور رحمت عطا فرمائی اور اونکو مومنین سے کیا تو وہ سعادت اور کرامت ابدی مین رہیگا پس ہماری بڑی غرض اس سے آخرت کی اصلاح ہے کہ آخرت مین ہمکو سعادت ابدی عنایت فرما۔

(بلاغت) جملہ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ کی تقدیر جَامِعُ النَّاسِ لِلْجَزَاءِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ جزا کو حذف کردیا اس لئے کہ وہ امر معلوم ہے اور اضافت فاعل کی مفعول کے طرف کردی گئی جملہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ پہلے مضمون جملہ کی علت ہے کیونکہ معبود کی شان سے یہ بھی ایک شان ہے کہ وہ وعدہ کو وفا کرے اور خلاف وعدگی شان الوہیت کے خلاف ہے اب رہا اس امر کا نکتہ کہ یہان اللہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کہا اور آخر صورت کی دعا مین اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کہا ان دونون مین فرق یہ ہے کہ یہان اظہار عظمت و جلال ہے کیونکہ قیامت کا دن ایک ہولناک امر ہے اس لئے مناسب یہ تھا کہ یہان لفظ جلال لایا جاتا اور وہان چونکہ طلب انعام اور اقتضائے رحمت ہے

Marfat.com

اس لئے وہان کاف سے خطاب کیا گیا یعنے حشر و نشر اس لئے ہے کہ مظلوموں کا انصاف ظالین سے لیا جاے اس لیے اسم اعظم اللہ کا نام لینا مناسب ہوا اور آخر سورت مین چندہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ تو ہم پر اپنا فضل اور انعام کر اور گناہون سے درگزر کر پس وہان پر مناسب کاف خطاب ہوا۔ اس دعا کے لانے سے غرض یہ تھی کہ یہ بتلایا جائے کہ راسخین فی العلم کی ہمت آخرت پر لگی ہوئی ہے اس واسطے اونہون نے ثبات ہدایت کو اللہ تعالی سے مانگا کہ ثواب حاصل کرین حدیث شریف مین جعفر بن محمد خلدی سے آیا ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس آیت کو گمی ہوئی چیز کیلیے پڑہے گا اللہ تعالی اوس چیز کو دلا دیگا اور اوس کو اسطرح پڑہے یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَالِیْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ چاہیگا تو اوس کی گمی ہوئی چیز ملجاویگی۔ یا اوس سے بہتر اوس کو کوئی چیز دے گا۔

شبہ معتزلہ اس آیت سے جبائی معتزلی استدلال کرتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو فاسقین کے حق مین وعید نازل کی ہے وہ ہو کر رہیگی یعنے فاسقین کو سزا دینا لازم ہے کیونکہ وعید بھی وعدہ کے تحت مین ہے اور اس پر دلیل یہ آیت ہے جب جنتی دوزخیون سے کہینگے اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ جنت کیا تھا وہ ہمکو ملچکا آیا تم کو جو تمہارے پروردگار نے عذاب کی دہمکی دی تھی وہ تم کو ملچکی یا نہین پس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید بھی وعدہ کے تحت مین ہے پس جب اللہ تعالی وعدہ کا خلاف نہین کرتا تو وعید کے بھی خلاف نہین کرتا

جواب شبہ معتزلہ اس اعتراض کا جواب اہل سنت یہ دیتے ہین کہ فاسقین کے حق مین جو وعید ہے وہ مستلزم عذاب نہین تاکہ اس سے اخلاف وعدہ لازم آئے بلکہ وعید کی دو صورتین ہین ایک وعید بشرط عدم عفو ہے دوسری وعید بشرط عفو ہے جو وعید بشرط عدم عفو ہے یعنے ایسی وعید کہ جسکی معافی کسی طرح نہین ہوسکتی ایسی وعید کا خلاف اللہ تعالی ہرگز نہین کرتا

لکن ایسی وعید جو عفو کے ساتھ مشروط ہے اوس کے خلاف اللہ تعالی کرسکتا ہے کیونکہ ایسی وعید معلق بشرط عفو ہے اگر معاف کردیگا تو اوس پر لازم نہین کہ سزا دیوے پس جیسا کہ تم وعید کے نفاذ کو عدم توبہ کے ساتھ مشروط کرتے ہو ایسا ہی ہم وعدۂ ذات باری تعالی کو شرط عفو کے ساتھ اور وعید کو شرط عدم عفو کے ساتھ مختص کرتے ہین اگر ہم ہان بھی لین کہ وعید عام ہے لکن اس کو ہم نہین مانتے کہ وہ وعدہ کے تحت مین ہی ہوسکتا ہے کہ آیت ہل وجدتم ما وعد ربکم استفہام تذلیلی کے طور پر ہو جیسے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (توبہ ع) یا جیسے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ اور اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت مین جو وعدہ کا لفظ لایا گیا ہے اوس سے وعید مراد ہی نہو بلکہ وعدہ ہی مراد ہو یعنے وہ منفعتین جن کے ملنے کی امید اونکو بتون سے تھی کیونکہ وہ دوزخی بت پرست اور مشرک اپنے بتون سے اس امر کی امید رکھتے تھے وہ اللہ کے پاس سفارش کرینگے پس یہان پر جنتی اون دوزخیون سے یہ پوچھ رہے ہین کہ تم کو جو امید تھی کہ ہمارے بت اللہ کے پاس سفارش کرکے ہمکو بچا لینگے آیا تم نے اوس وعدہ کو پورا پایا اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ وعدہ سے مراد وہ منافع ہون جن کے ملنے کی امید اونکو اپنے بتون سے ہو۔

تقریر امام اوحدی امام اوحدی کہتے ہین کہ یہ آیت مختص بسجاد اولیا کے ساتھ ہے یعنے اللہ تعالی اپنے اولیا سے وعدہ کا خلاف نہین کرتا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اپنے اعدا سے بھی وعید کے خلاف نہ کرے ہوسکتا ہے کہ اعدا کو دہمکی بغرض تہدید کی جاے پھر اوس کی خلاف کرے کیونکہ وعید کا خلاف کرنا عرب کے پاس عین کرم ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اذا وعد السراء انجز وعده   وان اوعد الضراء فالعفو مانع

یعنے ممدوح جب کسی سے کسی خوشی کا وعدہ کرتا ہے تو اوس وعدے کو پورا کرتا ہے اور جب کسی ضرر کی تہدید اور دہمکی دیتا ہے تو اوس کی صفت عفو مانع ہے

حکایت عجیبہ ابو عمرو بن علا اور عمر بن عتبہ معتزلی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا ابو عمرو بن علا نے

Marfat.com

عمرو بن عبید سے کہا تم اون لوگون کے بارے مین کیا کہتے ہو کہ جنہون نے کبیرہ گناہ کیا ہے کیا
اللہ اونکو نہین بخشے گا عمرو بن عبید سے کہا اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی کیا ہے اور وعید بھی جیسا کہ
اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے ویساہی وعید کو بھی پورا کرتا ہے ابوعمرو بن علما رنے
کہا واہ یار تم تو بالکل عجمی رہے مین یہ نہین کہتا کہ تم زبان کی راہ سے عجمی ہو بلکہ دل کی راہ سے
تم عجمی ہو کیونکہ عرب لوگ جیسا وعدہ کے رجوع کو برا سمجھتے ہین ویساہی وعید سے پھر جانے کو
عین کرم جانتے ہین پھر کیا اللہ کی ایسی ہی شان نہین کہ اونہین دہمکی کی راہ سے کوئی بات
کہی ہو اور بعد دہمکی سے پھر جاے اور گناہ گارون کو معاف کردے جیسا کہ عرب کہتا ہی

وَاِنِّیْ وَاِنْ اَوْعَدْتُہٗ اَوْ وَعَدْتُہٗ لَمُکْذِبُ اِیْعَادِیْ وَمُنْجِزُ مَوْعِدِیْ

معتزلہ نقل کرتے ہین کہ جب ابوعمرو بن علما رنے ایسا کہا تو عمرو بن عبید نے ابوعمرو سے کہا ای
عمر کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا مکذب خیال کرتے ہو اونہون نے کہا نہین جب نہین کہا تو عمرو بن
عتبہ نے کہا اس سے تمہاری حجت ساقط ہو گئی یعنے یہ جو شعر تم نے پیش کیا ہے غلط ہوا۔

فیصلہ امام فخرالدین رازی | امام فخرالدین رازی فرماتے ہین کہ ابوعمرو کو اس کا یہ جواب دینا تھا
کہ تم نے وعید کو وعدہ پر قیاس کیا ہے حالانکہ وعدہ اور وعید مین بڑا فرق ہے اور مین نے
جو شعر شاہد مین پیش کیا ہے اوس سے میری مراد وعید اور وعدہ مین فرق بتلانا ہے کیونکہ
وعدہ وہ حق ہے جو واجب الادا ہے اور وعید وہ ہے جس کا ادا کرنا لازم نہین کیونکہ وہ
موعد (یعنے وعید بیان کرنے والے) کے لئے ہے جو شخص اپنے حق کو خود ساقط کرے
یہ اوس کا جود و کرم ہے اور جو شخص غیر کے حق کو ساقط کرے یعنے وعدہ کرکے پورا نہ کرے
تو ایسا شخص برا ہے اس سے فرق وعدہ اور وعید مین ظاہر ہو گیا اور تمہارا قیاس وعید کو
وعدہ پر کرنا باطل ہو گیا اور مین نے اس شعر کو اس واسطے ذکر کیا تاکہ فرق دونون مین ظاہر ہو جاے
اب تم یہ جو کہتے ہو کہ جب اوس نے وعید کو پورا نہین کیا تو کاذب ٹہیرا یا مکذب تو اوس کا جواب
یہ ہے کہ تکذیب یا کذب جب ثابت ہو کہ اوس وعید کا ثبوت جزماً بلا شرط ہوا ہو اور میرے پاس

Marfat.com

جتنے وعیدات ہین وہ سب مشروط عدم عفو کے ساتھ ہین لیسے وعید کے ترک سے ذات باری تعالی کے کلام مین کذب ثابت نہین ہوتا۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران ع۲) وہ متقین یہ کہتے ہین کہ اے ہمارے مالک ہم تجھ پر ایمان لائے (یعنے ہم نے تیری تصدیق کی) ہمارے گناہون کو معاف کردے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے ف یہ اون پرہیزگارون کی صفت ہے جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہوچکا ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف ایمان نجات کے لئے کافی ہے معتزلہ کا اس آیت سے رد نکلتا ہے جو کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو دوزخ سے نجات نہوگی اس مسئلے کی توضیح یہ ہے کہ مومنین متقین نے مجرد ایمان کو وسیلہ مغفرت قرار دیا ہے اور اللہ تعالی نے اون کے اس قول کو معرض مدح مین بیان فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مجرد ایمان مستوجب مغفرت اور رحمت ہے اب اوسکو اختیار ہے کہ کبیرہ گناہ پر سزا دے یا معاف کردے غرض کبیرہ پر سزا دینا اوس پر لازم اور واجب نہین ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ للعہ

(اے پیغمبر) تم یہ کہو کہ اے میرے خدا سارے جہان کے مالک جس کو تو چاہے بادشاہ بنادے اور جس سے تو چاہے بادشاہت چھین لے جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے (مبارک) ہاتھ مین ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے للعہ

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ

Marfat.com

مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آل عمران س ع)

تو رات کو کم کرکے دن مین ملا دیتا ہے اور دن کو کم کرکے رات مین ملا دیتا ہے اور جیتا جاندار
مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفے اور انڈے سے چوزہ) اور مردہ جیتے سے نکالتا ہے
(جیسے نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور تو جسکو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

خلیل اور سیبویہ کے پاس اَللّٰھُمَّ کی اصل یا اللہ ہے میم مشدد کو آخر مین یا کی جگہ پر لائے
ہین فرا کہتا کہ اصل اللھم کی یا اللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے کثرت کلام کی وجہ
سے حرف ندا کو اور اُمّ کے الف کو حذف کر دئے اللّٰھُمَّ ہو گیا مَالِکَ الْمُلْکِ کے نصب
کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ یہ ندا کی راہ سے منصوب ہے اور اسکی اصل یا مالک الملک ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ صفت ہے منادا اے مفرد کی کیونکہ اللھم کی اصل یا اللہ اور اوسکی
صفت یا مالک الملک ہے۔

شان نزول اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ فتح کر لیا تو آپ نے کہا کہ تم ضرور فارس اور روم کو فتح کروگے منافقین یہ سن کر کہنے لگے
لو دیکھو تو محمد کو بھی ملک فارس اور روم جو ایسے محفوظ اور معزز مقام ہین اون کے لینے کی
ہوس اور آرزو پیدا ہو گئی ہے اس کے جواب مین اللہ تعالی نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم
اے محمد یہ دعا کرو یعنے قل اللّٰھُمَّ الخ تک ابن عباس کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا اسم اعظم
یہی ہے حضرت معاذ رضؓ نے اپنے قرض کی شکایت کی آپ نے فرمایا تم اس آیت کریمہ
اور اوس کے بعد یہ دعا مانگو۔ رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمھما تعطی من
تشاء وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک
اللّٰھُمَّ اغننی من الفقر واقض عنی الدین غرضکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ
جو منافقین اپنے خیالات پکارتے ہین کہ محمد کو ملک فارس اور روم کہان مل سکتا ہے یہ
انکا خیال فاسد اور زعم کاسد ہے اللہ تعالی کو اختیار ہے اور اوس کی یہ قدرت مین ہے

Marfat.com

جس کو چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے ملک چھین لے جسکو تو چاہے عزت دے
جس کو تو چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ید قدرت مین سب طرح کی خوبیان ہین اور سب
خیرات کا توہی منبع ہے بِيَدِكَ الْخَيْرُ مین لفظ بیدک جو خیر سے اس واسطے مقدم کیا گیا ہے
کہ وہ مفید تخصیص ہے یعنی خیر تیری ہی ہاتھ مین ہے غیر کو کچھ اختیار نہین

شبہ اب یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر کا ذکر کیا اور شر کا کیون نہین حالانکہ شر اور خیر
دونون اوسی سے ہوتی ہے۔

جواب شبہ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ خیر محض مہربانی ہی مہربانی ہے برخلاف شر کے کہ وہ
مہربانی نہین بلکہ جزاے عمل ہے اس لئے اوسکو نہین لاے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ
خدا کا جو شر ہے وہ بھی خیر ہے گو بادی النظر مین شر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ شر مین امتحان ہے
بعضون نے کہا یہان شر حذف کر دیا گیا ہے اصل جملہ کی تقدیر بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ہے
تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ مقام مقام دعا ہے اور دعا مین خیر ہی مانگا جاتا ہے نہ شر۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہ جملہ پہلے جملے کی علت اور تحقیق کے لئے آیا ہے یعنی جب تو
ہر چیز پر قادر ہے تو پھر ہمکو ملک فارس اور روم کے فتح کرانے پر بھی قادر ہے اور اس
دعوے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ جو سب سے بڑا امر یعنے رات کا بڑھ جانا اور دن کا
چھوٹا ہوجانا یعنے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ رات آٹھ گھنٹے کی ہوجاتی ہے اور دن اٹھارہ
گھنٹے کا اور کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے یعنے رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے
جب ایسے بڑے بڑے کرون کی تدبیر اور اونکے بڑہانے اور گھٹانے پر قادر ہے
تو یہ کون تعجب ہے کہ تو مسلمانون کو عزت دیدے اور کافرون کو ذلیل کردے اور اس
دعوی پر تیسرا ثبوت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ یہ تیری ہی ید قدرت ہے کہ زندہ چوزہ یا زندہ
بچہ نطفہ سے جو مردہ ہے پیدا ہوتا ہے اور مردہ یعنے نطفہ اور انڈا انسان اور مرغی سے
پیدا ہوتا ہے اور یہ تیری محض قدرت ہی قدرت ہے پھر اس مین کیا تعجب ہے کہ ہماری

Marfat.com

ذلت کے مبدل بعزت کردے یہ تو قدرت اوس کی حیوانات مین ہوئی نباتات مین دیکھو کہ ایک تخم سے کتنے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہین اور پھر اون سے خوشے نکلتے ہین اور پھر بیج حاصل ہوتا ہے یہ سب تیرے آثار قدرت و عجائبات تخلیق مین انسان مین اگر غور کرو تو مردہ کافر سے زندہ دل مسلمان پیدا ہوتا ہے اور زندہ دل سے یعنے مسلمان سے کافر مردہ دل پیدا ہوتا ہے پھر انسان کے قوائے دماغیہ کو دیکھو کہ اون مین کیا کیا عجائبات ہین کہ مختلف قسم کے عجائبات اور ایجادات اسی عقل سے نکلتے جاتے ہین جسکی سمجھنے مین عقل انسان عاجز ہے۔ جس کو تو چاہے بغیر حساب اپنے عنایات وافرہ سے مالا مال کردے یعنے تیرے دینے مین کسی طرح کی تنگی اور بخل اور تقصیر اور امساک نہین

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ع ۴) اوس وقت یا اوس جگہ کو یاد کرو) جبکہ زکریا علیہ السلام نے (یہ کرامت دیکھی) کہ مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے کا میوہ گرمی مین موجود ہے اور گرمی کا میوہ جاڑون مین مل رہا ہے جو خلاف عادت ہے تو وہان آپ کو بھی آرزو ہوئی کہ اپنے مالک سے خلاف عادت کے قدرت ظاہر ہونے کی التجا کرین۔ اپنے پروردگار سے آپ نے یہ دعا مانگی اے میرے مالک مجھے اپنے بارگاہ سے نیک اور پاکیزہ اولاد عنایت فرما جیسا کہ تو نے مریم کو خلاف موسم میوہ عنایت فرمایا۔ یا جیسی مریم جیسی اولاد مریم کی بوڑہی بانجہ مان کو تو نے اولاد دی بیشک تو دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ف۔ اس آیت سے بہی معتزلہ کا رد ہوتا ہے کہ جو معجزات ابنیا اور کرامات اولیا کا انکار کرتے ہین کیونکہ مریم علیہا السلام کے پاس خلاف موسم میوے کا ہونا یا خلاف عادت بوڑھے مرد اور بوڑہی عورت کو اولاد ہونا یہ سب کرامت اور معجزات ہین ذُرِّيَّةً کا اطلاق واحد اور جمع دونون پر ہوتا ہے یہان واحد ہی مراد ہے سَمِيعُ الدُّعَاءِ سے مراد دعا کا سننا نہین ہے بلکہ مراد قبول دعا ہے جیسے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یعنے اللہ تعالیٰ نے بندون کی حمد کو

قبول کرلیا۔ یعنے اے پروردگار میری التجا کو توہی قبول کرنے والا ہے۔
قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔
رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۵۰ ع) جب عیسٰی علیہ السلام نے کہا کہ کون میری مدد اللہ کے لئے کریگا حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اوس کے رسول کی دین کی مدد کرنیوالی ہین اور اے عیسٰی تم گواہ رہو ہم مسلمان ہین اے مالک ہمارے جو تونے کتاب (انجیل) ہم پر آتاری ہے اوس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (عیسٰی) کے ہم تابع ہوے پس ہمکو بھی اون لوگون مین لکھہ لے جو گواہ ہین **ف** یعنے جب حوارئین نے عیسٰی علیہ السلام کو اپنے ایمان اور اسلام پر گواہ رکھا پھر جناب باری مین گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے پروردگار جیسا کہ قوم عیسٰی تجھہ پر ایمان لائی ہے ویسا ہی ہم بھی ایمان لائے اور جیسا کہ اونھون نے کتب آسمانی کا اقرار کرکے کہا امنا بما انزلت ویسا ہی ہم بھی کہتے ہین امنا بما انزلت جو کچھ تونے اتارا اوس پر ایمان لاے اور جیسا کہ اونھون نے تیرے رسول کی اطاعت کی ویسا ہی ہم بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین پس ہم یہ چاہتے ہین کہ تو ہمکو گواہون مین لکھہ لے۔

فَاكْتُبْنَا مِنَ الشَّاهِدِينَ سے کیا مطلب ہے اسمین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے اور اس کے کئی وجوہ بیان کئے ہین۔

پہلی وجہ ابن عباس نے کہا مِنَ الشَّاهِدِينَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت ہے کیونکہ وہی مخصوص اداے شہادت کے ساتھہ ہین جیسا کہ کذٰلک جعلنا کم اُمۃً وسطًا لتکونوا شہداء علی الناس سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ اے اللہ ہمکو زمرۂ انبیا مین لکھہ کیونکہ ہر ایک نبی اپنی قوم کا گواہ ہوگا جیسا کہ آیت فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ

سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالی انے اونکی دعا کو قبول کر لیا اور اونکو بھی ویساہی معجزات عطا فرمائے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو ملے تھے یعنے مردون کا زندہ کرنا وغیرہ۔

تیسری وجہ الکتبنا من الشاھدین کا یہ معنے بھی ہے یعنے جن لوگون نے تیری توحید کی گواہی دی ہے اور تیرے انبیا کی تصدیق کی ہے ہمکو بھی اونہین مین شمار کر۔

چوتھی وجہ فاکتبنا مع الشاھدین مین اشارہ ہے اس آیت کے طرف اِنّ کتاب الابرار لفی علیین کیونکہ جو کتاب اعلی علیین مین ہے اللہ تعالی اون لوگون کے نامون کو مومنین مین شریک کرتا ہے اور ملاء اعلی اور ملایکہ مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہے۔

پانچوین وجہ یا شاہدین سے مقام احسان مراد ہے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سی معلوم ہوتا ہے یعنے اے اللہ تو ہمکو مقام احسان عطا فرما یعنے ہم تیری ایسی عبادت کرین کہ گویا تجھکو ہم دیکھ رہے ہین یا نہین توخیر ہم اتنا سمجھ لین کہ تو ہم کو دیکھ رہا ہے اور مرتبہ شہادت عبادت کا اعلی مرتبہ ہے کہ بندہ مقام شہود مین ہو نہ مقام غیبت مین یعنے اے مالک ہمکو مقام استدلال سے نکالکر مقام شہود اور مکاشفہ تک پہونچا۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ (آل عمران ۱۵ع) اور اون مجاہدین صابرین کا قول یہ ہوتا ہے اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہون کو بخشدے اور جو زیادتی ہم سے ہمارے کامون مین ہوئی ہے اوسکو بھی معاف کر اور ہمکو ثابت قدم رکھہ اور کافرون پر ہم کو فتح دے **ف** قاضی نے کہا اللہ تعالی نے اس دعا مین اوس ادب کو بتلایا کہ مشکلات امور مین اور مصائب اور تکلیفون مین کس طرح دعا مانگنا چاہئے۔ اور غرض اوس سے یہ ہے کہ اُمت محمدؐیہ امداد اور اعانت ہر امور مین اللہ تعالی ہی سے چاہے اور دشمنون پر غلبہ حاصل کرنے کی دعا کرنے سے پہلے استغفار چاہیے جسکو آیت ربنا اغفر لنا ذنوبنا بتلا رہی ہے ذنوب کے

Marfat.com

لفظ مین تعمیم رکہی گئی خواہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ پھر اوس کے بعد لفظ اسراف کی تخصیص
بعد التعمیم کی گئی تا کہ معلوم ہو کہ اسراف ہر چیز مین برا ہے کیونکہ اسراف کہتے ہین کہ ہر چیز
مین حد اعتدال سے بڑھ جانے کو جیسے کہتے ہین فلان مسرف جبکہ وہ کثرت سے بے موقعہ
مال خرچ کرتا ہے اور آیت سے بہی اسراف کی ممانعت آئی ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا
پھر جب ان معروضون سے فارغ ہوے تو اونہون عرض کیا کہ اے اللہ تو ہمارے سینون سے
فاسد باتون کو نکال دے اور دلون سے خوف کو دور کر دے یعنے ہمکو موقعہ جنگ مین
ثابت قدم رکہہ پھر بعد اوس کے بیان کیا کہ ہمکو کافرون پر نصرت دے کیونکہ دشمنون پر
غلبہ حاصل کرنا ثابت قدمی سے ہوتا ہے اور غلبہ اصل مقصود ہے اس وجہ سے کہ
فتح یابی سے دشمن کے دلون مین رعب پڑ جاتا ہے گویا نصرت علی الاعدا ایک تیر ہوائی ہے
جو چہرون سے عنا کو دور کرتی ہے یا ایک دریائی لوٹ ہے جو ایک جگہ ٹھہرنے نہین دیتی
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ
لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ
وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا
بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا
وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ع ۲۰) (ترجمہ)
آسمان اور زمین کی ساخت و پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت مین عقلمندون

Marfat.com

کے لئے اوسکی قدرت کی نشانیاں ہیں وہ عقلمند ایسے ہیں جو اوٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے
اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدایش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ اے ہمارے مالک تونے یہ سب کارخانہ بیکار نہیں پیدا کیا تیری ذات (لغو اور بیکار
کام کرنے سے) پاک ہے اے مالک ہمکو دوزخ کے رنج سے بچالے اے ہمارے مالک
توجسکو دوزخ میں لے گیا اوسکو تونے ذلیل اور خوار اور رسوا کیا اور مشرکون کا کوئی
مددگار نہین مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی ندا سنی (یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی) جو یہ کہتا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ ہم تجھہ پر ایمان لاے
مالک ہمارے گناہون کو بخشدے اور ہماری برائیون کو ہم سے دور کردے اور نیک
لوگون کے ساتھ ہمکو موت دے اے ہمارے مالک جو تونے ہم سے اپنے پیغمبرون
کی زبانی وعدہ کیا سو اوس وعدے کو پورا کر اور قیامت کے دن ہم کو سب لوگون کے
سامنے رسوا مت کر بے شک تو وعدہ خلافی نہین کرتا ف عبودیت کے تین اقسام
ہین دل سے تصدیق کرنا زبان سے اقرار کرنا ہاتھہ پیرون سے کام کرنا پس آیت یذکرون اللہ
عبودیت لسانی کے طرف اشارہ ہے وقیاما وقعودا وعلی جنوبھم اشارہ عبودیت بدنی کے
طرف ہے اور یتفکرون اشارہ عبودیت قلبی اور فکر اور روح کے طرف ہے کیونکہ جب
انسان زبان سے ذکر کرتا ہے اور اعضا سے شکریہ خداوندی بجالاتا ہے اور
دل سے فکر کرتا ہے تو گویا اوس نے تمام اعضاے جسم سے خدا کی عبادت کی اس آیت
مین ذکر سے کیا مراد ہے اس مین مفسرین کے مختلف اقوال ہین بعض مفسرین نے کہا
کہ وہ یاد آلہی کی مواظبت رکھتے ہین کیونکہ انسان کی تین حالتین ہین قیام قعود واضطجاع
دوسرا قول یہ ہے کہ ذکر سے نماز مراد ہے یعنے حتی الامکان نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہین
اور اگر کھڑے نہ ہوسکین تو بیٹھکر اور اگر بیٹھکر بھی نہوسکے تو لیٹ کر پہلو پر غرضکہ وہ نماز
کسی حالت مین نہین چھوڑتے لکن اول معنے پر آیت کو محمول کرنا اولی ہے کیونکہ فضیلت

Marfat.com

ذکر الٰہی مین بہت ساری آیتین آئین ہین۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص جنت کے چمنون مین سیر کرنا چاہے وہ اللہ کا ذکر بہت کرے اللہ تعالیٰ نے ذکر کے
طرف پہلے رغبت دلائی پھر فکر کے طرف متوجہ کیا کہ فکر کرو تو آسمان اور زمین کی پیدائش
مین اور اوسکی ساخت مین اور اوسی کے موافق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مین مت غور کرو کیونکہ وہ بیچون اور بیچگون ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
کے مخلوق مین غور فکر کرو اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جس ذات کی حقیقت نہین معلوم ہوسکتی
اوس چیز کی معرفت اوس کے آثار اور افعال سے ہوتی ہے جیسے افعال فاعل کے
اشرف و اعلیٰ ہونگے ویسا ہی کمال فاعل کا معلوم ہوگا اسی وجہ سے عامی آدمی جو اعتقاداً
قرآن کو عظیم سمجھتا ہے اوس کا اس قسم کا اعتقاد تقلیداً اجمالی ہے لیکن وہ مفسر جو قرآن
کے اسرار اور ہر آیت کے غوامض پر واقف ہے اوس کا اعتقاد بہ نسبت عامی کے
اقوی اور اعلیٰ ہے دوسری اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلائل توحید دو قسم پر منقسم ہین
ایک دلائل آفاقی دوسرے دلائل انفسی اور اس مین کوئی شک نہین کہ دلائل آفاقی
اجل اور اعظم ہین دلائل انفسی سے جیساکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔
اگر انسان درخت کے ایک پتہ کو لے لے اوسمین خداوند تعالیٰ کے انواع واقسام کے
قدرتہاے گوناگون نظر آئینگے ایک پتہ کس طرح سے بڑھ گیا پھر اوس کی شاخین
مختلف طور پر کس طرح پہیلین بعض تو ایسی ہین کہ نظر آتی ہین اور بعض بوجہ باریکی دکھائی
نہین دیتین اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ اور اسرار عجیبہ کو
ایک پتہ مین ودیعت کر رکھا ہے اول تو اوس مین قوۃ جاذبہ رکھی ہے کہ وہ زمین کے اندر
سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے پھر وہ غذا خام عروق اور شرائین اور شاخہاے شجر مین
پہیل جاتی ہے اگر انسان غور کرے کہ یہ پتہ کس طرح پیدا ہو رہا ہے اور پھر اوسمین

Marfat.com

قوۃ غاذیہ اور نامیہ کا ہونا یہ سب باتین ایسی ہین کہ عقل اوسکی حقیقت تخلیقی سے عاجز ہے
اسی طرح سے تمام نجوم اور سیارے اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرو تو
ایک تعجب خیز حالت نظر آئیگی جب اوس کی مخلوقات مین سے چھوٹی چھوٹی چیزون کی
حقیقت نہین معلوم ہوسکتی تو ذات باری تعالیٰ جل شانہ جس کی ذات سب ذاتون سے اعلیٰ
اور جس کی حقیقت سب حقیقتون سے اشرف ہے اور جو تمام برائیون سے مبرا ہے اوسکی حقیقت
کو کون پا سکتا ہے عارفین کے معارف اور محققین کے حقایق یہان پر آنکر ٹھیر جاتے ہین
ع - جز تحیر نصیب خاصان نیست ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ آیت ماسبق مین
اللہ تعالیٰ نے ذکر اور فکر کرنے والون کی فضیلت بیان کی اب یہان سے ذاکرین اور متفکرین
کی دعا کو بیان فرماتا ہے اس آیت مین پانچ قسم کی دعائین ہین (قسم اول) امام اوحدی رحمہ اللہ
کہتے ہین یہان پر یقولون مقدر ہے صاحب کشاف کہتے ہین یہ جملہ محل حال مین واقع ہوا ہے
اس کے معنے یتفکرون قائلین ربنا ما خلقت الخ ہذا کنایہ ہے مخلوق سے یعنے اے
اللہ تو اس مخلوق عجیب الخلقۃ کو باطل نہین پیدا کیا اور اسم اشارہ ہذا یہان بغرض تعظیم لایا گیا ہے
جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ باطلاً ترکیب مین یا تو صفت ہے مصدر
موصوف کی اے خلقاً باطلاً یا منصوب بنزع خافض ہے ای بالباطل یا باطلاً حال
واقع ہوا ہے ہذا کا یعنے اے باری تعالیٰ تو نے مخلوقات کو کھیل اور عبث نہین پیدا کیا ہے
بلکہ ان مخلوقات کی پیدایش دلیل ہے تیری قدرت اور حکمت پر سبحانک اس لفظ مین
دو مصلحتین ہین (ایک) تو اپنے عجز کا اقرار ہے یعنے آسمان اور زمین کی پیدایش مین تیری
کیا حکمتین ہین ہمارے عقول اوس کے سمجھنے سے عاجز ہین یعنے جب ذاکرین اجسام عظیمہ
مین فکر کرتے ہین تو اونکو یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان مخلوقات کا خالق ان کو بے کار
اور عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ اون کی پیدایش مین عجیب عجیب آثار اور حکمت رکھی ہین اگرچہ
ہمارے افہام اوس کے سمجھنے سے قاصر ہین ہم یہی کہتے ہین سبحانک - دوسری مصلحت اس دعا

Marfat.com

مین بندون کو کیفیت دعا کی تعلیم دیتا ہے یعنے داعی کو چاہیے کہ دعا سے پہلے ثنا اور تقدیس اور حمد باری تعالی کرے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے جب اونکی زبانین ذکر الٰہی مین مستغرق ہین اور بدن اونکے طاعت الٰہی مین مصروف ہین اور اون کے قلوب اللہ تعالی کے دلائل عظیمہ مین متفکر ہین تو منجملہ اونکی طاعت کے یہ بھی ایک اطاعت ہے کہ خدا سے اس امر کی دعا مانگین کہ اے اللہ تو ہمکو دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔

دوسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ جب اونہون نے اپنے پروردگار سے عذاب سے بچنے کی دعا مانگی تو عذاب سے بڑھکر جو رسوائی کا عذاب ہے اوس کا ذکر کیا اخزا کے کئی معنی ہین جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہین زجاج کہتا ہے اخزا کے معنی ابعاد کے ہین جیسا کہ کہتا ہے اَخْزَی اللّٰہُ العدو ابعدہ یعنے اے اللہ تو ہمکو اپنی رحمت سے قیامت کے دن دور مت کر دوسرے معنے اہانت کے ہین یعنے ہمکو قیامت کے دن رسوا مت کر شمر بن حمدویہ کہتے ہین اخزاہ اللہ کے معنے قصمہ اللہ کے ہین یعنے اللہ تو ہمکو ریزہ ریزہ مت کر ابن انباری کہتے ہین خزی کہتے ہین کسی چیز کے تلف ہو جانے کو یا حجت کے منقطع ہو جانے کو یا بلا مین پڑ جانے کو غرضکہ یہ سب وجوہ ایک دوسرے کے قریب قریب ہین صاحب کشاف کہتے ہین اخزیتہ ای ابلغت فی اخزاءہ علما نے اس آیت سے یہ مستنبط کیا ہے عذاب روحانی اشد واقوی ہے عذاب جسمانی سے کیونکہ آیت دلالت کرتی ہے کہ بعد عذاب نار کی رسوائی کا عذاب سب سے بڑا عذاب ہے غرضکہ یہ جملہ پہلے جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب دوزخ مین داخل ہونگے تو رسوائی ہوگی تو اے اللہ تو ہمکو دوزخ سے بچالے تاکہ ہمین رسوائی نہین ہو۔ ظالمین کا کوئی بچانے والا اور مددگار نہین ہے یہان پر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا اسمین اس امر کو بتلایا گیا کہ رسوائی جو ظالمین اور مشرکین کے ساتھ مختص ہے ہمکو اوس سے بچالے۔

تیسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اس آیت مین کئی مسائل ہین

Marfat.com

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ منادی سے کیا مراد ہے اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ منادی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جیسے داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا دوسرا قول منادی سے مراد قرآن ہے جیسا کہ جنون نے کہا انا سمعنا قرآنا عجباً یہدی الی الرشد۔ ینادی للایمان مین کئی وجوہ ہین۔

ایک تو یہ کہ لام بمعنی الی ہے ای ینادی الی الایمان جیسے یعودون لما نہوا عنہ ای الی ما نہوا عنہ لکن یہان پر الی کو نہ لاکر لام کو لانے کی وجہ یہ ہے تاکہ غایت اور اختصاص دونون کا فائدہ ہو یعنے ہم نے اوس منادی کی بات سن لی جس نے خاصکر ہمکو ایمان کیطرف بلایا بعضون نے کہا یہ لام۔ لام غایۃ ہے ای سمعنا منادیا کان ندارہ لیومن الناس یعنے منادی جو ندا کرتا ہے تو اوسکی غرض یہ ہے کہ ہم ایمان لائین اب سوال یہ ہے منادی اور ینادی دونون کے جمع کرنے مین کیا بلاغت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی چیز کی عظمت بتلانا مقصود ہوتی ہے تو پہلے اطلاق سے ابہام مین ڈالتے ہین پھر تقئیدی حکم لاتے ہین تاکہ اوس کی عظمت معلوم ہووے یہان منادی یعنی قران یا حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بتلانے کی غرض سے پہلے تعمیم کی گئی پھر بتلایا گیا کہ وہ منادی کس بات کی ندا کرتا ہے جواب دیا گیا کہ وہ ایک عظیم الشان امر کی طرف بتلاتا ہے وہ کیا ہے ایمان ہے کیونکہ جب مطلق منادی کہا گیا تو سامع کا ذہن ہر طرف چلا گیا یعنے یہ نہین معلوم ہوا وہ ندا کس امر کی کرے گا آیا لڑائی کی یا کسی مصیبت زدہ کی دوری تکلیف کی یا آنے والی مصیبت کی جب یہ سب باتین نہین ہین تو معلوم ہوا ایک ایسے امر کی طرف داعی بلاتا ہے جو سب باتون سے عظیم الشان ہے اور وہ کیا ہے ایمان ہے اور قول اَنْ آمنو کی تقدیر ای آمنوا یا بان امنوا ہے پھر اونہون نے کہا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ اونہون نے اللہ تعالیٰ سے اس دعا مین تین باتین طلب کی ایک غفران ذنوب دوسرے کفارہ سیئات تیسرے نیکون کے ساتھہ وفات اگرچہ مغفرت اور تکفیر باعتبار لغت کے ایک ہی معنے رکھتے ہین۔ کیونکہ غفران کے معنے ستر کے ہین اور تکفیر کے معنے تغطیہ کے ہین لکن یہان تکرار بغرض تاکید ہے

Marfat.com

کیونکہ دعا میں الحاح وزاری اور مبالغہ ایک مستحب امر ہے دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ مراد غفران سے اگلے گناہ ہیں اور تکفیر سے مراد جو آئندہ ہونے والے ہیں تیسرا جواب یہ ہے کہ مغفرت سے مراد وہ گناہ جو توبہ سے زائل ہوں اور تکفیر سے مراد جو گناہ اطاعت سے ذہب ہو جائیں یعنے اے مالک ہمکو ایسی اطاعت کی توفیق دے جس سے ہمارے اگلے گناہ معاف ہو جائیں وَتَوَفَّنَا مَعَ الاَبْرَارِ - ابرار برّ کی جمع یا بار کی یعنے صالحین نیکوکار اس معیت میں مفسرین نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو معیت سے یہ مراد ہے کہ اے اللہ ہمارے عمل بھی مثل نیکوں کے اعمال کے کر دے تاکہ قیامت میں ہمارا بھی درجہ نیکوں کے درجے کے ساتھ ہو یعنے ہمکو نیک اعمال کی توفیق دے کہ ہم اون نیک اعمال پر مریں جیساکہ کہتے ہیں کہ اس مسئلے میں میں امام شافعی کے ساتھ ہوں یعنے اس مسئلہ کو بھی میں ویسا ہی مانتا ہوں جیساکہ امام شافعی مانتے ہیں دوسری وجہ معیت کی یہ ہے کہ ہمکو بھی نیکوں کا تابع اور اون کا مقلد کر دے جیسے اولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ اس آیت سے اہل سنت نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اصحاب کبار کے حق میں بھی مقبول ہے کیونکہ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب اونہوں نے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت مطلقاً چاہی اور مغفرت میں کسی امر کی قید نہیں لگائی گئی اور اللہ تعالیٰ نے فاستجاب کے لفظ سے قبول فرمایا پھر جب اونکی گناہوں کے معافی کے بارے میں مومنین کی شفاعت قبول کر لی گئی تو حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیوں نہ قبول کیجائیگی یعنے وہ شفاعت بدرجہ اولیٰ قبول کی جا سکتی ہے۔

چوتھے قسم کی دعا رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اس دعا میں کئی مسائل ہیں (۱) پہلا مسئلہ آتنا ما وعدتنا میں مضاف حذف کر دیا گیا ہے اے علی السنۃ رسلک یعنے جو کچھ تو نے وعدہ

اپنے رسولون کے زبان پر کیا ہے وہ ہمکو عطا فرمایا اس کی تقدیر علی تصدیق رسلک یعنی جو کچھ وعدہ تونے اپنے رسولون کے تصدیق کرنے کے بعد کیا ہے کہ مین مصدقین رسل کو اس طرح سے انعام دون گا وہ ہمکو عطا فرما۔

شبہ | جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالی وعدے کا خلاف نہین کرتا۔ اور وعدہ خلافی اللہ تعالی کے لئے محال ہے یعنے ایفائے وعدہ اللہ تعالی سے ضرور ہونے والا ہے پھر دعا سے اسکی طلب کی ضرورت ہی کیا ہے

جواب شبہ | اس کے کئی جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ مقصود دعا سے طلب فعل نہین ہے بلکہ اوس سے مقصود اظہار عاجزی اور ذلت اور عبودیت ہے اور یہ مقام مدح مین واقع ہوا ہے جیسے کہتے ہین الکریم اذا وعد وفا کیونکہ بہت ساری باتون کا ہمکو حکم ہوا ہے کہ ہم خدائے تعالےٰ سے مانگین حالانکہ اون کا وجود ضروری ہے جیسے کہتے ہین قل رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ کیونکہ اللہ تعالی تو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہی ہے پھر کہنا کہ اے اللہ تو فیصلہ حق کے ساتھ کر یہ کہنا بنا بر عاجزی اور عبودیت کے راہ سے ہین۔

دوسرا جواب | دوسرا جواب اس کا یہ ہے یہان دعا طلب محال کے لئے نہین بلکہ طلب توفیق طاعت اور طلب عصمت عن المعصیۃ کے لئے ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا وعدا عیان امت مین سے ہر ایک ذات کے اعتبار سے نہین ہے بلکہ باعتبار اونکے اوصاف کے ہے کیونکہ اللہ تعالی نے پرہیزگارون سے وعدہ اونکی پرہیزگاری کی وجہ سے ثواب کا کیا ہے اور فاسقون سے عذاب کا وعدہ بوجہ اونکی فسق کے کیا ہے پس آتنا ما وعدتنا سے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے جسکی وجہ سے ہم تیرے وعدے کے اہل ہو جائین اور اے رب تو ہمکو اون اعمال سے بچالے جن اعمال کی وجہ سے ہم عذاب اور رسوائی کے مستحق ہون۔

تیسرا جواب | یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے مومنین سے وعدہ کیا کہ اون کو دنیا مین مدد دیگا

Marfat.com

اور اون کے دشمنون کو مغلوب کردون گا تو اونھون نے اس امر کی تعجیل چاہی کہ ای اللہ
ہماری مدد کر اور دشمنون کو ہمارے مغلوب کر۔ اور نکتہ اس آیت مین اس بات کا بھی ہے
کہ آخرت کے منافع کو جو ہم طلب کر رہے ہین تو وعدہ کی رو سے نہ استحقاق کی رو سے
کیونکہ انک لا تخلف المیعاد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حصول منافع کا مقتضی محض وعدہ ہے
استحقاق نہین۔

بلاغت تقدیم ما وعدتنا و لا تخزنا | یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب ثواب حاصل ہوگیا اور خدا سے
ایفاے وعدے کی درخواست کر لی گئی تو عذاب کا نہونا (خواہ وہ عذاب جسمانی ہو یا روحانی
یعنے رسوائی) لا محالہ ہوگا پھر ثواب طلب کرنے کے بعد طلب عدم رسوائی کی درخواست بیکار
ہوئی بلکہ اس آیت مین اول طلب ترک عذاب کی آیت ہوتی اوس کے بعد طلب ثواب
کیا جاتا اس کے دو جواب ہین پہلا جواب یہ ہے کہ یہان طلب ثواب کو مشروط کر دیا گیا ہی
ایسی منفعت کیساتھ جس مین تعظیم اور عزت بھی ہو کیونکہ اگر عذاب سے بچ رہے یا ثواب
مل گیا لیکن رسوائی ویسی ہی رہی تو وہ ثواب کچھ زیادہ باوقعت اور خوش کنندہ نہین ہوتا
پس آیت ربنا اٰتنا سے مراد منفعت ہے اور لا تخزنا سے مراد تعزیز ہے یعنی ای مالک
ہم کو منافع بھی دے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمکو اوس منافع کے ساتھ
عزت بھی دے

جواب | دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مقصود اس دعا سے طلب توفیق طاعت ہے
اور معصیت سے بچنا ہے اور اسی تقدیر مین نظم قرآنی کی خوبی بھی رکھی گئی ہے گویا یہیں
یہ کہا گیا ہے کہ اے اللہ تو ہمکو طاعات کی توفیق دے اور جب ہمکو طاعات کی توفیق دیا تو
پھر ہمکو اون باتون سے بھی بچالے جن باتون سے ہمارے سب طاعات بیکار ہو جاتی ہین
اور ایسی باتون سے جس مین رسوائی اور ہلاکت ہو اون سے بھی ہمکو محفوظ رکھ خلاصہ یہ
کہ ای اللہ تو ہمکو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرما کیونکہ ہم طاعت پر بغیر تیری توفیق کے قدرت

Marfat.com

نہین رکہہ سکتے اور جب ہمکو توفیق اطاعت مرحمت ہو جائے تو اوس اطاعت پر باقی رہنا اور ہمیشہ تیری اطاعت مین سرگرم رہنا اسمین بھی تو ہی مدد کر غرضکہ اس آیت مین اشارہ ہے کہ بندے کا کوئی فعل اور کوئی عمل اور کوئی لحہ بغیر اعانت اور توفیق آلہی کے نہین ہوتا

پانچوان مسئلہ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ بسا اوقات انسان گمان کرتا ہے کہ مین اعتقاد حق اور عمل صالح پر ہون لکن قیامت کے دن امر واقعی ظاہر ہو سکتا ہے جو کچھ اعتقاد اور عمل صالح اوس کا تہا آیا وہ صحیح تہا یا اوس کا عمل بالکل گناہ تہا پس وہان جب افعال مستورہ کہل جاتے ہین تو عددرجہ کی پشیمانی اور پوری حسرت نصیب ہوتی ہے غرضکہ اس آیت مین اللہ تعالے نے عذاب جسمانی سے بچنے کی اور بعد اوس کے عذاب روحانی جو رسوائی اور ندامت ہے اوس سے بچنے کی تعلیم دی۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (سا ۱۰-ع)

(سا ۱۰ ع) ابتداے اسلام مین جب کفار قریش مکہ پر قابض تھے اور اون کے ہاتون مسلمان ضعیف مرد اور مسلمان ضعیف عورتین اور بچے ہمہ قسم کی تکالیف اٹھا رہے تھے اوس وقت اونہون نے تنگ آکر یہ دعا مانگی اے ہمارے مالک ہم کو ایسی بستی سے نکال جہان کے لوگ ظالم ہین یعنے کافر اور مشرک جو ہم پر ظلم کر رہے ہین اون سے ہمکو نجات دے اور ہماری حمایت کے لئے کسی کو اپنے جانب سے حاکم اور مددگار مقرر کر۔ تمام مفسرین نے اس امر پر اجماع کیا ہی کہ ہذہ القریہ سے مراد مکہ اور اہل سے مراد مشرکین اور کفار قریش ہین کیونکہ مسلمان اونہین کی وجہ سے انسام اقسام کی تکالیف مین مبتلا تھے مصیبتین جہیلتے جہیلتے آخر تنگ آکر اونہون نے یہ دعا مانگی۔ یہان پر جملہ (من ہذہ القریہ الظالم اہلہا) مین شبہ یہ گزرتا ہی کہ جب الظالم قریہ کی صفت ہے تو الظالمہ کہنا چاہیے تہا کیونکہ صفت اور موصوف تذکیر اور تانیث مین ایک

ہوتے ہین اس کا جواب یہ ہے کہ صفت بحال موصوف نہین ہے بلکہ متعلق موصوف سے یعنے اہل کی ہے اور ایسی صفت مین تطابق موصوف اور صفت مین ضروری نہین اور اوس سے مقصود تخصیص اور تمیز ہے یعنے خاصۂ ہکوان لوگون سے نجات دے جو ظالم ہین اجعل لنا من لدنک کی تفسیر مین ابن عباس یہ فرماتے ہین کہ اے پروردگار ہمارے اوپر ایسے حاکم کو مقرر کر جو ہمارے دینی اور دنیوی مصالح کو لحوظ رکھے چنانچہ اللہ تعالی نے اون کی دعا قبول کی جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے اون کے اوپر عتاب بن اسید کو حاکم بنایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی امور ہوے اور عتاب آپ کے طرف سے مددگار مقرر ہوے اونہون نے ایسا انصاف کیا کہ ہر سرکش کا سر توڑا اور ظالمون کی کمر توڑی (یہ دعا اب بھی مسلمان مانگ سکتے ہین جب کفار اور مشرکین کے ظلم مین پہس جائین)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (۱۱ ع مایدہ)

(۱۱ع مایدہ) اور اون اہل کتاب مین سے جو مشایخ اور عالم ہین جب اوس کلام کو جو پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے (یعنے قران شریف) سنتے ہین تو تم اے محمد دیکھتے ہو کہ اونکی انکھین انسو سے ابل کر بہ رہی ہین حقانیت قرآن کو معلوم کرکے کہتے ہین اے ہمارے مالک ہم ایمان لاے تو ہکو گواہون مین لکھ لے (یعنے حضرت محمد کی امت مین جو اگلی امتون پر گواہی دینگے) اور ہم اللہ پر کیون ایمان نہ لائین (یعنے ہکو اللہ پر ضرور ایمان لانا چاہیے) اور ہم قرآن کی جو حق ہے اوسکی کیون نہ تصدیق کرین یعنے ہکو قرآن کی ضرور تصدیق کرنا چاہیے اور ہم کیون نہ اس امر کی خواہش کرین کہ اللہ ہکو بھی نیک لوگون مین شمار کرے **ف** اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مسلمانون کو کفار مکہ نے

Marfat.com

طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نجاشی بادشاہ حبشہ (جو نصرانی تہا) وہ نیک اور منصف حاکم ہے۔ تم اوسکی عملداری مین چلی جاؤ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتین جن مین حضور کی صاحبزادی رقیہ اور اون کے خاوند حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضور کی پہوپی زاد بہائی زبیر بن عوام بہی تھے ہجرت کر کے حبش چلے گئے یہ پہلی ہجرت کہلاتی تھی۔ پہر دوسرے دفعہ مین حضرت جعفر طیار بن ابی طالب معہ دیگر مسلمان حبش مین پناہ گزین ہوے یہانتک کہ ۸۲ آدمی حبشہ مین جمع ہوگئے لیکن قریش نے اونہین وہان بہی چین نہ لینے دیا حبشہ پہنچکر نجاشی سے قسم قسم کی شکاتین اور چغلیان کہائین کہ یہ لوگ بے دین ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا غلام کہتے ہین اور فساد پہیلاتے پہرتے ہین اس پر نجاشی نے سب مسلمانون کو بلایا حضرت جعفرؓ سب کے طرف سے وکیل ہوئے اور نجاشی کے دربار مین سورہ مریم پڑہکر سنائی اور اپنے سچے عقاید ظاہر کئے اس پر نجاشی اور اوسکی سب درباری اور جو با انصاف نصاری تھے روئے اور اسلام کی صداقت کے سب معتقد ہو گئے جب نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اور مدینہ طیبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی آپنے غایبانہ اوس کے جنازے پر نماز پڑہے **ف** اونکی آنکہین حق کو سن کر بہتی ہین حالانکہ آنکہہ نہین بہتی بلکہ آنسو بہتے ہین یہان بہنے کی اسناد جو آنکہون کے طرف کی گئی ہے وہ مجاز ہے جیسے کہتے ہین پیالہ چہلک گیا حالانکہ پانی چہلکتا ہے نہ پیالہ غرضکہ بہت کثرت سے روئے مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ اس مین دو من ہین پہلا من ابتداے غایت کا ہے جو سببیہ ہے یعنے حق کے پہچاننے کی وجہ سے روئے اور دوسرا من تبعیضیہ ہے یعنے بعض حصہ قرآن کو سنکر روئے اگر پورا سنتے تو معلوم نہین کیا حالت ہوتی رَبَّنَا اٰمَنَّا سے مطلب یہ ہے کہ اے مالک جو کچہ ہم نے سنا اوسکی ہم تصدیق کرتے ہین اور اس امر کی گواہی دیتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَا لَنَا کے دو مطلب ہین ایک تو یہ کہ جملہ وقطع کو حال ومالنا کا ٹہیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ جو بات ہمکو ہمارے پروردگار کے طرف سے آئی ہے ہم اوس کو

Marfat.com

نہ مانین حالانکہ ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا مالک ہمکو نیک بختون کے ساتھ جنت مین لیجائے یعنے جب ہمکو نیکون کے ساتھ بہشت مین جانے کی آرزو ہے تو ہمکو ضرور اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور اگر نطمع کو جملہ عاطفہ مالنا کا ٹھیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائین اور تثلیث ہی پر اڑے رہین۔ اور پھر ہمکو توقع اس امر کی ہو کہ ہم جنت مین چلے جاوین یعنے یہ تو دیوانہ پن ہے کہ اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان بھی نہ لائین اور پھر بہشت مین جانے کی توقع رکھین۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سورۂ مایدہ ۵ ع) عیسی علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے مالک آسمان سے کہانے کا ایک خوان ہم پر اتار جس سے ہمارے اگلے پچھلون کی عید ہو اور جو تیری قدرت کی ایک نشانی ہو اور ہم کو رزق دے تو بہتر روزی دینے والا ہے ف اللھم کی اصل اوپر گذر چکی ربنا ندائے ثانی ہے تکون لنا یہ صفت ہے مائدہ کی امر کا جواب نہین ہے عیداً لاولنا وآخرنا کا مطلب یہ ہے کہ جس دن وہ خوان اترے ہم بھی اوسکی عظمت کرین اور جو ہمارے بعد آئین وہ بھی اوس کی عظمت کرین غرضکہ وہ خوان اتوار کے دن اترا اسی واسطے نصاری مین وہ دن عید کا ہے جو چیز وقت مقررہ پر بار بار آتی ہے اوسکو عید کہتے ہین اور عید کو بھی عید اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ سال مین ایک دفعہ خوشی اور مسرت کو لیکر آتی ہے آیۃ منک کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائدہ تیری توحید کی نشانی ہو اور تیرے رسول کیلئے موجب تصدیق وارزقنا کے معنے اے مالک تو ہم کو رزق دے کیونکہ تو اچھا روزی دینے والا ہے اس ترتیب مین ایک طرح کا تامل ہے وہ یہ کہ حواریون نے اپنے درخواست مین اغراض دنیوی کو مقدم رکھا اور اغراض دینیہ کو موخر عیسی علیہ السلام نے جب مائدہ سے سوال کیا تو اغراض دینیہ کو مقدم رکھا اور اغراض دنیویہ جو اکل و شرب ہے اوس کو موخر رکھا اسی

حواریون کا اور عیسیٰ علیہ السلام کا فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی آیت سے مراتب درجات ارواح معلوم ہوتے ہین کہ بعض جسمانی ہوتے ہین اور بعض روحانی چونکہ عیسیٰ علیہ السلام دین مین صافی القلب اور روح منور تھے اس لیئے صرف ذکر رزق پر اکتفا نہین کیا بلکہ رزاق کے طرف اپنی توجہ مبذول کردی اور کہا انت خیر الرازقین اس آیت مین نکات کشفیہ یہ ہین کہ اللھم ربنا سے پہلے ذکر حق سبحانہ تعالیٰ کی ابتدا کی پھر ذات سے صفات کے طرف لفظ انزلنا سے انتقال کیا پھر تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا اشارہ ہے کہ روح نعمت کے ساتھہ خوش ہوتی ہے کیونکہ نعمت جو صادر ہوتی ہے وہ منعم سے صادر ہوتی ہے اور لفظ منک اشارہ ہے کہ وہ مائدہ اصحاب نظر واستدلال کے لیئے حجت ہو۔

ذکر نزول مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتھہ دعا مانگی کہ فوراً قبول ہوگئی چنانچہ اونکی دیکھتے ہی دیکھتے اللہ نے آسمان سے ایک سرخ خوان دو بادلون کے درمیان آتا عیسیٰ علیہ السلام روئے اور اسوقت آپ نے یہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الشَّاکِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَلَا تَجْعَلْھَا مُثْلَۃً وَّعُقُوْبَۃً پھر آپ نے فرمایا جس شخص کے اعمال تم مین اچھے ہون وہ اس کو کہولے شمعون نے کہا آپ ہی اس کو کہولین تو انسب ہی عیسیٰ علیہ السلام نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور روئے بعد اوس کے اوس خوان کی سینی کہولی دیکھا تو اوسمین بہونی ہوئی مچھلی تہی نہ اوس مین کسی قسم کا کانٹا تہا اور نہ اوس پر کسی قسم کے کہی کے چھینٹے تہے اوس کے سرہانے نمک رکہا ہوا تہا اور اوس کی دم کے پاس سرکہ اور اطراف کچہ بقولات مثل پودینہ وغیرہ کے تہا اوسمین پانچ روٹیان تہین ایک پر زیتون دوسرے پر شہد تیسرے پر کہی چوتھے پر پوسی پانچوین پر بہونا ہوا گوشت شمعون نے کہا یا روح اللہ یہ دنیا کا کہانا ہے یا آخرت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا نہ یہ دنیا کا کہانا ہے نہ آخرت کا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اختراع کرکے بہیجا ہے جو تم مانگتے تہے اب اوس کو شکر گزاری کیساتھ کہاؤ اس پر بعض حوارین نے کہا اس سے بڑہکر کوئی اور نشانی

Marfat.com

دکھلائے آپ نے اوس مچھلی سے کہا تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہوگئی پھر آپ نے کہا تو اصلی حالت پر پھر مر جا وہ مرگئی پھر وہ خوان اوٹھا لیا گیا اوس کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بعض لوگون نے شروع کی اللہ تعالیٰ نے اونکو سور اور بندرون کی صورت پر مسخ کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کیون نہ عذاب کرتا جبکہ خود فرمایا تھا کہ جو کفران نعمت کریگا ہم اوسکو ایسا سخت عذاب دینگے جو کسی کو نہ دیا ہوگا

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (اعراف ع) جب آدم اور حوا جنت سے نکالے گئے تو کہنے لگے اے ہمارے مالک ہم نے اپنے نفسون پر آپ ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو بے شک ہم ٹوٹا پانے والون مین سے ہونگے ف یہ جملہ جملہ مستانفہ ہے گویا یہ جملہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے یعنے جب جنت سے آدم و حوا نکالے گئے تو اونہون نے کیا کہا اوس کا یہ جواب ہے کہ اونہون نے یہ دعا مانگی اور اس امر کا اعتراف کیا کہ ہم نے اے باری تعالیٰ جس درخت سے تو نے نہ کھانے کو کہا تھا ہم نے کھایا ہم نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا کیونکہ تیرا کہنا نہ مانا پھر کہا اے مالک اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم بڑے ٹوٹے مین پڑ جائینگے امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات سے مراد یہی کلمات ہین جو آدم نے خدا سے سیکھ لئے تھے اس سے بعض لوگون نے یہ نکالا ہے کہ انبیا سے گناہ صادر ہو سکتے ہین لیکن اسکا جواب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقر مین فرما دیا ہے کہ آدم و حوا سے جو گناہ صادر ہوا تھا وہ نبوت سے قبل ... اور آدم علیہ السلام کو نبوت اس کی بعد ملی ہے اور اسکا کچھ مختصر جواب ہم نے اپنی کتاب تعلیم العقائد مین بھی دیا ہے

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (اعراف ۵ ع) جب اون اعرافیون کی نگاہین اصحاب دوزخ کیطرف پھیر دیجائینگین تو دوزخیون کو دیکھکر کہینگے کہ

اے پروردگار ہم کو ظالموں میں مت کر ف یہ مقولہ اصحاب اعراف کا ہوگا کہ جب وہ دوزخیوں کو دوزخ میں جلتے ہوئے دیکھینگے تو کہینگے اے مالک ان بے انصافوں کے ساتھہ ہمکو مت کر اب اسمیں علماء کے مختلف اقوال ہیں کہ اصحاب اعراف کون ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جنکی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں بعضوں نے کہا مشرکوں کے نابالغ بچے بعض کہتے ہیں فرشتے بعضوں نے کہا جو سب سے پہلے بہشت میں جائینگے بعضوں نے کہا وہ لوگ کہ جنکے ماں باپ میں سے کوئی راضی ہو اور دوسرا ناراض ایک حدیث میں آیا ہے کہ اعراف والے وہ لوگ ہونگے جن کا آخر فیصلہ ہوگا اللہ تعالے اون سے کہیگا کہ تم نیکیوں کی وجہ سے دوزخ سے بچ گئے لکن اسقدر نیکیاں نہیں ہیں کہ تم بہشت میں جاسکو لکن اچھا میں نے تم کو اب آزاد کر دیا اب تم بہشت میں جہاں چاہو رہو عتقاء اللہ ہیں۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

(اعراف ا ع) اے ہمارے مالک ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھہ فیصلہ کر حالانکہ تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ف یہ دعا شعیب علیہ السلام نے اس وقت کی جبکہ وہ اپنی قوم سے ناامید ہوے اور اون کو یقین ہوگیا کہ اب وہ ایمان نہیں لائینگے۔ فراؔ نے کہا ہے کہ اہل عمان قاضی کو فاتح کہتے ہیں زجاج نے کہا افتح بیننا کہ معنے اظہر امرنا یعنے اے اللہ ہم کو ان کافروں پر غالب کر تاکہ امر حق اچھی طرح کہل جائے کیونکہ اون میں سے ایک جماعت جو ایمان لے آئی خود اونہوں نے دعا کی تہی کہ تم صبر کرو تاکہ اللہ تعالے خود فیصلہ کرے گویا اونہوں نے اللہ سے اس امر کو طلب کیا کہ اے اللہ تو کافروں پر عذاب نازل کر کے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اللہ تعالے نے اونکی دعا قبول کرلی وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوے تہے کہ اللہ کا عذاب نازل ہوگیا (یہ دعا بہی جب انسان اپنے قوم کے ظلم سے عاجز ہو تو مانگ سکتا ہے۔

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِیۡنَ (اعراف ۱۳ع)

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکہالین اونڈیل دے اور ہم کو حالت اسلام پر وفات دے **ف** یہ دعا جادوگران فرعون نے اوس وقت مانگی جب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اون کا جادو ملیامیٹ ہوگیا اور فرعون نے جب دیکہا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو اونکو عذاب دینے کی دہمکی دی اونہون نے عذاب فرعون پر ثابت قدم رہنے کی یہ دعا مانگی اے مالک ہم کو مصائب پر صبر کی توفیق دے یعنے صبر کامل عطا فرما اور ہمکو حالت اسلام پر مار یعنے ہم مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہین نہ ہم دین اسلام سے پھرین نہ اوس کو بدلین اور نہ فرعون کے دہمکیون سے ایمان کو اپنے ڈانوان ڈول کرین۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (اعراف ۱۷ع) (ترجمہ) اور جب موسیٰ ہمارے (مقرر شدہ) وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور موسیٰ کے مالک نے اون سے باتین کی۔ تو موسیٰ نے کہا مالک میرے اپنا دیدار مجھے دیکہا مین ایک نظر تجھکو دیکھون۔ خدا نے فرمایا تم مجھکو (اس دنیا کی آنکہہ سے) ہرگز نہ دیکہہ سکوگے (اگر ایسا ہی تمکو آرزو ہے) تو خیر اس پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹہارہے تو تم مجھکو آیندہ دیکہہ سکوگے پھر جب موسیٰ کے مالک نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوس کو چکنا چور (ریزہ ریزہ) کردیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گرپڑے جب ہوش آیا تو کہنے لگے مالک تیری ذات (سب عیبون سے) پاک ہے مین تیری (بارگاہ مین) توبہ کرتا ہون اور مین اس زمانے مین سب سے پہلے یقین لاتا ہون **ف** موسیٰ علیہ السلام جو وقت مقررہ پر آئے وہ دن جمعرات عرفہ کا دن تہا اور توریت موسیٰ علیہ السلام کو جمعہ کے دن دسوین ذیحجہ کو ملی خدا سے کلام کرنے کا مطلب یہ ہے

Marfat.com

کہ خداوند تعالی انے حضرت موسی علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام کیا اور حجاب سب اوٹھا دیا گیا۔ معتزلہ اور جہمیہ نے اس آیت کی تاویل کی ہے حالانکہ تاویل کسیطرح بنتی نہین اونہون نے تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالی انے کسی چیز مین بات کرنے کی قوت پیدا کردی تھی اور یہ محض غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس مین موسیٰ کی فضیلت ہی کیا ہوئی اس سے پہلے بھی موسیٰ جن لوگون سے باتین کرتے تھے اون سب مین اللہ تعالی انے بات کرنیکی قوت پیدا کر دی تھی دوسری خرابی یہ آنکر پڑتی ہے کہ ہم سب لوگ بھی موسیٰ کے برابر ہوئے جاتے ہین کیونکہ ہم جن جن سے باتین کرتے ہین ان سب کو اللہ نے بات کرنے کی طاقت دی ہے افسوس ہے کہ یہ گمراہ فرقے اللہ کے کلام کی ایسی تاویل کرین جس سے سارا مطلب بگڑ جاے یہ تاویل نہین صریح تحریف ہے جیسا کہ یہود توریت شریف مین کیا کرتے تھے ان احمقون کو اتنی بھی سمجھہ نہین کہ اگر اللہ تعالے کسی چیز مین بات کرنے کی طاقت پیدا کردی تھی اور اوس نے حضرت موسیٰ سے بات کی تو وہ چیز یہ کیونکر کہہ سکتی تھی کہ مین اللہ رب العالمین ہون دوسرے یہ کہ جب اللہ کو کسی چیز کے ذریعہ سے بات کرانا منظور تھا تو اس کی تکلیف کی کیا ضرورت تھی حضرت جبرئیل موجود تھے اور اللہ تعالیٰ کا پیام سنا سکتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کو کیا مجبوری تھی کہ وہ دوسرے کے ذریعہ سے بات کراتا کیا وہ خود بات نہین کرسکتا تھا اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالے بات کرتا ہے اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین وہ ہر زبان اور ہر لغت مین کلام کرسکتا ہے اور توریت اور زبور اور قرآن کے الفاظ خود اوس کے کلام ہین اور تمام آیات اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور جس نے اوس کے خلاف کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی کا کلام کلام نفسی ہے یا اوس کے کلام مین آواز اور حروف نہین یا اوس کا کلام غیر مرتب ہے یا وہ ازل سے اب تک یکسان کلام کر رہا ہے اوس کے پاس ایک دلیل بھی کتاب و سنت سے نہین ہے سواے اس کے کہ چند معقولی باتین جو سراسر نامعقولیت سے بھری

ہوئی ہین پیش کی جاتی ہین اور کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہین لائی جاتی ہے بھلا
ایسی باتین کون سنے تمام اہل حدیث اور سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے
کہ اللہ تعالےٰ جب اور جس وقت چاہے اور جس زبان مین چاہے بات کرتا ہے اور
اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین اور اوس کے بندے اور فرشتے اوس کا
کلام سنتے ہین اور دوسرون کو سناتے اور پہونچاتے ہین اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ایسا نہین ہے
جیسا کہ منکر سمجھتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یعنے کسی چیز مین وہ کلام پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کلام
خاص اوس کی صفت ہے اور اوس کی ذات اور صفت کے طرح غیر مخلوق ہے جب
موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بلا واسطہ باتین کی تو اون کا اشتیاق اور بڑھ گیا اور بہت خواہش
کرنے لگے کہ اے مالک مین چاہتا ہون کہ اس دنیا کی آنکھ سے تجھے دیکھون حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے جو اس امر کی خواہش کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا دیکھنا محال
نہین ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہوتا تو وہ خواہش کیون امر محال کی کرتے۔
لَن تَرَانِی کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم دنیا مین زندہ ہو مجھکو نہین دیکھ سکتے لکن آخرت
مین اللہ تعالیٰ کا دیدار صحیح احادیث سے اور قرآن سے ثابت ہے لن ترانی مین لن تابیدیہ
نہین ہے بلکہ لن تاکیدی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مین یہودیون کے حق مین
کہا ولن یَتَمَنَّوْہُ ابداً یعنے وہ موت کی خواہش ہرگز نہ کرینگے حالانکہ قیامت مین تو سب کافر
موت کی آرزو کرینگے معتزلہ اور جہمیہ اور امامیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا دیدار
ممکن نہین ہے اون کی سزا اس سے کیا بڑھ کر ہوگی کہ وہ اس دیدار سے محروم رہینگے
تعالےٰ کا دیدار انشاء اللہ ہم دیکھینگے وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ پھر
جب موسیٰ نے یہ کہا کہ اللہ تو اپنا دیدار دکھا اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ان آنکھون سے تم
دنیا مین مجھے نہین دیکھ سکتے خیر اگر تم کو آرزو ہے تو ہم اس پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے ہین
یعنے یہ امید ہے کہ تم دیکھ سکوگے گو پہاڑ کے برابر تم مضبوط نہین ہو۔ ضحاک کہتے ہین کہ اللہ تعا

نے اپنے خاص نور مین سے ایک ذرا سا نور اوس پہاڑ پر ڈالا بعضون نے کہا کہ ایک سوئی کے ناکے برابر تہا صحیح حدیث مین ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑہی اور انگہوٹے کو چہنگلیا کی پور پر رکہا یعنے اپنا نور اس پہاڑ پر ڈالا ابن عباس نے کہا کہ ایک چہنگلیا کی ناخن برابر اوس پہاڑ پر تجلی ڈالی سہل بن سعد نے کہا ستر ہزار پردون مین سے درم برابر نور اس نے ظاہر کیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل شانہ ستر ہزار پردون مین ہے اگر ان پردون کو اوٹہا دے تو اوس کے چہرے کی جہلک سے تمام چیزین جل جاوین

ع مہر نقابے روئے جانان را نقابے دیگر است۔

ہر حجابے را کہ طے کردی حجابِ دیگر است

غرضکہ موسیٰ علیہ السلام دوسرے روز تک بیہوش رہے بعضون نے کہا کہ مر گئے پہر اللہ تعالےٰ نے زندہ کر دیا۔ سبحانک کے معنے یہ ہین یعنے مین نے تیری اجازت کے بغیر جو تیرے رُویت کی درخواست کی ہین اس قصور کی معافی چاہتا ہون اور تجہے ہر عیب سے مین پاک سمجہتا ہون قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (اعراف ۱۸ع) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے مالک تو میرے اور میرے بہائی دونون کے قصور کو معاف کر دے اور ہمکو اپنے (احاطہٖ) رحمت مین لے لے کیونکہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے ف جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے تو اپنے طرف سے اپنے بہائی ہارون کو جانشین کر گئے جب وہان سے توریت کی تختیان لیکر واپس ہوئے تو اپنی قوم کو دیکہا کہ سامری کے ورغلانے پر گوسالہ پرستی کر رہے ہین یہ دیکہکر موسیٰ کو اپنے بہائی ہارون پر غصہ آگیا تختیان غصے مین نیچے پٹک دین بہائی کے جہوٹے پکڑ کر مارنا چاہئے ہارون نے کہا کہ میرے مان جائی بہائی مین کیا کرون ان سب لوگون نے مجہکو کم زور سمجہا اور قریب تہا کہ مجہے مار ڈالین اب ہمکو مار پیٹ کر دشمنون کو ہنسی کا موقعہ نہ دیجئے موسیٰ کو

یہ سنکر رحم آگیا اور حالت غضب مین جو تختیان توریت شریف کی پہینک ڈالدین تہین اور بہائی کے مارنے پر مستعد ہوگئے تہے اس قصور کی خدا سے معافی مانگنے لگے اور اس دعا مین اپنے بہائی کو بھی شریک کرلیا تاکہ وہ بھی راضی ہوجائین کیونکہ اون سے بھی ایک طرح سے قصور ہوگیا کہ وہ گوسالہ پرستی دیکھتے ہی یا تو اس بچہڑے کو توڑ ڈالتے یا صاف انکار کرکے اون لوگون سے الگ ہوجاتے غرضکہ اس قصور مین اون کے طرف سے بھی معافی چاہی اور رب اغفرلی ولاخی کہا پہر کہا اے مالک تو ہم کو اپنی رحمت واسعہ مین لے لے کیونکہ تو بڑا ارحم الرحمین ہے اس جملہ سے یاد کرنا گویا نکتہ ہے ترغیب دعا کا کیونکہ رحیم ہی سے رحمت اور شفقت اور انجام مقصد کی امید ہوتی ہے۔

أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ (اعراف ۹ ع) یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جبکہ موسیٰ علیہ السلام دوبارہ کوہ طور پر ستر آدمیون کو منتخب کرکے اپنے ساتہہ لے گئے تاکہ انکی غیبت مین قوم نے جو گوسالہ پرستی کی تہی اون کے طرف سے معذرت کرین یکایک زلزلے نے اونکو گہیرا اور اوس کی وجہ یہ تہی کہ اونہون نے درخواست کی تہی کہ ہم اللہ کی تصدیق جب ہی کرینگے جب تک کہ ہم اوس کو علانیہ نہ دیکہہ لین بعض کہتے ہین کہ ان لوگون نے گوسالہ پرستی خود تو نہین کی لیکن منع بھی نہین کیا چپ رہے اس گستاخی کی سزا مین زلزلے نے گہیر لیا آدمی مرگئے تب موسیٰ علیہ السلام نے تضرع کے ساتہہ جناب باری مین عرض کیا کہ اے مالک کیا تو ہم کو بھی دوسرون کے ساتہہ بعض بے وقوفون کے کرتوت پر ہلاک کردیگا یہ تو تیری محض آزمائش ہے جس کو تو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو تو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو ہی ہمارا مالک اور کارساز ہے ہمارے قصورون کو معاف کردے اور ہم پر رحم کر اور تیری جناب سب بخشنے والون مین بہتر ہے اس دنیا مین

Marfat.com

ہمارے لئے بھلائی لکھہ دے (مثلاً تندرستی مالداری) اور آخرت مین بھی (جنت اور
وہان کی نعمتین ہمکو عطا فرما) ہم (سب باتون کو چھوڑ کر) تیرے طرف رجوع ہو گئے۔
ف اس آیت مین ولی سے مراد یہ ہے کہ تو ہی سب امور کا متکفل ہے انت کی
تقدیم حصر کے لئے ہے یعنے تیرے سوا کوئی ہمارا کارساز نہین وارحمنا سے مطلب
یہ ہے کہ جب تیری رحمت وسیع ہے تو ہم کو بھی اپنے سایہ رحمت مین لے لے۔ دنیا مین
بہتری لکھہ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمکو دنیا مین اعمال صالحہ کی توفیق دے یا
دنیوی نعمتون کا فیضان جاری کر تاکہ ہم دنیا مین عیش و آرام سے رہین اور آخرت
مین بھی ہمکو جنت سے سرفراز فرما جملہ انا ہدنا ایک علت ہے اپنے پہلے جملہ کی یعنے
ہم مغفرت اور تیری رحمت کا سوال اس لئے کر رہے ہین کہ ہم اپنی گمراہی کو چھوڑ کر
تیرے حضور مین حاضر ہو گئے ہین۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (یونس ۹ع)

اونھون نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا (اور لگے یہ دعا کرنے) اے ہمارے
پروردگار ہم کو ظالم لوگون کے ظلم کا نشانہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمکو کافرون
کے پنجے سے نجات دے **ف** جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اگر
مسلمان ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو اوس کے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا ہم نے اللہ
ہی پر اپنا بھروسہ کیا۔ اللہ پر اعتماد کرنے کے بعد اونھون نے دو قسم کی دعا مانگی
ایک مین نہی کا صیغہ ہے دوسرے مین امر کا صیغہ۔ مطلوب اول دعا مین حفاظت
دین ہے اور مطلوب ثانی دعا مین حفاظت دنیا لا تجعلنا فتنۃ کے کئی مطالب ہین
ایک تو یہ کہ ہماری وجہ سے فرعون اور اوس کی قوم کو فتنہ مین نڈال کیونکہ اگر تو اونکو ہم پر
مسلط کر دیگا تو اون کو یہ خیال ہو جائیگا کہ اگر بنی اسرائیل حق پر ہوتے تو وہ کیون مغلوب ہوتے

اون کا مطلب اس امر کو تبلارہا ہے کہ وہ حق پر ہین اور ہم باطل پر اس کی وجہ سے اور کفر پر اصرار
کئے ہوئے پڑے رہینگے پس اون کا ہم پر مسلط ہونا خود اون کے لئے سبب فتنہ ہوگا دوسرا
مطلب یہ ہی کہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیا تو وہ آخرت مین ہمکو تکلیف دینے کی وجہ سے عذاب شدید
کے مستحق ہوے پس اس کے لئے بھی نشانۂ فتنہ ہم ہی ہونگے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اونکو ہمارے لئے
محل عذاب نہ کرنا کہ وہ ہم کو تکلیف دین چوتہا مطلب یہ ہے کہ یہان فتنہ سے مراد مفتون ہے
جیسے خلق کے معنی مخلوق اسے لاتجعلنا مفتونین یعنے اونکو ہم پر غالب مت کر تاکہ وہ ہم پر
غلبہ حاصل کرکے ظلم کرین اور ہمکو دین حق سے پہیر دین اور یہی توجیہ سب مین عمدہ ہے دنجنا
مین اپنے نجات کی دعا کی کہ ہمارے جسمون کو کفار کی سختیون سے بچالے یا ہم جو فرعون کے
ظلم وستم مین پہنس گئے ہین کچھ کر نہین سکتے اس عذاب سے ہمکو نجات دے پہلے دعا
کی تقدیم اس امر کو تبلارہی ہے کہ دین کو دنیا پر ترجیح ہے کیونکہ اگر کفار کا تسلط ہوجائیگا
تو ہمارا دین ضایع ہوگا اور وہ کفر پر اڑے رہینگے تو تو ایسا نہ کر بلکہ ہمارے دین اور دنیا دونون
کی حفاظت کر۔

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ (ہود ۴ ع) اور نوح علیہ السلام نے
اپنے پروردگار کو اس طرح سے کہکر پکارا کہ اے میرے مالک میرا بیٹا بھی میرے
گھرانے سے ہے اور اب تو نے وعدہ کیا تہا (کہ کشتی مین حیوانات مین سے جوڑہ جوڑہ
رکھہ لو اور اپنے گھرانے کے لوگون کو بھی بٹہا لو) اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہت عمدہ
انصاف کرنے والا ہے پس جب میرا بیٹا میرے گھرانے سے ہے تو اسے مالک
اوسکو بھی نجات دیجیے فقال کا جملہ تفسیر ہے نادی کی

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ (ہود ع) نوح نے

Marfat.com

عرض کیا کہ اے میرے مالک مین ایسے امر کی درخواست کرنے مین جس کی مصلحت کا مجھے
علم نہین ہے تیری پناہ مانگتا ہون اگر تو میرے اس قصور کو معاف نہین کرے گا اور مجھہ پر
رحم نہین کرے گا تو مین نقصان پانے والون مین ہوجاؤن گا **ف** نوح علیہ السلام نے اس دعا
مین اخبار بہی کیا اور اعتذار بہی اخبار اس امر کا کہ آیندہ سے مین ایسی درخواست کہ جسکی
مصلحت مجھے معلوم نہین ہے نہین کرونگا پہر اپنے فعل ماسبق کی معذرت چاہی یعنے یہ
جو مجھہ سے قصور ہوگیا کہ مین نے اپنے بیٹے کے نجات کا سوال بے موقع کیا اس کو معاف
کر دیجیے اگر معاف نہ کرینگے تو مین بہت ہی خسارے مین پڑ جاونگا اس آیت سے یہ بہی
معلوم ہوا کہ حقیقت توبہ دو باتون کو چاہتی ہے ایک ترک گناہ دوسرے ماسبق کے قصور
پر ندامت چنانچہ للا تغفرلی وترحمنی اشارہ اسی امر کے طرف کر رہا ہے غرضکہ نوح علیہ السلام
نے اوس حکم خداوندی کو (کہ جس امر کے مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوسکو ہم سے
مت پوچہو) قبول کرلیا اور پہر اسمین خدا ہی سے التجا کی کہ اے میرے مالک مین ایسے
بے جا سوالات سے احتراز نہین کرسکتا جب تک کہ تیری مدد نہ ہو۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف ا ع)

اے میرے مالک تو ہی نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور خوابون کی تعبیر بھی مجھکو سکھائی
اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت مین سب کامون کا بنانیوالا
کارسانہ ہے۔ مجھکو اپنے فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اوٹھا لے اور نیک بندون
مین مجھے ملادے **ف** یہ دعا حضرت یوسف علیہ السلام نے آخر عمر مین مانگی اگرچہ موت
کی دعا مانگنا منع ہے لکن حضرت یوسف علیہ السلام بغرض اشتیاق ملاقات جناب باری اور
صالحین سے ملنے کی غرض سے التجا کی مِنَ الْمُلْكِ مین من تبعیضیہ ہے یعنے بعض

Marfat.com

حصہ ملک کیونکہ اون کو ساری دنیا کی حکومت نہین ملی تہی صرف ملک مصر کے حاکم تھے
(ملک) کہتے ہین کہ جس سلطنت مین سیاست اور تدبیر کرنے کا پورا اختیار ہو مِن
تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْث مین تو بعضون نے مِن تبعیضیہ لیا ہے جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان
بعضون نے مِن زائدہ کہا ہے بعضون نے مِن تبعیضیہ لیا ہے کیونکہ پورا علم تاویل اونکو
نہین تہا بعضون نے کہا نہین مِن تاویل الاحادیث سے مراد مطلق علم و فہم ہے فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تقدیر یا فاطرہما ہے تَوَفَّنِی سے اہل سنت نے استدلال
کیا ہے کہ ایمان بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے کیونکہ اگر اسلام کا حصول اور اوس کا
بقا بندہ ہی کا فعل ہوتا تو اوس کو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے کیونکہ وہ تحصیل
حاصل ہے اس کی ایسی مثال ہوئی ہے کہ جو شخص کسی سے ایسے کام کرنے کے لیے کہے
کہ جو کرتا نہین افعل من لا یفعل اس پر معتزلہ یہ اعتراض کرتے ہین کہ جب ایمان بہی اللہ
ہی کے طرف سے ہے تو پہر بندے سے کیون کہا جاتا ہے کہ تو کیون لایا کہ وہ تو کرتا نہین
اس کا جواب اہل سنت معارضہ بالمثل کی راہ سے دیتے ہین کہ اگر تحصیل ایمان اور
بقا علی الایمان بندہ ہی کا فعل ہے اور اللہ کا فعل نہین ہے تو پہر اوس سے طلب کرنے
کے کیا معنے معتزلہ مین سے جبائی اور کعبی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ توفنی مسلما کے معنے
یہ ہین اَطْلُبُ اللُّطْفَ فِی الْاِقَامَةِ عَلَی الْاِسْلَام یعنے مین آپ کی مہربانی سے یا توفیق سے یہ امر
چاہتا ہون کہ مین اسلام پر قایم رہون اور اوسی پر مرون اہل سنت کہتے ہین کہ یہ جواب
بہت ضعیف ہے کیونکہ سوال تو اسلام پر واقع ہوا ہے اور اوس اسلام کو لطف پر حمل کرنا
ظاہر آیت سے مطلب کو پہیرنا ہے اور دوسرے یہ کہ جو کچھ بندہ اپنے [illegible]
کرتا ہے تو سب اوسی کا لطف ہے تو پہر وہ اللہ ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ بہی دخل نہین ہے
غرضکہ اہل سنت کا مذہب حق ہے۔
شبہ اس مین ایک شبہ یہ گذرتا ہے کہ جب انبیا اس امر کو جانتے تھے کہ وہ اسلام پر

Marfat.com

مریں مانگے تو پہر دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ مسلمان کی حالت کمالیہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احکام کا اس طور پر مطیع اور منقاد ہو جائے کہ اوس کا قدم اور اوس کا دل اطاعت اور انقیاد اوامر الہی مین بالکل جم جاوے اور اللہ کی تقدیر اور رضا پر راضی ہو جائے اور اس امر مین اوسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو اور یہ حالت اصلی حالت اسلام (جو کفر کی ضد ہے) سے زاید ہے پس ایسی حالت کو یوسف علیہ السلام نے مانگا۔

شبہ مع جواب یوسف علیہ السلام جب اکابر اولیاء اللہ تھے اور نبی بہی تھے اور صلاحیت مومنین کا درجہ اولی ہے تو جو شخص انتہائے مراتب کو پہنچ گیا ہو وہ ابتدائی حالت کو کیسا مانگے گا۔ ابن عباس اور دوسرے مفسرین اس کا جواب دیتے ہین کہ الحقنی بالصالحین سے مراد ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہین یا الحقنی بالصالحین کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ ہمکو اون کے ثواب اور مراتب درجات مین شریک کرے دوسرا جواب اس کا ارباب کشف نے یہ دیا ہے کہ صلاحیت ایک مقام ہے جس کو یوسف علیہ السلام نے خدا سے مانگا تہا وہ مقام یہ ہے کہ جو نفوس بدن کو چھوڑنے والے ہین جب وہ انوار الہی اور برق قدسی سے چمک اوٹھتے ہین اور جب وہ نفوس ایک ہی نسبت اور ایک ہی شکل پر مناسب طور پر واقع ہوتے ہین تو اوس مناسبت اور ترتیب کی وجہ سے ایک کے نور کا پرتو دوسرے پر پڑتا ہے جب اس طرح سے انوار کا تصادم ہوتا ہے تو وہ ضیاء (روشنی) مثل بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گر کے صاف آئینوں کو اس مناسبت سے رکھو کہ اون پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اوس آفتاب کا عکس دوسری روشنی پر پڑتا ہے یہانتک کہ وہ روشنی پوری چمک اوٹھتی ہے اور اوس کی تیزی ایسی ہوتی ہے کہ معمولی آنکھین اور ضعیف مبصر دیکھ نہین سکتے غرضکہ الحقنی بالصالحین سے مراد یوسف علیہ السلام نے تجلی انوار قلوب قدسیہ رکھی ہے یعنے

Marfat.com

اے مالک جو قلوب قدسیہ تیرے انوار سے متجلی اور درخشاں ہیں ان انوار میں ہمکو بھی شریک کرلے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ع)

اور جب ابراہیم نے (مکہ میں جانے کے بعد) دعا کی اے میرے مالک اس شہر کو (یعنی مکہ کو) امن کی جگہ کردے اور مجھکو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچالے۔ اے میرے مالک ان بتوں نے بیشک بہت آدمیوں کو گمراہ کردیا ہے تو جو میری راہ پر (یعنے توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہا نہ مانے اور شرک کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے مالک میں نے اپنی کچھ اولاد (یعنے اسمعیل) کو ایک ایسے میدان میں لاکر بسایا ہے جس میں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ درخت اگتا ہے وہ میدان تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے اے ہمارے مالک میں نے خانہ کعبہ کے پاس ان لوگوں کو اس لئے بسایا ہے کہ وہ (تیرے گھر کے پاس) نماز کو درستی سے ادا کریں

Marfat.com

تو اون کے گزران کے لئے ایسا کر دے کہ کچھ لوگ اونکی طرف جھک جائین اور اونکو طرح طرح کے میوے کھلا تاکہ یہ شکر کرین۔ اے ہمارے مالک تو جانتا ہے جو ہم اپنے دلون مین چھپاتے ہین اور جو ہم ظاہر کرتے ہین اور اللہ پر کوئی چیز زمین اور آسمان مین چھپتی نہین۔ اوس خدائے پاک کا شکر جس نے اس بڑھاپے مین اسمعیل اور اسحٰق جیسے (دو بیٹے) عنایت فرمائے۔ بیشک میرا مالک اپنے بندون کی دعا سنتا (قبول کرتا ہے) اے میرے مالک مجھکو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد مین بھی کچھ لوگ نماز کے پابند رہین مالک ہماری میری دعا کو قبول کر۔ اے ہمارے مالک جس دن عملون کا حساب ہونے لگے تو مجھکو اور میرے مان باپ کو اور سب ایمان والون کو بخشدے **ف** امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول کر لی کہ آج تک تباہی اور ویرانی سے محفوظ رہا امن سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی وہان آتا ہے پھر اوس کو نہ قتل کر سکتے ہین اور نہ پکڑ سکتے ہین وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ یعنے مجھکو اور میری اولاد کو بتون سے محفوظ رکھہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قریش کے کافر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے لیکن بتون کی پرستش کرتے تھے اس واسطے بعضون نے کہا کہ کل اولاد مراد نہین ہے بلکہ بعض اولاد مراد ہین اور وہ بھی وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی اور جو بت پرست ہین وہ گویا اولاد ہی نہین جیسا کہ نوحؑ کا بیٹا کنعان اللہ تعالیٰ نے اوس کو کہا کہ لیس من اہلک یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بنی سے مراد حضرت اسمعیل اور اسحٰق ہون یعنے اونکو بت پرستی سے بچائے رَبِّ اِنَّهُنَّ مین چونکہ بت سبب ہوئے تھے گمراہی کے اس لئے گمراہی کی اسناد اونکی طرف کی گئی رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ الخ یعنے اے مالک مین نے ان کو اس لئے بسایا ہے کہ یہان لوگ آئین اور تیرا حج اور عبادت کرین۔ ابن عباس کہتے ہین اگر منؔ کے ساتھہ نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ لوگون کے دل اوس کی طرف جھک جائین تو ایران روم روس ہندسب جھک جاتے وَارْزُقْهُمْ الخ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمالیا

مکہ مین ہزارون اور لاکھون آدمی دور دور سے ہر سال آتے ہین اور مکہ والون کو اون سے فایدہ ہوتا ہے میوون کا یہ حال ہے کہ ہر ملک کے میوے مکہ مین چلے آتے ہین حالانکہ وہان کوئی بہی چیز پیدا نہین ہوتی یہ خدا کی قدرت ہے کہ وہان ایسے پہل اور میوے کہانے مین آتے ہین جو بڑے بڑے شاداب اور آباد ملکون مین بہی نصیب نہین ہوتے رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب اس دعا سے یہ تہا کہ گو ظاہرا ہم تجہہ سے یہ بیان کرتے ہین کہ اسمعیل علیہ السلام کو یہان مکہ ر بسانے سے تیرے گہر کا آباد کرنا منظور ہے مگر دل مین جو اسمعیل کی جدائی کا غم ہے وہ تو ہی خوب جانتا ہے یا اصلی وجہ اسمعیل اور اون کی اولاد ہاجرہ کو لانے کا ہے وہ بہی تو خوب جانتا ہے کہ اون مین اور سارہ مین بنتی نہین یا یہ مطلب ہے کہ ہم جس بات کو چہپائین یا ظاہر کرین تجہکو معلوم ہے لکن ہم جو دعا کرتے ہین تو وہ اظہار بندگی کی غرض سے کرتے ہین حدیث مین ہے کہ جو کوئی بندہ اللہ تعالے سے دعا نہ مانگے تو اللہ اوس پر غصہ ہوتا ہے اللہ تعالی کے اولوالعزم بندے جو مقربان بارگاہ ایزدی ہین وہ ہمیشہ مرضی اور حکم خداوندی کے منتظر رہتے ہین جب دعا کا حکم ہوتا ہے تب دعا کرتے ہین جب صبر اور سکوت کا حکم ہوتا ہے تو خاموش رہتے ہین لکن عوام مومنین کا یہ منصب نہین اونکو تو یہ حکم ہے کہ ہر وقت اور ہر مصیبت مین اپنے مالک سے دعا کرین سبحان اللہ کیون ہم ایسے مالک اور شہنشاہ ذی جاہ سے نہ مانگین جو مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور دیتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اے مالک ہم کو ایسا ہی کردے کہ ہم ہر حالت مین تجہی سے التجا کرین اور تیری جناب مین گڑگڑائین اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِي قُلُوْبِنَا رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَاءَنَا عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا نَرْجُوَا اَحَدًا غَيْرَكَ یا ظاہر و باطن سے مطلب ظاہری اعمال اور باطنی اعمال ہین اخفا کی تقدیم اعلان پر اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالے کے پاس علم ظاہر اور باطن یکسان ہے اور جمع مین نکتہ یہ رکہا کہ سب بندون کو شامل ہو جائے وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ مین جمہور مفسرین کہتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام ہے کہ جو ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کے لئے کہا گیا یعنی جب

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار تو ظاہر اور باطن پر واقف ہے اللہ تعالی نے
اوس کی تصدیق کی کہ اے ابراہیم تم سمجھ سکتے ہو ہم پر موجودات مین سے کوئی چیز مخفی نہین دوسرا
یہ بہی احتمال ہے کہ یہ کلام ابراہیم ہی کا ہو جو تاکید کلام اول کے لئے لایا گیا ہو یا مزید توضیح کی لئے
تعمیم بعد تخصیص کی گئی غرضکہ اگر یہ کلام خدا ہے تو جملہ معترضہ ہے اور اگر ابراہیم کا قول ہے تو
کلام تاکیدی اور اظہار عظمت کبریائی کے لئے ضمیر کی جگہ پر اللہ کا نام لایا گیا ہے اور
مین کے لانے مین یہ خوبی رکہی گئی کہ تعمیم ثابت ہو کہ اللہ تعالے پر کوئی ذرے کی چیز بہی پوشیدہ
نہین بعد اس دعا کے ابراہیم علیہ السلام نے تحمید باری تعالی کی کہ اے اللہ باوجود میرے
اور میری بیوی کے بوڑہے ہونے کے تونے مجہے اسمعیل اور اسحق جیسی اولاد دی کہتے
ہین کہ اسمعیل علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ برس کی
تہی اور اسحق علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب اونکی بیوی کی عمر ۱۱۲ برس کی تہی اور
علی کا لفظ یہان بمعنی مع کے ہے اے مع کبری اِنَّ رَبِّی لَسَمِیعُ الدُّعَاءِ کا مطلب یہ ہے
کہ میرا مالک میری دعا کو قبول کرتا ہے جیسے سمع اللہ لمن حمدہ یعنے قَبِلَ لِمَنْ حَمِدَہٗ کمال
مبالغہ کے لئے صفت کو مفعول کے طرف مضاف کر دیا یعنے اپنے بندون کی دعا بہت
قبول کرنے والا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اولاد کے لئے رَبِّ هَبْ لِی مِنَ الصَّالِحِینَ
سے دعا مانگی پہر جب اللہ تعالی نے دعا قبول کرلی تو اوس کی شکر یہ مین الحمد للہ الذی
وہب کہا پہر اس امر کی دعا مانگی کہ مجہکو اور میری اولاد کو نماز کی حفاظت اور اوس کی
پابندی پر ہمیشہ رکہا اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب انبیاون کے پاس ایک رکن
رکین دین کا ہے اس آیت مین بحث ہے کہ ربنا انک تعلم مین اور الحمد للہ الذی مین کیا
مناسبت ہے حالانکہ نظم قرآنی مناسبت کو چاہتا ہے اس مین کنایہ ہے اپنے ما فی الضمیر
کے طرف یعنے دل مین اون کے یہ تہا کہ اللہ تعالی سے مانگین کہ اے اللہ بعد میرے
موت کے اون کی اور اون کے اولاد کی مدد کر لکن اصل مطلب کو صراحت سے نہین بیان کیا

Marfat.com

اور کنایۃ یہ کہدیا ربنا انک تعلم ما نخفی و ما نعلن یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین جو کچھ ہی وہ تو جانتا ہے پہر اوس کے بعد کہا الحمد للہ الذی یہ اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ یہ دونون میری موت کے بعد زندہ رہینگے اور مین اون دونون کی وجہ سے مشغول ہون اب میرے مرنے کے بعد تو ہی اونکی مدد کر اس دعا سے یہ امر بہی ثابت ہوا کہ حاجت کے وقت عرض حاجت عالم حقیقی کے پاس ضروری نہین صرف حمد و ثنا باری مین مشغول ہو جانا عرض حاجت سے افضل ہے اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے جس شخص کو میرے ذکر نے میرے مانگنے سے روکدیا مین اوسکو سب مانگنے والون سے زیادہ دونگا پہر انی ربی لسمیع الدعاء مین رمز اور اشارہ سے یہ کہدیا کہ اے اللہ تو ہمارے مقصود کو خود ہی جاننے والا ہے ہم اوس مقصود کو تیری جناب مین صراحۃً عرض کرین نہ کرین۔

ربّ اجعلنی مقیم الصلوٰۃ اسمین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) اس آیت سے اہل سنت نے استنباط کیا ہے کہ افعال بندے کے اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا واجنبنی و بنیّ ان نعبد الاصنام اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترک منہی عنہ (یعنے عبادت اصنام سے باز رہنا) اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے ہے اور دعائے رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ اس امر کو کہہ رہی ہے کہ تعمیل فعل مامور بہ بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے گویا یہ تصریح ہے کہ افعال مامور بہا اور ترک منہی عنہا یہ سب اللہ ہی کے طرف سے ہے (دوسرا مسئلہ) من ذریتی سے بعض ذریت مراد رکھا کیونکہ اونکو معلوم ہو چکا تہا کہ پوری ذریت شریعت ابراہیمی پر قائم نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود کہدیا تہا لا ینال عہدی الظالمین۔ (تیسرا مسئلہ) جب ابراہیم علیہ السلام سب دعائین مانگ چکے تو دعا کی قبولیت کی دعا کی یعنے ربنا وتقبل دعاء کہا ابن عباس کہتے ہین یہان دعا سے مراد عبادت ہے وتقبل عبادتنا جیسے واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ اے وما تعبدون من دون اللہ۔

Marfat.com

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ الخ اس آیت مین ہی کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) طلب مغفرت تو جب ہی ہوتی ہے کہ پہلے گناہ ہو یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اون سے گناہ صادر ہوا اور وہ یقیناً جانتے تہے کہ اللہ بخشنے والا ہے پہر جو امر کہ قطعی حاصل تہا پہر اوسکے طلب کرنے کے کچہ معنے نہ ہوئے۔

(جواب مسئلہ) اس اعتراض کا جواب ہے کہ مقصود یہان جناب باری کے درگاہ مین التجا اور تضرع ہے اور ہر چیز سے قطع نظر کرکے اوسی مالک سے سب امور کی درخواست مقصود ہے اور چونکہ بڑون کا چہوٹا سا قصور بہی بڑا ہوتا ہے اس لئے اس مین اس امر کو بتلایا کہ اے مالک مجہ سے کوئی قصور یا بہول چوک تیری اطاعت مین ہوا تو اوسکو معاف فرما اور میرے مان باپ کو اور سب مومنون کو قیامت کے دن بخشدے۔

(دوسرا مسئلہ) جب ابراہیم علیہ السلام کے دونون مان باپ کافر تہے پہر اون کے لئے دعاے مغفرت کیا معنے اس کے تین جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے ممکن ہے یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے قبل اس امر کے واقف ہونے کے (کہ مشرکین کے لئے دعاے مغفرت نکرنا چاہیے) کی ہو (دوسرا جواب) یہ ہے کہ مراد والدین سے آدم و حوا ہون (تیسرا جواب) یہ ہے کہ اونہون نے اس دعا کو مشروط بشرط اسلام کیا ہو یعنے اے اللہ اگر میرے مان باپ اسلام لے آئین تو تو اون کے گناہ بخشدے۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ مین دو قول ہین ایک تو قیام سے مراد ثبوت ہے یعنے جسوقت حساب وکتاب کیا جائے جیسے کہتے ہین قامت الحرب على ساقها و ترجلت الشمس اے اشرقت وثبت ضوءها۔ گویا یہان یہ مراد رکہا کہ جب سب حساب کے لئے کہڑے ہوجائین چاہیے تو یہ تہا کہ قیام کی نسبت اہل حساب کے طرف کیجاتی لکن یہان کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے مجاز کا استعمال کیا یعنے یوم یقوم اہل الحساب جیسے واسئل القریۃ ای اہل القریہ۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰى

Marfat.com

أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ (ابراہیم ع) (اے پیغمبر) لوگون کو اوس دن سے ڈراؤ جب اون پر عذاب آئیگا یعنے قیامت کے دن سے (تب ظالم (یعنے مشرک) کہینگے الٰہ ہمارے ہمکو تہوڑی سے مہلت اور دے (یعنے ایک بار دنیامین اوبہیجو ادے) ہم تیری ہدایت کو مان لینگے۔ اور پیغمبرون کی راہ پر چلینگے اللہ تعالے فرمائے گا کیا تم نے دنیامین یہ قسم نہ کہائی تھی کہ ہم ہٹ نہین سکتے یعنے ہماری دولت اور حکومت ہمیشہ قایم رہیگی یا ہم کو دنیا سے آخرت کو جانا نہین ہے۔ پھر تم نے دیکہہ لیا کہ ہم نے کیا کیا تم کو پھر زندہ کرکے اپنے حضور مین بلالیا۔ ناس سے مراد یہان عام لوگ ہین۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ ناس سے مراد اہل مکہ ہین بعض کہتے ہین کہ کفار مکہ تفسیر اول اولی ہے يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت ہے مجاہد نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسکے ذریعہ اونکو عذاب کے آنے سے ڈراو جب قیامت مین عذاب وثواب دونون ہونگے تو صرف عذاب پر اکتفا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقام مقام تہدید ہے اس لئے ثواب کا ذکر نہین کیا گیا بعض نے کہا مراد عذاب سے موت بعض نے کہا عذاب سے مراد وہ عذاب جو جلد آنے والا ہو الَّذِينَ ظَلَمُوا سے مراد وہ لوگ جو کافر ہین یہان یقول الناس نہ کہکر ظلموا اس لئے کہا گیا تاکہ معلوم ہو کہ نزول عذاب کا سبب اون کا ظلم ہے۔ غرضکہ کفار قیامت مین اس امر کی دعا کرینگے کہ ہمارے مالک پھر ہمکو مہلت دے اور دنیامین بہیج تاکہ ہم پہر دنیامین جاکر دعوت توحید کو تیرے اور تیری شریعت کو قبول کرین لکن یہ دعا اون کی بے محل اور بے موقع ہوگی اس لئے وہ قابل قبول نہ ٹھہیری گئی صرف اون کے جواب مین یہ کہا جائیگا کہ تم دنیامین رہکر شہوتون اور معصیتون مین ایسے ڈوب گئے تھے اور زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم دنیامین ہمیشہ رہینگے اور ہم کو کبھی زوال نہ نہین ہوگا۔ آج تم نے دیکہہ لیا تم خراب وخستہ ہوکر ہمارے حضور مین حاضر ہوگے اب دنیامین لوٹ نہین جاسکتے اب جو کچھ عذاب ہونے والا ہے وہ سہو۔

Marfat.com

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل ۳ع) اور ماں باپ
کے حق مین یہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار جس طرح اونہون نے مجھے چھٹپن میں پالا
اور میری پرورش کی اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں اسی طرح تو بھی اون پر اپنا
رحم فرما ف کما ربّیانی مین یا تو کاف تشبیہ کا لیجیے یہ مطلب یہ ہوگا اے رب ارحمہا رحمۃ
مثل تربیتہما یعنے اے اللہ تو اون پر اپنی رحمت کر جیسا کہ اونہون نے مجھکو رحم کرکے پالا ہے
اس مین تشبیہ رحمت آلہی کو رحمت والدین سے نہیں دی گئی ہے گو بادی النظر مین ایسا ہی
معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کی رحمت والدین کی رحمت سے کہین بڑھکر ہے بلکہ والدین کی
رحمت بھی اوسی کی رحمت ہے۔ صرف اگر یہان تشبیہ ہے تو اقتران فی الوجود مین ہے یعنے
اے مالک جیساکہ اونکی رحمت و مہربانی میرے حال پر ہوئی ہے تو بھی اون پر رحم فرما اگر
کما کا کاف۔ کاف تعلیلیہ لیا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے یعنے اے مالک تو اون دونون
پر ارحم کر اس وجہ سے کہ اونہون نے میری تربیت کی ہے غرضکہ اس جملہ مین اولاد کو بھی
اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر اس آیت کے مضمون کو اوپر سے
ملاؤ تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے نے ماں باپ کے بارے مین چھہ باتون کا حکم دیا ہے ایک
تو یہ کہ بعد عبادت آلہی کے ماں باپ کا احسان بجالانا ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ اون کو
ہُوں کرکے نہ کہنا۔ تیسرے یہ کہ اون کو جھڑکنا نہین چوتھے یہ کہ بات اون سے نرمی سے
کرنا۔ پانچوین یہ کہ اون کے سامنے جھکے ہوئے چلنا اکڑے ہون سے نہ چلنا چھٹے یہ کہ اون کے لئے
دعائے خیر کرنا۔ سبحان اللہ قرآن کی بھی کیا بلاغت ہے۔ ایک سطر مین چھہ ہدایات
والدین بیان کئے گئے۔

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ
وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (بنی اسرائیل ۹ع) اور
اے محمد تم یہ دعا کرو کہ اے مالک تو مجھکو (مدینہ مین) بہتری کے ساتھ داخل کر اور (مکہ سے)

Marfat.com

بہتری کے ساتھ نکال اور مجھکو اپنی بارگاہ سے قوۃ دار سلطنت عطا فرما یا ایسی حجت اور دلیل مجھے عطا فرما جس سے سب دشمن ہار جائین ف اگرچہ یہ دعا اللہ تعالےٰ نے اوس وقت تعلیم دی جب کفار مکہ آپ کو مکہ سے نکالنے پہ آمادہ ہوے۔ اللہ تعالی نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا اور یہ دعا بتائی کہ یہ پڑہا کرو غرضکہ مدخل صدق سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور مخرج صدق مکہ معظمہ اور مدخل اور مخرج بمعنی ادخال اور اخراج ہین اور صدق کے طرف ان کی اضافت بغرض مبالغہ ہے دوسرا مطلب امام فخر الدین رازی یہ فرماتے ہین کہ اے مالک تو ہمکو نماز مین اخلاص سے داخل کر اور پھر اوسی نماز سے صدق اور اخلاص اور حضور قلب اور ذکر اور لوازم شکر کے ساتھ نکال۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آداب مہمات امور دینیہ اور شریعت مین ہمکو پورا قائم رکھا اور بعد اون پر قائم ہونے کے ہم کو عزت اور آبرو سے نکال کہ کسی کا مواخذہ اور لقایا ہم پر نہ ہو چوتھا قول یہ ہے کہ اے مالک ہمکو بحر توحید اور تقدیس مین داخل کر یعنے تیرے آثار قدرت کو دیکھ کر تیری تسبیح اور تقدیس بجا لائین اور آثار سے مؤثر کا علم حاصل کر کے اوس کی محبت مین مستغرق ہو جائین۔ بعد اوس کے جب بحر توحید سے سر نکالین تو تیری محبت مین سرشار اور مست رہین پانچوان قول یہ ہے کہ ہم کو عبادت اور معرفت اور محبت مین سچائی سے داخل کر اور پھر سچائی کے ساتھ نکال یعنے شروع عبادت سے لیکر اتمام عبادت تک ہمکو اخلاص مین رکھ چھٹا قول یہ ہے کہ قبر مین کلمہ توحید اور تسہیل جواب کی توفیق دے اور پھر حشر مین ہم کو توحید پر اوٹھا خلاصہ یہ کہ یہ دعا ایسی جامع ہے کہ ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے کے لئے مفید ہے۔ کوئی شخص اگر کسی حاکم یا بادشاہ کی سطوت سے ڈرتا ہو یہ دعا پڑھکر تین مرتبہ اپنی منہ پر پھیر لے اور بادشاہ کے پاس چلے جائے اللہ تعالی اوس کو اوس پر مہربان کر دے گا واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا غلبہ دے کہ سب اہل باطل کی سرکوبی کرون یا مجھکو ایسے دلائل توحید عطا فرما کہ اون سے مین اعدا کے مناظرین پر غالب رہون۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

Marfat.com

وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا (سورہ کہف ا ع) اصحاب کہف جب غار مین جا بیٹھے تو اونھون نے یہ دعا کی - اے ہمارے مالک ہمکو اپنی بارگاہ ایزدی سے رحمت عطا فرما اور ہمارا کام اچھی طرح سے بناوے (یعنے ہم اپنے مقصد مین اچھی طرح سے کامیاب ہوجائیں ف مقصد اصحاب کہف کا یہ تھا کہ کافرون کی ایذا دہی سے بچ جائیں اور پناہ دین سنبھالے رہیں - کافر یہ چاہتے تھے کہ وہ پھر مشرک ہو جائیں اور اون کے قتل کی فکر مین تھے - من لدنک کے معنے ہین من عندک رحمت کی تنوین یا تو تنوین تعظیمی ہے یعنے تیری وہ رحمت جو وسیع اور عظیم الشان ہے اوس سے ہم کو عنایت فرما یا تنوین تنویعی ہے یعنے اپنی اقسام رحمت مین سے ایک قسم کی رحمت ہم کو بھی عنایت فرما - من لدنک کی تقدیم اختصاص کی غرض سے ہے یعنے وہ خزاین رحمت اور جلائل فضائل جو تیری بارگاہ کے ساتھہ مختص ہین اون کو عنایت فرما رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہم کو آخرت مین بخشدے اور دشمنون سے مامون رکھہ اور دنیا مین رزق وسیع عنایت فرما هَيِّئْ تہییہ سے ہے جس کے معنے کسی کام کے اسباب کو مہیا کرنے کے ہین اور امر سے مراد مفارقت کفار ہے یعنے کافرون کے ظلم و ستم سے جو ہمکو بچنا مقصود ہے اوس مین ہم کو کامیاب کر - رشد گمراہی کا ضد ہے من لدنک مین من یا تو ابتدائیہ ہے یعنے وہ بھلائی ہم کو عطا کر جو تیرے پاس سے آنے والی ہے یا تجرید کے لئے ہے جیسے رأیت منک اسدا یعنے رشد کا منبع اور خزانہ تو ہی ہے اور رشد اور بہتری ہر چیز کی تیرے ہی طرف سے ملنے والی ہے اور دونون مین تجرید کی تقدیم بغرض اہتمام ہے یعنے اجعل امرنا رشدا کلہ یا رشدا سے مراد ذوا رشد ہے یعنے ایسا سامان کردے جس سے ہم راہ پر آجاوین اور ہمارے سب کام بن جائیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے کامون مین جس طریق سے تیری رضا اور خوشنودی ہو اوسی طرح سے اون کامون کے اسباب کو مہیا کردے - ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا - قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَ

اشْتَعَلَ الرَّاسُ شَيْبًا وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّاه وَاِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاءِي وَكَانَتِ امْرَاَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّاه يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔

(مریم اع) اے پیغمبر یہ تیرے پروردگار کی اوس مہربانی کا ذکر ہے جو اپنے بندے زکریا پر تو نے کی جب اونھون اپنے مالک کو دبی آواز سے پکار کر کہا کہ میرے پروردگار میری ہڈیان بودی ہوگئین (کمزور جیسے بڑھاپے مین ہو جاتی ہین) اور بڑھاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا (یعنے میرے بال بالکل سفید ہوگئے اور مین تجھکو پکار کر کبھی محروم نہ رہا (میری حالت اب ایسی ہوگئی ہے) کہ مجھے بھائی بندون سے اندیشہ ہے (کہ وین کا حق ادا کرینگے یا نہ کرینگے یا بھائی بند میرا سب مال لین لینگے) اور میری بیوی بھی بانجھ ہوگئی ہے تو اپنے کرم سے مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کا بھی اور اوس کو اے مالک اپنا مقبول اور پسندیدہ کرلے ف رَحْمَتَ الخ مین رحمت مضاف ہے فاعل رب کیطرف اور عبد مفعول ہے یہان رحمت سے مراد زکریا علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا ہے ایسے وقت مین جب وہ چپکے چپکے اللہ کو یاد کر رہے تھے اسی بنا پر انہ نادی ظرف نزول رحمت کا ظرف ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا آخری پچھلی رات مین ہو تو وہ قابل قبول ہے۔ قال رب الخ۔ یہ جملہ مفسرہ ہے۔ انہ نادی کا یعنے اونکی وہ ندا کیا تھی یہ تھی کہ اے اللہ میری ہڈیان سست ہوگئی ہین۔ عظم کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہڈی پر بدن کا قوام ہے اشتعل الراس شیبًا مین استعارہ بالکنایہ ہے یہان پر بالون کی سفیدی کو تشبیہ دی ہے آگ کے بھڑکنے سے یعنے اے مالک میرے بال سفیدی سے ایسے چمک اوٹھے جیسے آگ بھڑک اوٹھی ہے۔ نار مشبہ بہ اور حرف تشبیہ کو حذف کرکے صرف لازم مشبہ بہ (اشتعال) کو ذکر کیا ولم اکن مین توسل کیا ہے استجابۃ دعا کا یعنے اے مالک مین کبھی تیری درگاہ سے نامراد اور بدنصیب

Marfat.com

نہین ہوا تو پھر اب کیسے ہون گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا مین خشوع اور خضوع کے ساتھ ذکر انعام مدعو بھی کیا جاتا ہے وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مین وجہ دعا بیان کی یعنے مین جو دعا مانگ رہا ہون اوس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے خوف ہو گیا ہے کہ میری موالی یعنے قرابت دارون مین کوئی ایسا نہین جو اس بار نبوت کو اوٹھائے کہین ایسا نہ ہو کہ دین مین رخنے پڑ جائین وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ الخ ابن جبیر فرماتے ہین اونکی بیوی کا نام اَشاع بنت فاقو تھا اور یہ بہن تھین حنّہ کی جو ماں ہین مریم علیہا السلام کی فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا کہا صراحتہ یہ نہ کہا ہب لی ولداً کیونکہ اونکو خیال تھا اس امر کا کہ ایسے عمر مین کہان اولاد ہوتی ہے یَّرِثُنِیْ یا تو صفت ہے ولیّا کی یا جواب ہے امر ہب کا لکن ترجیح پہلے قول کو ہے یہان وراثت سے مراد وراثت نبوت اور علم ہے نہ میراث ترکہ وغیرہ رَضِیًّا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ولی ایسا ہو کہ اوس کے افعال اور اخلاق تیرے پاس اور مخلوق کے پاس پسندیدہ ہون۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۠ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۙ هٰرُوْنَ اَخِی ۙ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۙ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ

(طہ ع) موسیٰ ع نے عرض کیا خداوند (مین تبلیغ رسالت کے لئے حاضر ہون پر) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام (یعنے ادائی حق پیغمبری) مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان مین جو گرہ ہے وہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات کو سمجھین اور میرے گھر والون مین سے ایک کو میرا وزیر بنا دے یعنے ہارون کو جو میرا بھائی ہے تا کہ اوس سے میری پیٹھ مضبوط رہے اور اوس کو بھی میرے کام یعنے تبلیغ رسالت مین شریک کر دے **ف** رب اشرح لی صدری یہ جملہ مستانفہ ہے جب خدا ے تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم فرعون کے پاس جاؤ اونہون نے عرض کیا اے مالک مین جانے کے لئے حاضر ہون لیکن چند امور کی درخواست کرتا ہون ایک تو یہ کہ مین ہجوم معاندین سے دل تنگ ہو جاتا ہون اس لئے

پہلی عرض یہ ہے کہ میرا دل کشادہ کر دے دوسری یہ کہ بار نبوت ایک بھاری بوجھ ہے اس لئے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس بوجھ کو آسان کر دے تیسری یہ کہ لکنت کی وجہ سے لوگ میری بات کو سمجھتے نہیں اس لئے میری زبان سے لکنت کو دور کر دی چوتھے یہ کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معین کر دے تاکہ ایک کو دوسرے سے مدد ملے۔

شرح صدر سے مراد سینہ نہیں ہے بلکہ دل ہے یعنے میرے قلب کو فراخ کر دے تاکہ بے وقوف کٹ حجتیاں کرنے والے معاندین سے میں نڈر ہوں اور نہ ان کے ہجوم سے خوف زدہ ہوں شرح صدر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے جو انبیاء اولوالعزم کو دی گئی ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لڑکپن میں شق صدر کیا اور قلب میں جو ایک سویدا تھا اس کو دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر گیا پھر چالیس برس کے بعد شرح صدر ہوا چنانچہ اس کا قصہ احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے اب یہاں شرح صدر سے کیا مراد ہے علماء اس کے کیا معنے لکھے ہیں ہم سب معنوں کو بالاجمال بیان کئے دیتے ہیں۔

(۱) پہلا معنے شرح صدر سے مراد نور ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ شرح صدر کیا ہے آپ نے فرمایا ایک نور ہے جو دل میں مومن کے ڈالا جاتا ہے پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اس نور کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ انسان کا دنیا سے الگ رہنا اور آخرت کا خواہاں رہنا اور موت کے لئے مستعد رہنا اور شرح صدر سے مراد نور پر دلیل آیت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ہے

(۲) دوسرے معنے شرح صدر کے انوار جلال کبریائی ذات باری تعالیٰ ہیں یعنے اے میرے مالک تو میرے سینہ کو اپنے انوار جلال سے مملو کر دے۔

(۳) یا شرح صدر سے مراد تخلق با نبیاء و رسل ہے یعنے اے مالک میرا سینہ مثل اور

Marfat.com

انبیاء کے کھول دے اور اون کے مثل مجھے بھی ویسا ہی خلیق بنادے تاکہ جیسے وہ
حقوق نبوت کو ادا کرین مین بھی ادا کرون۔

(۴) یا شرح صدر کے معنے یہ ہین اے اللہ میرے سینہ کو ایسا کھول دے کہ مین تیری
وحی کی اتباع کماینبغی کرون یعنے اوامر کو بجالاؤن نواہی سے باز رہون۔

(۵) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے نور ایمان اور یقین عطا فرما تاکہ علم الیقین حق الیقین ہو جائے

(۶) یا یہ کہ اپنے عدل اور قضا اور احکام کے اسرار پر مطلع فرما۔

(۷) یا رب اشرح لی صدری کا مطلب یہ ہے کہ میرے قلب کو ضیاء شمس اور قمر سے
منتقل کرکے اپنے جلال اور عظمت کبریائی کے نور کے طرف لے چل جیسا کہ حضرت ابراہیم
کوکب اور قمر اور شمس سے الگ ہو کر کہنے لگے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض
حنیفا وما انا من المشرکین۔

(۸) یا رب اشرح لی کے یہ معنے ہے چراغ ایمان کو میرے دل مین ایسا روشن کر دی
جیسا کہ معمولی چراغ سے سارا مکان روشن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آگ سلگانے کے لئے
پانچ چیزون کی ضرورت ہوتی ہے ایک (۱) چقماق (۲) پتھر (۳) سوزش (۴) گندک (۵)
چراغ۔ اسی طرح انوار الٰہی کے بھڑک اوٹھنے کے لیے سات چیزون کی ضرورت ہے
اول مجاہدہ کی چقماق جیسے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۲) سنگ تضرع
اور زاری جیسے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (۳) ہوائے نفس کو روکنا جیسے اَمَّا مَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (۴) انابت اور رجوع الی اللہ جیسے انیبوا
الی ربکم کی گندک (۵) چراغ صبر واستعینوا بالصبر والصلوۃ (۶) فتیلہ شکر (۷) رضا
اور صبر کا تیل جیسے واصبر لحکم ربک ای ارض بقضاء ربک جب یہ سب باتین جمع ہو جائیں
تب اگر نہایت عجز وزاری سے دعائے رب اشرح لی صدری مانگے تو قلب نور الٰہی سے
بھڑک اوٹھتا ہے پھر یہان سے امام فخر الدین رازی فرماتے ہین نور الٰہی جس کو ہم شرح صدر

Marfat.com

کہتے ہین یہ نور آفتاب سے کئی وجوہ سے افضل ہے۔

اول تو یہ کہ اس ظاہری آفتاب پر بادل آجاتا ہے لکن آفتاب معرفت کو سارے آسمان بھی نہین ڈھانپ سکتے

(۲) یہ آفتاب ظاہری دن مین نکلتا ہے رات مین ڈوبتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا لااحب الآفلین شمس معرفت الٰہی کو غروب ہی نہین بلکہ اسکو طلوع ہی طلوع ہے جیسا کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا بلکہ جو لوگ پچھلی رات کو استغفار مانگتے ہین وہ نور رحمانی اور فیوضات ربانی سے اور زیادہ سرفراز ہوتے ہین۔

(۳) شمس ظاہری قیامت کے قریب دھندلا جائیگا لکن شمس معرفت الٰہی کو فنا نہین ہے وہان تو سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ہے۔

(۴) شمس ظاہری جب چاند کے مقابل ہوتا ہے تو چاند کو کسوف ہوتا ہے لکن شمس معرفت الٰہی مین کسوف ہی نہین۔

(۵) شمس ظاہری مین سوزش اور احتراق ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس مین سرور اور خنکی اور تسکینی ہے جیسا کہ قیامت کے دن دوزخ کہے گی اے مومن تو جلدی سے گزر کہ تیرے نور کی خنکی نے میری سوزش کو بجھا دیا ہے۔

(۶) آفتاب ظاہری سے درد سر اور دوران ہوتا ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس کی وجہ سے دماغی قوتین اور ترقی پذیر ہوتے ہین چنانچہ آفتاب معرفت کا ذکر ملاء اعلیٰ تک پہونچتا ہے

(۷) آفتاب ظاہری سے صرف دنیا ہی مین منفعت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس سے دنیا اور آخرت دونون جگہ منفعت ہے کیونکہ آفتاب معرفت سے جو باقیات صالحات ہوتے رہتے ہین وہ ابدی ہین۔

(۸) اس آفتاب ظاہری سے زمین والون کی زینت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس سے زمین اور آسمان دونون کی زینت ہے۔

Marfat.com

(۹) اس آفتاب کا چہرہ بلند ہے جسکا اثر زمین پر پڑتا ہے جو دلالت کرتا ہے کبر پر
برخلاف شمس معرفت کے کہ یہ روے زمین پر ہے لکن اوس کے انوار ملا اعلیٰ تک پہونچتے
ہین من تواضع رفعه الله ومن تکبر اذله الله ہے۔

(۱۰) اس آفتاب ظاہری سے مخلوق کی حالتین معلوم ہوتی ہین برخلاف آفتاب معرفت کی
اس کے ذریعہ سے معرفت ملا اعلیٰ اور معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔

یہان تک ہم نے شرح صدر کی تفصیل کی ورنہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس کے
متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے ہم نے بخوف طوالت چھوڑ دیا۔

ویسر لی امری الخ یعنے یہ بار نبوت ایک ایسی امانت جس کو کما ینبغی ادا کرنا بہت مشکل ہے
اس لئے اے مالک مین تجھ سے دعا مانگتا ہون کہ اس کی آسانی کے جو اسباب ہون اونکو
مہیا کر دے اور جو اسمین موانع پیش آئین اون کو دور کر دے واحلل عقدة من لسانی کا
مطلب یہ ہے کہ میری زبان مین جو ایک قسم کی لکنت ہے اوس کو دور کر دے کیونکہ تبلیغ
رسالت کے لئے تفہیم کی ضرورت ہے اگر زبان مین لکنت رہی گی تو لوگ میری بات کو
سمجھے گے نہین کیونکہ انسان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس مین دل ہو یعنے عل مین
اوس کے علوم اور معارف ہون اور زبان ہو یعنے وہ ایسا طلیق اللسان ہو کہ ہر کوئی اوسکی
بات کو سمجھے کیونکہ تبلیغ رسالت مین تفہیم کی ضرورت ہے۔

واجعل لی وزیرا الخ جیسا کہ دنیا کے بادشاہون کو وزیر کی ضرورت ہے ایسا ہی اس امر
نبوت کے لئے جو اوس سے کہین بڑھکر ذمہ داری کا کام ہے ایک وزیر کی ضرورت ہے
اور وہ میرا بھائی ہے اور یہ اس لئے کہا کہ بھائی ایک قوت بازو ہوتا ہے دوسرے شورت
سے کام اچھا بنتا ہے اس لئے مجھے ایک ایسے مشیر وزیر کی ضرورت ہے کہ وہ اس خدمت
نبوت کو شرکت سے انجام دے اور مشکلات مین میرا معین اور مددگار رہے۔

وقل رب زدنی علما (طه ع) اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہو اے مالک

Marfat.com

مجھکو زیادہ علم دے ف یعنے اے محمد اگر تم اپنے مالک سے مانگو تو زیادتی علم معانی کتاب اللہ
مانگو کیونکہ قرآن سے وہی مطلوب ہے جلدی جلدی پڑھنا مقصود نہین ہے کیونکہ جو جو آیات
اترتے جائینگے اوس کا علم بھی زیادہ ہوتا جائیگا۔ اس دعا مین تواضع بھی ہے اور شکر بھی
اور اس امر کی تنبیہ بھی ہے کہ علم کا مقام سب مقامون سے افضل ہے عبد اللہ بن مسعود
جب اس آیت کو پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّاِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا اس کو خطیب
بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے مین یہ کہتا ہون کہ اگر یہ دعا مانگی جائے تو بہت بہتر ہے رَبِّ
زِدْنِيْ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا وَّاِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا تَامًّا وَّعَاقِبَةً مَّحْمُوْدَةً ۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(سورۃ الانبیاء ع) اور ایوب نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے ندا کر کے پکارا کہ اے
مالک مجھکو تکلیف ہوگئی ہے۔ اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے ف اب اسمین علما کا اختلاف
ہے کہ جو تکلیف ایوب علیہ السلام کو لاحق ہوگئی تھی وہ کیا تھی بعض کہتے ہین وہ کھڑے ہو کر نماز
پڑھتے تھے جب بیماری سے عاجز ہوگئے تو اوٹھہ نہ سکے تب یہ دعا مانگی بعض کہتے ہیں کہ اونھون نے
اس کلمہ مین اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور یہ صبر کے منافی نہین ہے بعض کہتے ہین کہ ۴۰ دن
تک وحی نہین آئی اس وجہ سے اونھون نے یہ دعا مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ ایک کیڑا اون کے
گوشت سے گر گیا تھا اونھون نے پھر پکڑکر اوس کو اوسی جگہ پر رکھہ دیا پھر وہ ہڈی تک کھا گیا
اوس وقت چیخ اوٹھے بعضون نے کہا کہ ابلیس اون کی بیوی کے پاس آکر کہا کہ اگر تو میرے
کو سجدہ کرے تو مین اچھا کر دون گا۔ پس ڈر کر یہ دعا مانگی کہ اللہ کہین اوس کا ایمان نہ جاتا رہے
بعضون نے کہا کہ قوم اون کو کراہت سے دیکھتی تھی۔ بعضون نے کہا ضر سے مراد شماتت
اعداء ہے یعنے دشمن اس تکلیف کو دیکھہ کر خوش ہون ابن عساکر نے عقبہ بن عامر سے روایت
کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام سے
پوچھا اے ایوب تم جانتے ہو کہ تم اس بلا مین کیون مبتلا ہوئے اونھون نے کہا خدایا مجھے علم

Marfat.com

ہنین اونہون نے کہا کہ جب تم فرعون کے پاس گئے تو دو باتون کے کہنے مین سستی کی ابن عباس سے مروی ہے کہ ایوب علیہ السلام کا گناہ یہ تھا کہ اون سے ایک مسکین نے ظالم سے مقابلہ کرنے کی مدد چاہی اونہون نے نہیں دی امر بالمعروف نہین کیا اور نہ ظالم کو ظلم سے منع کیا اس وجہ سے اون کو اس بلا مین مبتلا کیا۔ اس جملہ مین عجیب اور لطیف امر یہ ہے کہ مطلوب کو ظاہر نہین کیا گویا اونہون نے ضمناً کہا کہ تو ہی مالک اس امر کا اہل ہے کہ ہم پر رحم کرے کیونکہ ہم واجب الرحم مین اور تو ارحم الراحمین ہے اور یہ کہنا ان کا از راہ شکوہ و شکایت کے نہین تھا۔ کیونکہ غیر خدا سے اپنی تکلیف کا ذکر کرنا شکوہ ہے اور اپنے مالک حقیقی کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر کرنا شکایت نہین ہے بلکہ ایک لذت سرگوشی کی ہو بندے کو اپنے مالک سے ملتی ہے

ضَر فتحہ کے ساتھ ضرر کے معنے مین ہے اور ضُر بالضم اوس کے معنے بیماری اور دبلے پنے کے ہے۔

شبہ | جبکہ شکایت کرنا صابرین کے شان سے نہین ہے پھر اونھون نے کس طرح شکایت کی۔

جواب شبہ | سفیان بن عینیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو شخص قضاء الٰہی سے راضی ہو کر اپنی مصیبت کی حالت خدا ہی کے جناب مین بیان کرے تو وہ جزع نہین کہلا سکتا جو صبر کا منافی ہو کیونکہ صبر مین کچھ اس امر کی شرط نہین ہے کہ وہ بلا کو شیرین سمجھے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی پریشانی کا حال جناب باری مین عرض کیا تھا اور کہا اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اب رہا یہ امر کہ خدائے تعالیٰ ارحم الراحمین اس کے ثبوت پر کئی دلیلین مین (پہلی دلیل یہ ہے) کہ جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے یا تو اوس رحم سے مقصود اوس کو دنیا مین اپنی تعریف ہوتی ہے یا آخرت مین ثواب کی امید ہوتی ہے۔ ان ہر دو صورتون مین راحم کا رحم اپنے ہی غرض کے لئے ہوتا ہے۔ لکن

Marfat.com

ذات باری تعالیٰ کا رحم ایسا رحم نہین وہ اپنے بندون پر رحم بلاغرض کرتا ہے اوسکا مقصود رحمت سے نہ ثنا ہے نہ ثواب غرضکہ رحمت ذات باری تعالیٰ اوس کی صفت کمالیہ ہے جو دوسرون مین ویسی نہین (دوسری دلیل یہ ہے) جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے وہ بھی رحم اللہ کے مدد ہی سے کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو کھانا کھلاتا ہے یا کپڑے پہناتا ہے یا اوس سے بلا کو دفع کرتا ہے یہ فعل بھی اوس کے عنایت اور مدد سے ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ طعام اور غذا اور روئی نہ پیدا کرتا تو کوئی ان چیزون سے کسی کی مدد نہ کرسکتا غرضکہ بندون کی رحمت کو اللہ کی رحمت سے وہی نسبت ہے جو قطرے کو دریا سے (تیسری دلیل یہ ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ بندون کے دلون مین اسباب رحم کو نہ پیدا کرے تو اوس رحم کا بندون سے صادر ہونا محال ہوجائے پس فی الحقیقت راحم وہی ہے کہ جس نے رحم کو اون کے دلون مین ڈالدیا ہے۔

شک اگر یہان پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے ارحم الراحمین کہتے ہو حالانکہ اوسی نے آفات اور بلیات اور امراض پیدا کئے ہین اور ایک کو دوسرے پر مسلط کیا ہے جس سے ہر ایک دوسرے کو مارتا توڑتا ذبح کرتا ہے حالانکہ اوس کو قدرت تھی کہ یہ سب امور نہ ہونے پائین۔

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ضار ہونا اوس کے نافع اور رحمت کے منافی نہین ہے بلکہ وہی ضار ہے وہی نافع ہے اور اوس کا ضرر دینا یا نفع پہونچانا ایسا نہین ہے جیسا کہ ہمارا ضرر دینا یا نفع پہونچانا کیونکہ ہمارا ضرر یا نفع یا تو دفع مشقت کے لئے ہوتا ہے یا جلب منفعت کے لئے بخلاف خدا کے کہ اوس کا ضرر یا نفع ان دونون اغراض سے جدا ہے بلکہ اوس کا نفع یا ضرر ہمارے ہی مصلحت ہی کے لئے ہی ہوسکتا ہے کہ ہم جسکو ضرر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین خیر ہو یا جس کو ہم خیر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین ضرر ہو بندون کو جو اوس وقت تکلیف پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ اوسوقت

Marfat.com

پریشان ہوتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے رگ زن کہ پہلے نشتر مارتا ہے اوسوقت تکلیف ہوتی ہے پھر اوسی زخم پر وہ مرہم رکھتا ہے جس سے وہ زخم چنگا ہو جاتا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ سے بھی اگر بندے کو تکلیف پہونچے تو ایسا ہی سمجھہ لے کہ نہ معلوم اس مین اوس کی کیا مصلحت ہے دوسرے مقام محبت مین جو کچھ محب کو محبوب سے پہونچتا ہے وہ محبوب ہی ہے اور خیر سے مملو ہے پھر وہ شہر کیا مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اسی واسطے اولیاء اللہ مصیبت کے وقت کچھ آہ و نالا نہین کرتے اور نہ جزع اور فزع کرتے ہین کیونکہ وہ سمجھے ہوئے ہین کہ اس بلا کے تحت مین کچھ نہ کچھ نعمت ملنے والی ہے ؎ ہر بلا کین قوم را چون داوہ اند * زیر آن گنج کرم بنہادہ اند۔ عرفی کہتا ہے۔ اے متاع درد در بازار جان انداختہ * گوہر ہر سود و رحیب زیان انداختہ۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(انبیاء ۶ ع) اے محمد تم اوس وقت کو یاد کرو کہ جب (یونس بن متی) مچھلی والا اپنی قوم سے غصہ ہوکر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ ہم اوس کو نہ پکڑ سکینگے پھر اندھیرون مین (گھیر اکر) کہا اوپہا کہ کوئی میرا مالک اور معبود (بچانے والا) سوائے تیرے نہین ہے۔ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے مین ہی گناہ گار و ظالم تھا ف اس دعا کا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو فلسطین مین رہتی تھی توحید کے طرف بلایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا کہ اگر تم اطاعت خداوندی نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ جب عذاب آیا تو اونہون نے توبہ کی عذاب اون سے اوٹھا لیا گیا ہلاک نہ ہوے یونس علیہ السلام اس خیال سے کہ مین اپنی قوم سے جھوٹا اور شرمندہ ہوا بحیرہ روم کیطرف چلے گئے وہان پہونچکر دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہورہے ہین یہ بھی سوار ہوگئے اون کے سوار ہوتے ہی کشتی کو اضطراب ہونے لگا کشتی والون نے کہا اس کشتی مین کوئی نافرمان بندہ ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے جس کی وجہ سے کشتی ہل رہی ہے۔ کیونکہ ہوا بھی تیز نہین ہے قرعہ ڈالنا چاہئے۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے

Marfat.com

نام سے نکلا آپ نے فرمایا مین ہی بندہ ہون جو اپنے مالک سے بہاگ کر آیا ہون آپ
دریا مین کود پڑے مچھلی آپ کو نگل گئی مچھلی کو ارشاد جناب باری ہوا خبردار یونس کے بال
تک کو بھی صدمہ نہ ہو رات کی اندھیری دریا کی اندھیری مچھلی کی پیٹ کی اندھیری ان سب
اندھیریون مین گھبرا کر بولے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
اللہ تعالے نے اون کی دعا کو قبول کر لیا مچھلی نے ایک میدان مین آپ کو اگل دیا حضرت
یونس علیہ السلام تنگ دہر مثل چوزے کے نکل آے اللہ تعالے نے اون کے کہانے
کے لئے کدو کا درخت پیدا کیا وہ اوس کے پہلون کو کہاتے جب درخت سوکھہ گیا تو غمگین
ہوے کہ اب کہانا کیسے ملے گا اللہ تعالے نے کہا کہ ہم نے تمکو مچھلی کے پیٹ مین آرام
اور حفاظت سے رکہا اب تمکو ہم بھوکا کیسے رکھینگے اب پھر تم اپنی قوم کے طرف جاؤ پھر
یہ اپنی قوم کے طرف جن کی تعداد ایک لاکہہ تھی گئے پھر اپنی قوم کو دعوت توحید کی طرف
بلایا اون کی قوم نے کہا ہم تمکو کیسا سچا جانین غرضکہ تین روز تک متواتر اپنی قوم کو ہدایت
کرتے رہے اونہون نے انکار کیا اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اون سے
کہدو اگر اب نہ مانوگے تو تم پر عذاب آئیگا حضرت یونس علیہ السلام نے اس حکم کو بھی
پہونچا دیا پھر اونہون نے انکار کیا عذاب کا جب وقت آن پہونچا تو یونس علیہ السلام کو
وہان پر نہ پایا دفع عذاب کے لئے یونس علیہ السلام کو ڈھونڈے نہین ملے وہان کے علما
سے رائے پوچھی اونہون نے کہا اون کو ڈھونڈو اگر وہ یہان ہین تو عذاب نہین آنیکا
نہین تو ضرور آئیگا جب ڈھونڈے تو نہین ملے۔ جب نا امید ہوئے تو شہر کے دروازونکو
بند کر دیا اور بکریون اور گایون کو نکال دیا مان اپنی لڑکی سے باپ اپنے بیٹے سے جدا
ہونے لگے جب صبح ہونے کو ہوئی اور عذاب کے آثار نمایان ہوئے اور عذاب کو
آسمان سے اترتے دیکھا۔ اپنے کپڑون کو پہاڑنے لگے حاملہ عورتون کے حمل دہشت
سے گر پڑے لڑکے چیخنے چلانے لگے۔ جانور پکارنے لگے اللہ تعالے نے عذاب کو

Marfat.com

ادٹھالیا پھر اونھون نے یونس علیہ السلام کیطرف اپنا قاصد بھیجا ایمان لائے اس قول سے اس امر کی تائید ملتی ہے کہ بعد مچھلی کے پیٹ سے نجات پانے کے یہ اپنی قوم کیطرف بھیجے گئے۔ یہان تک اس دعا کے متعلق بیان تھا اب ہم دعا کی تشریح کرتے ہین اس دعا مین تین خوبیان ہین پہلے حصہ مین تہلیل ہے دوسرے مین تسبیح آخر مین توبہ۔ قتادہ نے کہا یہ قول یونس علیہ السلام کا اپنے قصور کا اعتراف کرنا اور گناہ سے توبہ کرنا ہے اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے دنون رہے بعض کہتے ہین ۴۰ دن بعض کہتے ہین ۷ دن بعض کہتے ہین چار گھنٹے۔ غرضکہ لاالہ الا انت کلمہ توحید بھی ہے تہلیل بھی سبحانک کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو سب عیبون سے پاک ہے تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کرسکتی جملہ انی کنت من الظالمین۔ گناہ کا اعتراف ہے جملہ سبحانک مین تسبیح اور تنزیہ باری تعالی ہے ہر نقائص سے اونہین نقائص سے عجز بھی ایک نقص ہے چونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالی عذاب نہین کرے گا اللہ تعالی نے اون کے گمان کی تردید کی کہ تم جو ہم سے بھاگ کر چلے گئے اور تم یہ سمجھے تھے کہ ہم بچ جائینگے پھر اللہ تعالے نے تم کو کسطرح سے ڈبو دیا پھر بطن حوت سے نجات دی غرضکہ اس جملہ کی تقدیر یہ سبحانک ان یفعل ذلک جوراً ہے یعنے اے مالک تیری شان سے بعید ہے کہ تو کسی پر ظلم کرے یا کسی سے انتقام لے یا اس قید وحبس سے نجات دینے کے لئے تو عاجز نہین ہے۔ بلکہ جو کچھ تو نے کیا اپنی حکمت اور حقوق الوہیت کی راہ سے کیا اب رہا یہ قول انی کنت من الظالمین یعنے مین نے جو اپنے نفس پر ظلم کیا کہ اپنی قوم سے بلا تیرے اذن مانگے چلا گیا مین اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ مین ظالم تھا مین اپنے قصور سے تائب اور پشیمان ہون اب تو مجھکو اس مصیبت سے دور کردے اسمین دوسری توجیہ یہ بھی ہے کہ پہلے مین توصیف ہے یعنے اے مالک تو اپنی ربوبیت مین کامل ہے اور مین جو ہون ایک ضعیف البشر ہون اور اداے حقوق عبدیت مین قاصر ہون جس قدر تاو

Marfat.com

کہتے ہین کہ یہ قول یونس علیہ السلام کا اعتراف کرنا تھا اپنی تقصیر سے اور توبہ کرنا تھا اپنی خطا سے)

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (انبیا ع) اور زکریا نے اپنے پروردگار کو یہ کہکر پکارا کہ اے میرے مالک تو مجھکو اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے **ف** یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جب اونکو اولاد کی خواہش ایسے وقت مین ہوئی کہ اونکی بیوی کی عمر ۹۹ برس کی تھی اور اونکی عمر سو برس کی یعنے اے مالک تو خوب جانتا ہے کہ مین تن تنہا ہون میری میری اولاد نہین جو میرے بعد اس نبوت اور دین کے احکام کو پہونچاے اور سب کے مرنے کے بعد تو ہی زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تو مجھکو اولاد نہ دے تو اس دین کی حفاظت کیلئے تو ہی کافی ہے جب مین اس امر کو بخوبی جانتا ہون تو اپنے دین کو ضائع نہین کرے گا اور اپنے بندون مین سے اوسی کو تبلیغ رسالت کے لئے پسند کرے گا جو اس کا اہل ہو۔ اس لئے مین یہ دعا مانگ رہا ہون۔ اس دعا مین حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ نکتہ رکھا کہ اے رب مجھے تو بڑھاپا آگیا اور کوئی ایسا نہین کہ اس دینی خدمت مین میرا ساتھ دے اور اوس سے مجھکو انست ہو مین تنہا ہون اور بوڑھا بھی ہوگیا ہون کوئی نہ کوئی میرا جانشین ہونا چاہیے تاکہ یہ منصب رسالت کی خدمت انجام دے۔ غرضکہ یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی نہایت مخلصانہ اور عارفانہ تھی وہ جانتے تھے کہ اس سن مین اولاد کا ہونا ایک محال عادی ہے لکن خدا کی قدرت سے اوس کو بعید نہین سمجھے تھے خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ کے لانے مین دو نکتے ہین ایک نکتہ تو یہ رکھا کہ اگر تو مجھکو وارث نہ عطا فرمائے تو مجھے اسکا غم بھی نہین اور نہ اوسکی پروا کیونکہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔ دوسرا اس مین تعریف خداوندی کی کہ تو سب سے اچھا وارث ہے۔

قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

(انبیاء ع) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین یہ کہا کہ اے پروردگار تو ہمارا فیصلہ انصاف کے ساتھ کر اور ہمارا پروردگار جو بڑا ہی ہم پر مہربان ہے ہم اپنی حاجات مین اوسی سے مدد چاہتے ہین اور یہ جو تم کفر و تکذیب کر رہے ہو اس کے توڑنے مین وہی ہمارا معین ہے۔ ف۔ اللہ تعالے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو بہ سبیل حکایت بیان کیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو مانگتے ہین کہ اے مالک ہمارے اور ان جھٹلانے والون کے درمیان تو ہی حق کے ساتھ فیصلہ کر دے ابو عبیدہ کہتے ہین کہ یہان صفت کو قائم مقام موصوف کے کیا ہے تقدیر اس عبارت کی رب احکم بحکمک الحق ہے یعنے اے پروردگار تو حکم بھی کر تو ایسا حکم کر جو حق ہو امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر دو طرح سے کی ہے ایک تو یہ کہ حق سے مراد عذاب الٰہی ہے یعنے اے اللہ ہمارے اور مکذبین کے درمیان تو فیصلہ عذاب کا کر یعنے اون پر عذاب نازل فرما۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور اون کے درمیان ایسا فیصلہ کر کہ حق ظاہر ہو جائے یعنے ہمکو اون سے مقابلہ کرنے مین مدد دے چنانچہ جنگ بدر مین اللہ تعالی نے آپ کی مدد کی سب کفار مارے گئے ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون کی دو توجیہین ہین ایک تو یہ کہ مین توحید کا جو مدعی ہون حق ہے اور تم مشرک اور کفر کے مدعی ہو جو باطل ہے تو اللہ ہی سے اس امر مین مدد مانگتا ہون کہ شرک اور کفر جو باطل ہے مٹ جائے اور توحید کے طرف تم آجاؤ دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ طمع رکھتے تھے کہ شوکت اور غلبہ ہمکو ہوگا اللہ تعالے اون کے گمانون کو جھوٹا کر دکھایا اور اون کی سب امیدون کو ملیامیٹ کر دیا اللہ تعالے نے اپنے رسول کی مدد کی یعنے تم جو اپنی شوکت اور بلندی چاہتے ہو۔ یہ نہین ہوگا بلکہ اللہ ہماری ہی مدد کرے گا اور ہماری ہی شوکت قایم ہوگی اور اس مین تسلی بھی جناب سرور کائنات کو دی گئی یعنے مقصود تو اون کی اصلاح ہے اگر وہ اپنی اصلاح نہین چاہتے اور اپنے کفر ہی پر اصرار کرنا اونکو منظور ہے تو پھر تم اس امر سے کیون غمگین ہو اون سے قطع تعلق کر لو خود اللہ تعالے تمہارے اور اون کے درمیان تعجیل عذاب سے فیصلہ کرے گا یا اون کو مہلت دیگا

یا جہاد کا حکم نازل فرمائے گا کیونکہ گواس وقت عذاب مین تاخیر ہے لکن جو چیز ہونی والی ہے
وہ ضرور ہوکر رہے گی اور یہ جو حدیثون مین آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا
کو لڑائی مین پڑہتے تھے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
سکہلایا کہ اون کے جہاد کے بارے مین جلدی مت کرو ہم سے مدد مانگو کیونکہ ہم ہی تمہاری
مدد کرنے والے ہین۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (مومنون ۲ ع) (نوح) نے
کہا اے مالک جب میری قوم مجھے مجنون کہتی ہے اور میری تکذیب کرتی ہے تو تو ہی اس تکذیب
کا اون سے بدلہ لے) میری مدد کر قُلْ رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ فَلَا
تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (مومنون ۵ ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک اگر
ان ظالمون پر عذاب موعود نازل کرکے تو مجھے ضرور دکہانا چاہتا ہے تو مجھے بے انصافون
مین مت کر بیٹہنے اون کے عذاب سے مجھے الگ کرلے ف زجاج نے کہا کہ اس عبارت
کی تقدیر یون ہے ان انزلت بہم النقمۃ یارب فاجعلنی خارجاً منہم یہ دعا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو سکہلائی کہ تم اس طرح سے کہو کہ اے مالک اگر تو ان کافرون پر عذاب
نازل کرتا ہے تو مجھکو اوس عذاب مین شریک مت کر اب یہان پر شبہہ اس امر کا گزرتا ہے
کہ جب انبیا ظالمین کے ساتھ ہی نہین تو پھر یہ کہنا کہ اللہ ظالمین کے ساتھ نکر اس کے کیا معنی
ہون گے اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع
کی تعلیم دی گئی کہ تواضع کس طرح سے کرنا چاہئے اور کیسا اپنے نفس کو مارنا چاہئے پہلے
آپ نے اپنے کو اون مین شریک فرمایا کہ مین اونکی اصلاح کے لئے گو اون مین ہون لکن جب
وہ میری اصلاح کو نہین مانتے اور نہین سنتے اور تو اون پر عذاب نازل ہی کرنا چاہتا ہے
تو مجھے اون سے الگ کرلے اور اسمین اس امر کی تنبیہ بھی کی کہ کفر کی نحوست بھی ایک ایسی
نحوست ہے کہ جو نیک بھی ہین اون کو بھی کفر کی نحوست لگ جاتی ہے کیونکہ بندہ کی شان
یہ ہے کہ اپنے مالک سے وہ چیز بھی مانگے کہ جس کا علم بندے کو ہے کہ اگر ہم مانگین گے

Marfat.com

تو ہم کو دے گا اور اوس چیز سے بھی پناہ مانگے کہ جس کا اوس کو علم ہے کہ اوس کو نہین کریگا
کیونکہ اسمین اظہار عبودیت اور تواضع ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ کے وقت
کہا تھا کہ مین تمہارا حاکم ہون لکن مین تم سے بہتر نہین ہون باوجود اس امر کے جاننے کے
کہ وہ خلیفہ تھے اسی طرح مومن کی بھی شان ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنے کو
ذلیل وخوار سمجھے اور گو اوس کو شر پہنچنے کا علم ہو جب بھی اوس شر سے پناہ مانگتا رہے
وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ
رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ (مومنون ۶ ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک مین شیطانون
کے اُسکانے اور اون کے حاضر ہونے سے پناہ چاہتا ہون ف لغت مین ہمز کے
معنے ہاتھ سے کسی چیز کو دفع کرنے کے ہین اور بعضون نے کہا کہ ہمزہ وہ کلام کہ جو پیچھے
کسی کی برائی مین کہا جاوے اور لمز کہتے ہین اوسکو جو سامنے کہا جاوے یہان مراد ہمزات سے
وہ وساوس وخطرات شیطانی ہین جو دل پر گزرتے ہین لفظ ہمزات جمع کا صیغہ اس وجہ سے
بولا گیا کہ شیطان بار بار دہوکے دیتا ہے اور اوس کے وساوس اقسام اقسام سے مختلف
اور متعدد اوقات مین ہوتے ہین یا اس لئے کہ جب شیاطین متعدد ہین تو وساوس اور
خطرات بھی متعدد ہین غرضکہ اس آیت مین گو خطاب حضرت کے طرف ہے لکن
تعلیم اُمت کو دی گئی ہے کہ شیطان سے پناہ مانگین تو اسطرح سے مانگین یا ہمزات
شیاطین سے مراد انسان کے وہ غضبی جوش ہین جن سے انسان اپنے نفس پر آپ قابو
نہین پاتا جب اللہ تعالے نے شیاطین کے وسوسون سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تو ہر شیاطین
کے حاضر ہونے سے پناہ مانگنے کے لئے کہا کہ یا اللہ وہ نہ حاضر ہون نہ وسوسے ڈالین
استعاذے مین زیادہ اہتمام مقصود تھا اس لئے ندا کو دیعنے لفظ رب کو دوبارہ لایا گیا اور
اور عامل کو بھی یعنے لفظ اعوذ کی بھی تکرار اسی غرض سے کی گئی مطلب یہ ہے کہ اے مالک
مین پناہ چاہتا ہون اس امر سے کہ وہ کسی وقت اور کسی حالت مین موجود رہین یعنے وہ

Marfat.com

موجود ہی نہ رہین کیونکہ اگر موجود رہینگے تو خواہ مخواہ مجھے وسوسے مین ڈالینگے اور شر کیطرف آمادہ کرینگے اور نیک کامون سے پھیر دینگے حدیث شریف مین آیا ہے صحابہ کہتے ہین کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے گھبرا کر اوٹھ جانے کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ۔

امام حسن علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ لا الٰہ الا اللہ تین مرتبہ پڑھتے پھر آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ هَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ وَنَفْخِهٖ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہمز کیا ہے آپ نے فرمایا وہ جنون جو انسان کو شیطان اُکسانے سے لاحق ہوتا ہے پھر صحابہ نے یہ پوچھا نفث کیا ہے آپ نے فرمایا شعر ہے پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ نفخ کیا ہے آپ نے فرمایا غرور اور تکبر کرنا ۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ط (مومنون ع ۶) (یہ کفار اور مشرکین خدا کی جناب مین جو باتین کہین اللہ تعالے اون سب عیوب سے پاک ہے) جب ان مین سے کسی ایک کو موت آجائیگی تو اوس وقت آرزو کر کے کہے گا اے ہمارے مالک مجھکو آپ کی جناب مین یہ عرض کرتا ہے مجھے پھر (دنیا مین) لوٹا دیجئے تاکہ مین وہان جا کر پھر نیک کام کرون (اس کا جواب دیا جائیگا کہ یہ تو ہرگز نہ ہوگا (ایسے وقت مین) تو وہ ایسی بات کہے گا لیکن اب کہان سنی جاتی ہے

ف ارجعون جمع کا صیغہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کافر جب قبر مین رکھدیا جائیگا تو اپنا وہ مقام جو دوزخ مین ہے دیکھے گا اوس وقت کہے گا اے مالک پھر مجھے دنیا مین لوٹا دے تاکہ مین نیک کام کرون اوس کے جواب مین کہا جائیگا تم کو ہم نے دنیا مین مہلت بہت دی تھی اب کچھ نہین ہوتا پھر اوسکو قبر دبوچے گی زمین کے سب بچھو اور سانپ اوس کو ڈسنے کیلئے دوڑینگے اللھم احفظنا من عذاب القبر

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

(مومنون ع ۶) اللہ تعالیٰ دوزخیوں سے پوچھے گا کیا ہماری آیتیں تم کو پڑھکر سنائی نہیں جاتی تھیں پھر تم اون کو جھٹلاتے تھے (یعنے کہتے تھے کہ یہ اللہ کی آیتیں نہیں ہیں کبھی اوسمیں تاویل کرتے تھے) غرضکہ وہ کہینگے اے ہمارے مالک ہماری کمبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے (نفس کی خواہش اور دنیا کا مزا ہم پر غالب ہوگیا اور تیری راہ سے بہٹک گئے غرضکہ اپنے قصور کا اعتراف کرینگے اور یہ دعا کرینگے) اے ہمارے مالک ہمکو ایکبار دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کریں تو بے شک قصوروار ہیں (ایک مدت تک اس دعا کا جواب نہ ملیگا یعنی سات ہزار یا بارہ ہزار یا تین سو ساٹھ برس تک) پھر اللہ تعالےٰ فرماے گا (کتو) دور ہو اوسی میں پڑے رہو اور مجہہ سے بات مت کرو (یعنے دوزخ سے نکلنے کا نام مت لو پھر اوس کے بعد دوزخی کوئی بات نہ کریں گے چیخیں یوں ہاے واے کرتے رہینگے اور کتے کی طرح آواز نکالینگے اللھم احفظنا) دیکہو ہمارے بندوں میں سے کچھ لوگ (دنیامیں یوں) دعا کرتے تھے اے مالک ہمارے ہم تجہہ پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے **ف** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں چلے جاینگے تو ہزار برس تک یہ کہینگے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اونکو جواب دیا جائیگا حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ پھر ہزار برس تک یہ دعا مانگتے رہینگے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ پھر جواب دیا جاے گا

إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ جواب دیا جائیگا إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ پھر ہزار برس تک کہینگے رَبَّنَا
أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر جواب دیا جائیگا۔ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے
رَبِّ ارْجِعُونِ پھر ذات باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا۔ اِخْسَؤُا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ یعنے
اے کتو دور ہوجاؤ ہم سے بات مت کرو تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی کہ جب ہمارے
نیک بندے ہمکو پکارکر رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ کہتے
تو تم اون کے ساتھ مسخرگی کرتے اور اونکو اپنا مضحکہ ٹھیراتے لیتے آج کے دن ہم اون کو
اون کی صبر کی جزا دیتے ہین کہ وہی آج فائز المرام ہین اور تمکو جنت نہین دوزخ مین پڑے رہو
وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (مومنون ع)
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاے استغفار کی تعلیم
فرمائی تاکہ امت بھی آپ کی اس استغفار کی اقتدا کرے اور ارحم الراحمین کی وجہ
اوپر گذر چکی گو مغفرت مین بھی رحمت ہے لکن رحمت مین مضمون مغفرت سے زیادہ
ہے کیونکہ مغفرت چاہتی ہے گناہ معاف ہوجائین اور رحمت چاہتی ہے کہ علاوہ
مغفرت کے ایصال احسان بھی ہو۔
وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا
(فرقان س ع) اور پیغمبر (اوس وقت یعنے قیامت کے دن افسوس کرکے) کہے گا
اے مالک مین کیا کرون (مین تو قرآن کے احکام کو سنا دیا) لکن میری قوم اس
قرآن کو چھوڑ بیٹھی **ف** بعضون نے اس کا ترجمہ یون کیا ہے میری قوم نے اس قرآن کو
(معاذ اللہ) بیہودہ بکواس سمجھا اور لگے دوسری لغو و لاطائل کتابین پڑھنے اب تمام
اسلامی مدارس مین اور دیگر مدارس مین جہان انگریزی پڑھائی جاتی ہے سب جگہ یہی بلا
پھیلی ہوئی ہے کہ قرآن کا ترجمہ نہین پڑھایا جاتا شاذ ایسے مدارس ہین کہ کہین

Marfat.com

اس کا چرچا ہے وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے۔ حالانکہ بچون پر پہلے سب سے
فرض ہے کہ اونکو عقاید کی ضروری تعلیم دیجاے پھر قرآن کا ترجمہ پڑہایا جائے پھر
حدیث اور فقہ کی ضروری کتابین پڑہاکر کوئی دہندا کسب معاش کا سکہایا جائے
یہان بالکل اولٹا ہے پہلے روٹیون کی فکر کے لئے کچھ شُد بُد استعداد ہوئی انگریزی
پڑہادی نہ اونکو دینی تعلیم اچھی دیجاتی ہے اور نہ دنیوی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو
تعلیم یافتہ ہوکر نکلتے ہین نہ وہ دین کے کچھ کام کے ہوتے ہین اور نہ دنیا کے خسر الدنیا
والآخرہ اللھم انی اعوذ بک من علم لاینفع۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا (فرقان ۶ع) اور وہ یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے
مالک دوزخ کے عذاب کو ہم سے ٹالے کیونکہ دوزخ کا عذاب پوری طرح چمٹا ہے
یہ جہنم بھی کیسا برا ٹہکانا اور بُری رہنے کی جگہ ہے۔ ف اللہ تعالی اپنے بندون کی
فضیلت بیان کرتا ہے۔ کہ اون رحمن کے بندون کی فضیلت یہ ہے کہ علاوہ
راتون مین سجدہ اور قیام کرنے کے یہ بھی اون کی عادت ہے کہ وہ اس دعا سے اپنے
مالک کو یاد کرتے ہین غرام کہتے ہین اس طرح سے چمٹ جانے کو کہ پھر چھوٹتا نہ ہو اور
غرام اوس برائی کو بھی کہتے ہین جو ہمیشہ لگی رہے اور چہوٹے نہین اسی واسطے قرضخواہ
کو بھی غریم کہتے ہین کہ وہ مدیون کے ساتھ اپنے تقاضے کے لئے لگا رہتا ہے جملہ
ساءت مستقرا ومقاما پہلے جملہ کی تعلیل مین واقع ہوا ہے یعنے یہ عذاب چمٹا ہوا کیون
ہے کہ وہ جہنم کا عذاب ہے کہ جو دوزخیون کے رہنے کا برا ٹہکانا اور برا مقام ہے
اب مستقر اور مقام ان دونون کا عطف ایک دوسرے پر یا تو اس وجہ سے کیا گیا
ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہے یا دونون مین معنوی اختلاف ہے یعنی مستقر
وہ مقام جو چند روز کے لئے قرارگاہ ہو اور وہ عاصیون اور گناہگارون کیلئے ہے

اور مقام وہ ہے کہ جو دار الاقامت ہو چونکہ جہنم کافرون کا ہمیشہ کے لئے دار الاقامت ہی
اس لئے مقام کا لفظ کہا گیا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنے وہ جہنم ایک ایسا ہولناک
اور برا مقام ہے کہ اے اللہ تو ہی ہم کو اوس سے بچالے جملہ انہا سارت مستقرًا ومقامًا
ہوسکتا ہے کہ اون بندون کا مقولہ ہو جس کو اللہ تعالے نے بر سبیل حکایت بیان کیا ہو
چونکہ کافر کے لئے عذاب کا ہونا ضرور ہے اس لئے کمال مبالغہ کے لئے لفظ غرام
بغرض لزوم لایا گیا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (فرقان ع) اور وہ یہ کہتے ہین کہ اے مالک
تو ہمکو ایسی بیویان اور ایسی اولاد دے جو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ہون اور ہمکو
پرہیزگارون کا پیشوا بنا زمخشری نے کہا کہ من اسمین بیانیہ ہے یعنے ایسی بیویان یا ایسی
اولاد کہ جن سے دل کو سرور اور آنکھون کو نور ہو یا من ابتدائیہ ہے یعنے بیویون
اور اولاد سے ہم خوش ہون اور اون سے ہمکو راحت ملے ایک قراءت ذریہ بھی
آئی ہے غرضکہ یہ لفظ بھی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق واحد اور جمع دونون کے لئے ہے
صاحب مفصل کہتے ہین قرة عین سے کیا مراد ہے۔ اس مین تین قول ہین ایک قول
تو یہ ہے کہ آنکھون کی ٹھنڈک کے معنے انسوؤن کی ٹھنڈک کیونکہ ٹھنڈے آنسون
کا نکلنا دلیل ہے خوشی اور ہستی کی جیسا کہ گرم آنسوؤن کا نکلنا دلیل ہے غم اور رنج
کی دوسرا قول یہ ہے قرة عین سے نیند مراد ہے کیونکہ نیند ہمیشہ فارغ البال اور
غم اور رنج کے دور ہونے سے ہوتی ہے کیونکہ اگر اطمینان خاطر نہ ہو اور غم رہے تو
نیند نہین آتی یعنے ایسی اولاد دے کہ جس سے ہم آرام سے سوئین تیسرا قول
قرة عین سے رضامندی ہے یعنے ہمکو ایسی اولاد اور ایسی بیویان عطا فرما جن سے
ہم راضی رہین ابن عباس کہتے ہین کہ قرة العین سے مراد ہمکو ایسی بیوی اور اولاد
عنایت فرما کہ جو ہماری باتون کو سنے اور ہماری اطاعت کرے کیونکہ مومن آدمی

کے لیئے اس سے بہتر کوئی خوشی نہین کہ اوسکی بیوی اور اولاد اطاعت گزار ہو کہ جسکو دیکھکر دل کو خوشی اور آنکھین ٹھنڈی ہون۔ واجعلنا للمتقین اماما یعنے ہم کو امور خیر کا پیشوا اور مقتدا بنا تاکہ ہم علم اور توفیق عمل صالح سے مراسم دین کو قایم رکھین لفظ امام کہا اور مراد اوس سے ائمہ رکھا یا مراد اوس سے واحدہی ہے تو اوس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے لئے ایک ایسا پیشواے دین مقرر کر دے کہ ہم سب اوسی کے تابعدار ہین ہمارا حکم اور ہمارا راستہ اوس کی وجہ سے ایک رہے بعضون نے کہا کہ یہ کلام مقلوب ہے اصل اس کی واجعل للمتقین اماما ہے بعض لوگون نے کہا کہ یہ صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھ ہے یعنے ہمکو اور ہماری اولاد کو پیشوا قرار دے صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دینی ریاست ایک ایسی مرغوب شے ہے جسے ہر شخص کو طلب کرنا چاہیے۔ اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ بندہ کا فعل بھی اللہ تعالے کا فعل ہے بندہ اپنے فعل کا آپ خالق نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ دین کی امامت نہین ہوسکتی مگر ساتھ علم وعمل کے اور جب بندہ نے خدا سے اس امر کی دعا کی کہ تو ہمکو امام بنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا عمل اور علم تیری ہی توفیق اور مدد سے ہے ہمکو کچھ دخل نہین۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (شعراء ع)

اے میرے مالک مجھے حکومت عطا فرما اور نیکون کے ساتھ مجھے ملادے اور پچھلون مین میرا ذکر خیر جاری رکھہ اور نعمت جنت کا مجھے وارث گردان اور میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ گمراہون مین سے تھا۔ اور جسدن لوگون کا حشر ونشر ہوا اوسدن

مجہو رسوامت کر۔ ف۔ حکم سے کیا مراد ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔ بعضون نے کہا حکم سے مراد علم اور سمجھہ اور عمل مین کمال تاکہ اوسکی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ کہلائے اور خلق کا سردار ہو بعضون نے کہا حکم سے مراد نبوت اور رسالت ہے بعضون نے کہا حکم سے مراد اللہ تعالےٰ کے حدود اور احکام کے مطابق فیصلہ کرنا اس دعا سے پہلے کئی ثنائیہ جملے آئے ہین جن سے اس امر کے طرف آگاہ کیا گیا ہے کہ دعا سے پہلے ثنائے باری تعالیٰ کرنا چاہیئے۔

ضرورت ثنا و حقیقت دعا دعا کی حقیقت یہ ہے ارواح بشریہ کو تشابہ ملایکہ سے ہو جائے جسقدر اللہ تعالےٰ کی معرفت اور محبت اور ذکر مین زیادہ اشتغال ہوگا اوسی قدر اوس کو عالم روحانیات سے اور فرشتون سے مشابہت ہوتی جائیگی اور جس قدر انسان کا شغلہ لذایذ دنیوی کے طرف رہیگا اوسی قدر اوس کی مشابہت بہائم کیساتھ ہوتی جائیگی اور اوسی قدر اوس مین ضعف اور قوۃ تاثیر کی کمی بھی ہوتی جائیگی پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مین اپنے کو ذکر الٰہی مین مشغول کرون اور ماہیت دعا کا انکشاف ہو اوس کو پہلے چاہیئے کہ ذات باری تعالیٰ کے اوصاف اور اوس کی ثنا اور عظمت کا ذکر کثرت سے کرے تاکہ اوس ذکر کی وجہ سے استغراق اللہ کی محبت اور معرفت مین زیادتی ہو جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو ایک طرح کی مشابہت ملائکہ سے ہو جاتی ہے اوس مشابہت کی وجہ سے اس کو ایک قوۃ الٰہیہ منجانب اللہ ہوتی ہے اور وہی اوسکا قبلہ اور مطلوب دعا کا ہوتا ہے اور یہی مقام ہے کشف ماہیت دعا کا خلاصہ یہ کہ دعا سے پہلے ثنا واجبات دعا سے ہے اور اس مضمون سے جناب سرور کائنات کی اوس حدیث کا بھی مطلب حاصل ہو گیا جس مین آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے مجھہ سے مانگنے کے لئے روک دیا مین اوسکو دوسرے مانگنے والون سے زیادہ دونگا۔

Marfat.com

اس دعا مین کئی باتین ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگین۔ پہلے حکومت کا سوال کیا دوسرے نیکو کارون مین شامل ہونیکا امام فخر الدین رازی رحمۃ علیہ فرماتے ہین یہان حکم سے مراد نبوت نہین ہے کیونکہ نبوت تو اونکو حاصل تھی بلکہ مراد یہان پر حکم سے تکمیل قوۃ نظریہ ہے اور یہ جب ہوتا ہے کہ انسان حق امر کی تلاش کرے اور الحقنی بالصالحین سے مراد اونکی قوۃ عملیہ ہے اور یہ قوۃ کامل جب ہوتی ہے کہ انسان نیکیون پر حسب طریقہ سنت عامل ہو کیونکہ کمال انسان کا یہ ہے کہ حق کو پہچان کر اوس کے مطابق عمل کرے ورنہ محض معرفت کارگر نہین ہوتی جب تک عمل اوس پر نہو اسی وجہ سے پہلے حکمت نظریہ کو بیان کیا پھر حکمت عملیہ کو۔

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین اور آنے والے لوگون مین میرا ذکر خیر باقی رکھہ یعنے دنیا مین جو لوگ میرے بعد آئین وہ میری تعریف اور میرا ذکر نیکی سے کرین۔ یہان پر استعارہ کیا ہے لسان سے کلمہ کا یعنے زبان کا لفظ کہتے ہین اور اوس سے مراد کلمہ رکھتے ہین اس لئے کہ زبان سبب ہے کلمہ کے نکلنے کا خداوند تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کر لیا کیونکہ ہر ملت ابراہیم علیہ السلام کو معظم اور مکرم سمجھتی ہے۔ اور خاص کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز مین التحیات پڑھنے کے وقت اون پر درود اور سلام بھیجتی ہے۔ امام مکی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ مین میری امت مین ایسا شخص پیدا ہو جو حق پر قائم رہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے آپ اونکی نشانی ہین۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہین رب ہب لی الخ مین تین تاویلین ہین (۱) پہلی تاویل تو یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اس امر کو طلب کیا کہ جو دنیا اور آخرت دونون جگہ مین انسان کا کمال ذاتی ہے اور وہ علم ہے چنانچہ حکم سے مراد علم ہے پھر اللہ تعالی سے کمالات دنیا طلب کئے اور بعد اوس کے کمالات آخرت۔ کمالات دنیا کی دو قسمین ہین ایک داخلی دوسرے خارجی۔ داخلی کمالات کی پھر

Marfat.com

دو قسمین ہین ایک خلق ظاہری دوسرے خلق باطنی[1] وہ خلق ہے جو تعلق روح سے رکہتا ہے
اور خلق ظاہری وہ جو جسم سے تعلق رکہتا ہے چونکہ روح جسم سے افضل ہے اس لئے الحقنی
بالصالحین سے خلق باطنی کی تکمیل چاہی اب رہے کمالات خارجی تو وہ مال اور عزت ہی
چونکہ اس کو بھی ایک گونہ تعلق روح سے ہے اس وجہ سے کہ عزت نفس سے روح خوش
ہوتی ہے اس لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے بعد میرا ذکر خیر لوگون مین باقی رکہہ۔ اب
یہان پر سوال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا سے غرض کیا تہی کیا یہ مقصود تہا
کہ لوگ میری تعریف کرین اور مین سراہا جاؤن حالانکہ ایسا نہین اس اعتراض کے
دو جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے کہ جن ارواح کا اثر جسم پر پڑتا ہے اوس کی دو قسمین
ہین ایک تو وہ ارواح جن کا اثر قوی ہوتا ہے دوسرے وہ ارواح جن کا اثر اجسام مین
ضعیف ہوتا ہے لکن جب ایک انسان ایسا ہو جس نے حد درجہ مین کمال پیدا کیا ہو
اور اوس کی تعظیم اور تکریم لوگون کے دلون مین جاگزین ہو جائے تو یہ خود ذکر خیر کا باعث
اور موجب ہو حصول اثر کمالات کا دوسرون کے لئے اور ایسے شخص پر لوگون کا جمع ہونا
قوۃ پیدا کرتا ہے دوسرون کے لئے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی (دوسرا
جواب) اس کا یہ ہے کہ جو شخص اکتساب کمالات کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے۔ تو
اوس کی مدح اور شہرت باعث ہوتی ہے اکتساب کمال کی اس لئے اونہون نے کہا
کہ میرا ذکر لوگون مین جاری رکہہ۔ تاکہ لوگ بہت ساری باتون مین میری اقتدا کرین چنانچہ
یہ دعا بھی قبول ہوئی الحمد للہ سب مناسک حج مین آپ ہی کی اقتدا کی جاتی ہے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری باتون مین ملت ابراہیمی کی چال چلتے تہے بشرطیکہ
اوس کے خلاف وحی نہ نازل ہوئی ہو۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم۔ اے مالک تو ہم کو اون لوگون مین شامل کر جو جنت کے
نعمتون کے وارث ہین۔ جیسا کہ انسان کو میراث بلا مشقت اور تعب کے حاصل ہو جاتی ہے

[1] خلق باطنی

ویسا ہی ہمکو جنت کا وارث کر۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا حصول کچھ حسن عمل پر نہین ہے۔ بلکہ اوس کی فضل وعنایت پر ہے اور جنت کی اضافت جو نعیم کے طرف ہے یہ اضافت محل کی حال کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود کمال مبالغہ نعماء جنت کا بتلاتا ہے۔ جب پہلی آیت سے دنیا کی سعادت ابراہیم علیہ السلام مانگ چکے تو پھر آخرت کی سعادت مانگی اور لفظ میراث کا بغرض تشبیہ لایا گیا ہے جیسا کہ دنیا کی نعمت میراثاً ملجاتی ہے ایسا ہی آخرت کی نعمت بھی میراث مین دنیا کے مشابہ ہے۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ اور اے مالک میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ سیدھے راستہ سے بہکا ہوا تھا ف یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے اس وجہ سے مانگی کہ اون کے باپ نے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ جب بعد کو انکار کیا تو ابراہیم علیہ السلام الگ ہوگئے

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اور اے مالک مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجیو۔

ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام کیون ایسی دعا مانگتے

شبہ ایک شبہ یہان یہ ہوتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے مالک تو مجھے جنت کا وارث گردان تو پھر رسوائی نہ ہونے کا سوال بیکار تھا۔ دوسرے یہ کہ جب رسوائی اور عذاب کافرون کے لئے ہے تو معصوم انبیا کیون اس سے ڈرین

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکون کی نیکیان مقربین کے حق مین برائیان ہین اور سلوک کے مقامات مین ہر ایک ادنیٰ مقام دوسرے مقام اعلیٰ کے نسبت کرتے رسوائی ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مقامات سلوک کے طے کرنے مین یا تیری عبادت مین ہم سے کسی قسم کا قصور ہو جس مین ہماری رسوائی ہے سو ایسی رسوائی بھی ہم کو قیامت مین نہ دکھلا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ایسی حالت مین ملینگے کہ گرد وغبار آلودگی

Marfat.com

چہرے پر ہوگا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے پوچہینگے کیون مین نہ کہا تہاکہ تم میری نافرمانی نہ کرو اون کے باپ کہینگے آج کے دن سے مین نافرمانی نہین کرونگا پھر ابراہیم علیہ السلام جناب باری مین عرض کرینگے اے مالک میرے تونے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن رسوا نہ کرونگا اب اس سے بڑھکر کیا رسوائی ہے کہ باپ میرا مجھسے الگ ہے اللہ تعالے فرمائیگا مین نے تو جنت کافرون کے لئے حرام کردی ہے۔ پھر اللہ تعالے فرمائے گا اے ابراہیم تم اپنے پیرون کے نیچے دیکھو نیچے دیکہینگے تو ایک ترس ذبح کیا ہوا دکہائی دیگا پھر وہ آگ مین ڈال دیا جائیگا۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ (شعرا ۹ ع) اے اللہ میری قوم جو برے افعال (یعنے لواطت وغیرہ) کرتی ہے ان بدکامون سے مجھکو اور میرے اہل کو نجات دے یا اس بدکاری کی سزا مین جو اونکو عذاب ملنے والا ہے اوس سے مجھکو بچالے **ف** یہ دعا لوط علیہ السلام نے جب مانگی کہ جب اونکی قوم کو لواطت کی عادت ہوگئی تھی نعوذ باللہ من شر الشیطن اللہ تعالی نے پتھر کا عذاب برسایا سب قوم ہلاک ہوئی لوط علیہ السلام اور اون کے اہل رسوا ے لوط علیہ السلام کی بیوی کے سب بچ گئے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (شعرا ۱ ع) نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے مالک میری قوم نے مجھے جھٹلایا اب ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان حق فیصلہ کردے اور مجھکو اور میرے ساتھ جو دوسرے ایماندار لوگ ہین اون کو ڈوبنے سے نجات دے **ف** یہ دعا نوح علیہ السلام کی یہان مجمل ہے اس کی تفصیل سورہ نوح مین مفصل سے آیندہ اسکا بیان آتا ہے۔ یہان مختصر ہم بیان کرتے ہین کہ اونہون نے اس دعا مین یہ کہا اے مالک باوجودیکہ مین ساڑھے نوسو برس تک قوم کو توحید کے طرف بلایا لیکن وہ میری تکذیب پر اصرار ہی کرتی رہی اب

اب ہمارے اور اون کے درمیان حق فیصلہ کردے یعنے عذاب اور ہلاکت اون پر نازل کر اللہ تعالے نے (سواے نوح اور اون کے ساتھیون کے جو کشتی پر تھے باقی) سب کو ہلاک کر دیا

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (نمل ۳ ع) اے مالک مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کرون یا ہمکو اپنی شکران نعمت کا پابند کردے اور اس امر کی بھی توفیق دے کہ اس احسان کا بھی شکر بجالاؤن جو تونے ہمارے مان باپ پر کیا ہے اور اس بات کی بھی ہمکو توفیق دے کہ ہم وہ کام کرین جو تیری بارگاہ مین پسندیدہ ہو اور اپنی مہربانی سے ہمکو اپنے نیک بندون مین شامل کرلے **ف** جار اللہ زمخشری اس جملہ کی تقدیر کہتے ہین یہ ہے اجعلنی ازع شکر نعمتک عندی واکفہ وارتبطہ لاینقلب عنی لاانفک شاکرا لک یعنے مجھے ایسا کردے کہ مین شکر پر لگا رہون اور وہ شکر مجھسے کبھی جدا نہو واحدی کہتے ہین کہ اوزعنی کے معنے الہمنی کے ہین یعنے ہم کو شکر کا الہام کر اور وزع کے معنے ولع کے بھی ہین یعنے ہم کو شکر کا مفتون کردے قرطبی نے کہا کہ اوزعنی کی اصل وزع ہے جس کے معنے منع کے ہین اس صورت مین معنے ہونگے کفنی عما یسخطک یعنے اے اللہ مجھے ایسی باتون سے روک دے جو تیرے غضب کا موجب ہو زجاج نے کہا اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ مجھے روک دے کفران نعمت سے یعنے کفر کو چھوڑکر مین شکر کرون یہان ملزوم کو چھوڑکر لازم کی تفسیر کی گئی ہے نعمت سے مراد نبوت اور سلطنت اور علم ہے علی والدی یعنے اے اللہ جیسا کہ مین اوس نعمت کا شکر ادا کرون جو تونے مجھے عطا فرمائی ہے ویسا ہی مین اوس نعمت کا شکر بجالاؤن جو تونے میری والدین کو دی ہے والدین کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ والدین پر جو نعمت ہے وہ اولاد پر بھی ہے اور خاصکر جبکہ وہ نعمت دینی ہو۔

جب سلیمان علیہ السلام نے سوابق نعمت کا ذکر کیا تو اب لواحق نعمت کو بیان کیا اور

Marfat.com

خاصکر وہ جبکہ نعمت دی ہو۔ اسی وجہ سے کہا ان اعمل صالحاً یعنے اے اللہ تو توفیق دے
کہ اپنے بقیہ عمر مین ایسا عمل کرون کہ جس سے تو راضی ہو جاے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ
انبیا کا درجہ تو صالحین سے بڑھکر ہے پھر انبیا کا یہ کہنا کہ اے مالک تو مجھے نیکو کارون مین
داخل کر گویا مرتبہ تحت کو مانگنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہان صالحین سے مراد صالح کامل ہی
اور صالح کامل اوس کو کہتے ہین کہ جو اللہ تعالے کی کسی حالت مین نافرمانی نہ کرے اور نہ کسی
قسم کا گناہ کرے اور یہ سب سے بلند درجہ ہے جب یہ بیان کر چکے تو پھر اس امر کی خواہش کی
کہ مجھے تجھ ہی عمل صالح کا یعنے جنت مین مجھے نیکو کارون کے زمرے مین شامل کر یہان پر فی معنی مین
مع کے ہے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت جو پرہیزگارون کا گھر ہے وہ محض خدا
کی مہربانی سے ملے گا نہ عمل سے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَدِّدُوْا
وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اِنَّہٗ لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ بِعَمَلِہٖ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ یعنی اوسکے راستے مین مضبوط رہو اور اللہ کا تقرب
ڈھونڈو اور اس بات کو بخوبی جان رکھو کہ جنت مین کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے نہ جائیگا
صحابہ نے کہا کیا آپ بھی آپ نے فرمایا ہان مین بھی جب ہی جنت مین جاؤن گا جبکہ اللہ
مجھے اپنی رحمت سے داخل کرے سبحان اللہ کیا ارشاد مبارک ہے اور کیا دعا ہے جو
سلیمان علیہ السلام نے مانگی اللہم انی ادعوک بما دعاک نبیک سلیمان علیہ السلام ان تقبل
منی سلسلہ علوم القران وتفضل علی بالایقان وان کنت مقصراً ان اوضح معانی الفرقان کما ینبغی
ولکن فضلک اوسع ومواہبک اجزل وہو سبب الفوز ورحمتک ارجی عندی من عملی یا رب العالمین
یا ارحم الراحمین۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ (نمل ع ۳) بلقیس شاہزادی سبا نے کہا اے مالک مین نے اپنے
نفس پر ظلم کیا اور مین نے سلیمان کے ساتھ پروردگار عالم کی اطاعت قبول کر لی۔

Marfat.com

ف جب بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے پاس لایا گیا اور سلیمان علیہ السلام نے دربار شیش محل مین حاضر ہونے کا حکم دیا تو فرش بلورین کو پانی کا حوض جھکر اپنے پائنچے چڑھا لیے لوگون نے کہا یہ فرش بلورین ہے یون ہی آئے اس پر بہت شرمندہ ہوکر یہ دعا مانگی یعنے مین نے جو یہ گمان کیا کہ پانی ہے اور اس مین مجھکو ڈوبانے کی غرض سے بلایا گیا ہے یہ میرا گمان غلط ہے اس بدگمانی سے مین معافی چاہتی ہون یا یہ کہ پہلے جو آفتاب کی مین نے پرستش کی اوس سے مین نے توبہ کی اور مین نے سلیمان کے موافق توحید کو اختیار کیا اور اپنے مالک رب العالمین کی پوری فرمان بردار ہوگئی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ (قصص ۲ ع) اس دعا کا قصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر چلے جارہے تھے دیکھا تو دو آدمی لڑ رہے ہین ایک اسرائیلی ہے دوسرا فرعونی اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد چاہی کہ قبطی ناحق ناروا مجھے مارے ڈالتا ہے موسیٰ نے قبطی کو ایک مکہ مارا اوس کا کام تمام ہوگیا۔ موسیٰ نے کہا لو یہ شیطانی حرکت مجھہ سے سرزد ہوگئی پھر یہ دعا مانگی اے مالک مین نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے اور کہا اے مالک اگر تو مجھہ پر احسان کرے کہ اس قصور کو (جو مجھہ سے اس وقت ہوگیا ہے) معاف کردے تو آیندہ سے مین کبھی مجرمون کی مدد نہین کرون گا ف جب انبیا علیہ السلام معصوم ہین تو ان سے یہ قصور کیسا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل موسیٰ علیہ السلام سے اوس وقت ہوا جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے کیونکہ نبوت اونکو اس واقعہ کے بعد ملی ہے۔ بعضون نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اونہون نے مغفرت اس وجہ سے مانگی کہ جو بات بہتر تھی اوس کو چھوڑ دیا یعنے ترک اولیٰ کی وجہ سے معافی چاہی کیونکہ اولیٰ یہی تھا کہ اس ظالم کو سمجھاتے۔ یا مراد اس سے یہ ہے کہ بعض خلاف

اپنے نفس پر ظلم کیا کہ جو اوس کافر کو مارا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہو جائیگا تو مجھے وہ قتل کریگا تو گویا مین نے اپنا آپ خون کیا بعضون نے کہا کہ اغفرلی اپنے حقیقی معنے پر ہے یعنے اے اللہ اس واقعہ کو مستور اور پوشیدہ رکھہ تاکہ فرعون کو خبر نہ ہو لکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ اس فعل سے نادم رہے۔ بعضون نے کہا یہ فعل اون کا مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے کا تھا کیونکہ اوس وقت اونکی عمر ۱۲ برس کی تھی اسمین توکسی کا شک نہین ہے کہ تمام انبیا کبایر سے معصوم ہین اب رہا قتل تو ہوسکتا ہے کہ یہ فعل اون سے عمداً صادر نہ ہوا ہو اور جب عمداً نہ ہوا تو کبیرہ بھی نہین کیونکہ مکہ مارنے سے آدمی مرتا نہین۔ بعضون نے کہا کہ یہ فعل اون کا گناہ ہی نہین تھا کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو سزا دینا سب ادیان اور شرائع مین ہے۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِی مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (قصص ۲ ع) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ مجھے (فرعون کی) قوم سے جو ظالم ہے نجات دے اور اون کی بلا ہم سے دفع کردے اور تو ہم کو اپنی حفاظت مین لے لے تاکہ فرعون کے لوگ جو مجھہ کو پکڑنے کے لئے نکلے ہین وہ ہم سے نہ ملنے پائین ف جب موسیٰ علیہ السلام قبطی کو مارنے کے بعد فرعون سے ملک مصر سے مدین کو بھاگے تو اوس وقت یہ دعا مانگی

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (قصص ۳ ع)

(قصہ) جب موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے مدین کا راستہ لیا تو راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ شہر مدین کے کوئین پر لوگون کی ایک بھیڑ جانورون کو پانی پلا رہی ہے اور وہان دو عورتین الگ اپنی بکریون کو روکی کھڑی ہین موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنی بکریون کو پانی کیون نہین پلاتے وہ کہنے لگین ہم تو اوس وقت تک پانی نہ پلا ئینگے جب تک بھیڑ نہ چھٹ جائے ہمارا باپ بوڑہا ہی اوس مین طاقت نہین کہ بکریون کے ساتھہ آئے اس لئے ہم خود اپنی بکریان لے آئین ہین موسیٰ علیہ السلام بکریون کو پانی پلا کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ جب بھوک

کی شدت ہوئی پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا تو بالکل صبر نہو سکا تو یہ دعا مانگی وہ بھی سبحان اللہ کس ادب ولحاظ سے اے میرے مالک اس وقت جو کچھ نعمت تو مجھہ پر اتارے مین اوس کا محتاج ہون ف اخفش کہتا ہے کہ یہان لام بمعنی الی ہے جیسا کہ فقیر لہ کہہ سکتے ہین ویسا فقیر الیہ بھی کہہ سکتے ہین ابن عباس نے کہا اگرچہ موسی علیہ السلام تمام مخلوقات مین مکرم تھے لکن جب بھوک سے اون کا پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا اور ایک کہجور تک اون کو نہین ملا بہوک سے اون کی پیٹ کے گہانس کی سبزی کہائی دینے لگی تب اوس وقت یہ دعا مانگی ایک روٹی کا ٹکڑا ہی ملجائے تاکہ شدت بھوک سے نجات ملے اور اس دعا کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مین گو فرعون کے پاس بہت عیش و آرام سے ہون لکن ظالمون کے پنجے سے نجات ملنا اور ایسی دنیا جس مین ظلم ہو نکل جانا ہی بہتر ہے جار اللہ زمخشری کہتے ہین لما مین اسی شئے کے معنے ہین یعنے جو کچھ ہو خواہ تہوڑا ہو یا بہت مین اس وقت محتاج ہون یہان فقر کا تعدیہ الی کے ساتھہ نہ کرکے لام کیساتھہ اس وجہ سے کیا گیا کہ اسمین تضمین رکھی معنے سوال کی ای انی سائل وطالب لما انزلت الیّ من خیر یعنے اے اللہ مین سائل اور طالب ہون تیری جناب مین خیر کا۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (عنکبوت ع ۳) جب لوط علیہ السلام اپنی قوم کو افعال شنیعہ سے روکتے رہے تو جب اونہون نے نہ مانا تو عذاب سے ڈرایا پھر بھی نہ مانا تو قوم لوط نے کہا اچھا اے لوط اگر تم عذاب خداوندی سے ڈراتے ہو تو اوس عذاب کو لے آؤ تب اپنی قوم سے ناامید ہوے اور یہ دعا مانگی یعنے اے اللہ تو اون پر عذاب نازل کرکے میری اون پر مدد کر مین نے جو اون سے کہدیا ہے کہ عذاب نازل ہونے والا ہے اوس کو کرکے دکہادے اور مفسدین اس وجہ سے کہا کہ یہ علاوہ لواطت کے لوگون کو گناہون کے کامون پر اور بدکاری کے کامون پر آمادہ کرتے تھے یا اس وجہ سے اون کو مفسدین کہا کہ پہلے پہلے اس فعل بد (لواطت) کا طریقہ اونہون ہی نے ڈالا تھا دوسرے لوگ

Marfat.com

بھی اون کا دیکھا دیکھی کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص کسی برے امر منکر کو ایجاد کرتا ہے اور لوگون کو سیدے راستہ سے روکتا ہے اُس کو ہمکو دونا اور دونا عذاب دینگے اس وجہ سے کہ وہ زمین مین فساد کرتے تھے اگر غور سے دیکھا جاوے تو فی الحقیقت فعل لواطت افساد ہے اسوجہ کہ خلاف فطرہ یعنے کہیتی جہان پر ہوتی ہے وہان تخم نہ ڈال کر دوسری جگہ ڈالنا تخم کو غارت کرنا ہے اور یہی افساد ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ (فاطر ۴ ع) دوزخی دوزخ مین چلا کر یہ دعا مانگے گے اے مالک ہمارے ہمکو یہان سے نکال لے (یعنے ہمکو پھر دوبارہ دنیا مین بھیجدے اب کے بار اچھے کام کرینگے جیسے پہلے برے کام کرتے تھے ویسے نہین کرینگے (پروردگار اونکو جواب دیگا) کیا ہم نے دنیا مین تم کو اتنی عمر نہین دی تھی۔ اگر کسی کو سوچنا منظور ہوتا تو سوچتا اور اس کے علاوہ تمہارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر بھی) پہونچا جب بھی تم نے نہ مانا) اب (سزا تم کو بھی دیجاتی ہے) کہ اپنی نافرمانی کا بدلہ چکھتے رہو نافرمانو نکا کوئی مددگار نہین ف یعنے دوزخی دوزخ مین چلا چلا کر یہ کہین گے کہ پروردگار ہم کو جہنم سے نکال دے ہم وعدہ کرتے ہین کہ شرک اور گناہ کے کام نہین کرینگے بلکہ ایمان لاکر توحید اور اطاعت کو اختیار کرینگے جواب دیا جائیگا کہ کیا ہم نے تم کو دنیا مین ۶۰ یا ۷۰ برس کی عمر نہین دی تھی یہ تو بہت مہلت تھی ۔ اولم نعمرکم کا استفہام توبیخی ہے یا تقریبی یعنے تم کو اس امر کی ملامت کی جاتی ہو کہ باوجود اس قدر مہلت دینے کے تم ہم سے غافل رہے پھر عمر کے علاوہ اپنی حجت بھی ہم نے قایم کی یعنے پیغمبرون کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا جب تم نصیحت پذیر نہ ہوئے تو اب کیا ہوتا ہے اپنے کرتوتون کی سزا چکھو۔ بھلا کہین بے انصافون کا بھی کوئی مددگار ہوتا ہے۔

Marfat.com

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (صافات ب ع) اے پروردگار مجھے کوئی نیک بیٹا عنایت فرما۔ ف جب ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس مین تشریف لائے تو اونہون نے یہ دعا مانگی اے مالک تو مجھے اب نیک بیٹا عطا فرما جو تیری اطاعت مین میری مدد کرے اور غربت مین میرا مونس اور غمخوار رہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور یہ کافر ٹھٹے سے یہ کہتے ہین مالک ہمارے جو کچھ حصہ عذاب یا ثواب قبل حساب کے دن کے ہو ہم کو جلدی سے (یہین دنیا مین) دے ڈال اے پیغمبر ان کے باتون پر صبر کئے رہو۔ ف جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے ڈرایا تو کفار مسخرگی سے دعا مانگے اگر ہمارے حصہ مین جنت ہو یا دوزخ وہ ہم کو یہین قبل قیامت کے کیون نہین دیتا۔ یہین ہمکو مل جاوے اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا یہ جو کہہ رہے ہین ان کو کہنے دو اور صبر کرو ہم سمجھ لینگے فرا کہتا ہی کر قیامت کے معنے نصیب اور حصے کے ہین۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص ۲ ع) سلیمان علیہ السلام نے کہا اے میرے مالک مجھکو بخشدے اور مجھکو ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو بیشک تو بڑا دینے والا ہے ف اگرچہ انبیا علیہم السلام کا طلب مغفرت کرنا اور اپنے گناہون کی ہر وقت معافی چاہنا از راہ تذلیل نفس و بغرض اظہار ذلت وخشوع ہوتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے چھوٹے سے قصور کو بڑا قصور سمجھکر مغفرت مانگی جاتی ہے چنانچہ سلیمن علیہ السلام نے اسی بنا پر اپنے قصور کی معافی چاہی ہوا یہ سلیمن علیہ السلام کی ستر بیویان تھین ایک دن یون کہہ بیٹھے اگر مین آج شب کو سب بیویون کے پاس جاؤن گا تو (۷۰) لڑکے پیدا ہونگے اور وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرینگے

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول گئے کسی بیوی کو حمل نہ رہا۔ ایک بیوی کو ہوا بھی تو کچا بچہ
وہ کرسی پر لاکر ڈالا گیا۔ غرض کہ اسی بھول پر ایسی مغفرت چاہی بعض کہتے ہین کہ اونہون
نے ایک عورت جبراوہ نامی سے عقد کیا تھا اوس کو بہت چاہتے تھے وہ فریق جھگڑا
اپنا حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لیکر آئے اوس مین سے ایک فریق بیوی
کے طرف کا تھا۔ اپنے بیوی کے طرف داروں کے طرف فیصلہ کرنا چاہا اس پر عتاب
ہوا۔ پھر فیصلہ اون کے درمیان حق کے ساتھ کیا۔ امام واحدی کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین
کا یہ قول ہے کہ سلیمٰن علیہ السلام نے ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی وہ اپنے گھر
مین بت رکھکر پوجتی تی سلیمٰن علیہ السلام کو اس امر کی خبر نہ ہوئی اس غفلت کی وجہ سے
اللہ تعالےٰ نے اون کی سلطنت ۴۰ دن تک چھین لی اور صخر جنی نے سلطنت کی
کعب احبار کہتے ہیں کہ آفتاب ڈہل چکا تھا اصیل گھوڑے دیکھنے مین ایسے مشغول
ہوئے کہ شام ہوگئی عصر کی نماز جاتی رہی اس پر افسوس کیا اور کہا مین مال کی محبت
مین اپنے پروردگار کی یاد سے غافل رہا غصے مین آنکر سب گھوڑون کے پیر اور
گردنین کاٹ دین یہ جو ظلم گھوڑون پر ہوا اوس کی مغفرت چاہی۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ
نے سلیمٰن علیہ السلام کو ایسی سلطنت دی کہ کسی کو نہ ملی۔ ہوا اور جن اور پری اور انسان
سب آپ کے مسخر تھے۔ صحیح حدیث مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
شریر جن رات کو میری نماز توڑنے کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اوس پر غالب کر دیا
جی مین آیا کہ مین اوس کو مسجد کے ایک ستون سے باندہ دون لکن مین نے اپنے بھائی
سلیمٰن علیہ السلام کی دعا کا خیال کیا کہ اونہون نے یہ دعا کی تھی کہ مجھکو ایسی بادشاہت دے
جو کسی کو نہ ملی ہو اس لئے مین نے اوس کو چھوڑ دیا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ (ص ع ۴)

دوزخی دوزخ مین یہ دعا کرینگے اے ہمارے مالک جس شخص نے ہم سے پہلے اس کام کو

کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کو یہ عذاب سہنا پڑا اوس کو دوزخ مین دونا عذاب کر ف ایک عذاب تو گمراہی کا دوسرا عذاب گمراہ کرنے کا۔

قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (ص ع ۵) ابلیس نے کہا ای مالک ہمکو اوس دن تک مہلت دے جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھائے جائینگے۔ ف اللہ تعالی نے بھی اپنے بندون کی اطاعت کا امتحان لینے کی غرض سے اوس کو صور کے پھونکے جانے تک مہلت دیدی تاکہ دیکھے کون خدا کی اطاعت کرتا ہے اور کون شیطان کی۔ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ (زمر ع ۵)

اے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور چھپے اور کھلے باتون کو جاننے والے جس امر مین تیرے بندے جھگڑے کر رہے ہین تو ہی اون کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اوس وقت مانگی جب کہ مشرکین کا ظلم وستم انتہا درجہ کو پہنچ گیا تھا فاطر السموات والارض کو نصب ندا کی راہ سی ہے انت تحکم الخ سے مراد اے اللہ تیرے بندے جس امر مین اختلاف کر رہے ہین تو ہی ان کے بارے مین حق فیصلہ کر ہم کو فیصلہ کرنے کا کچھ اختیار نہین ہے یعنے جو بندے ہدایت اور گمراہی مین اختلاف کر رہے ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے کو حق کہتا ہے اور جو فرقہ حق پر ہے اوس کو باطل سمجھتا ہے تو ہی ان کے بارے مین فیصلہ کرنے والا ہے دوسرے طور پر اس آیت کی توضیح یہ ہے کہ اے اللہ جس نے اپنے عمل اچھے کئے ہین اوس کو ثواب دینے والا اور جس نے عمل برے کئے ہین اون کو عذاب دینوالا تو ہی ہے کیونکہ اُس وقت ظاہر ہو جائیگا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر یعنے ہم ان کفار کو شرک اور کفر کو چھوڑ کر توحید اور اسلام کی طرف بلا رہے ہین اللہ یہ کفار

اشقیا ہے ازلی اپنی کفر اور شرک کو حق سمجھکر اسی پر اڑے پڑے ہین تو ہی ان پر عذاب
یا ذلت اتار کر فیصلہ کر۔ ابن مسیب کہتے ہین کہ یہی ایک آیت ہے کہ جو اس آیت کو
پڑھکر دعا مانگی اللہ تعالےٰ فوراً اوس کی دعا قبول کرتا ہے ربیع بن خثیم بہت کم سخن
تھے جب اونکو قتل امام حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی تو لوگون نے کہا کہ اس حادثہ کے
وقت ضروریات کرینگے پھر اونہون نے ایک آہ کی اور یہ آیت پڑہی امام بیہقی رحمۃ اللہ
نے کتاب الاسماء والصفات مین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب
جناب سرور کائنات رات کو تہجد کی نماز کے لئے کہڑے ہوتے تو نماز کو اس دعا سے
شروع کرتے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ
اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
اس دعا مین کئی خوبیان ہین پہلی خوبی اس دعا مین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت
تامہ کو بیان کیا ہے اور قدرت تامہ اوس کی یہی آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے دوسری خوبی
جو جملہ عالم الغیب والشہادہ مین ہے وہ یہ ہے کہ اسمین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ
اوس کا علم کامل ہے کوئی پوشیدہ اور ظاہر امر اوس سے مخفی نہین قدرت کے ذکر کو علم پر
اس واسطے مقدم کیا کہ علم قدرت مطلق علم پر مقدم ہے کیونکہ جس شخص کو کہ اس امر کا
علم ہوگا کہ مین اس کام پر قادر ہون تو اوس کو اس امر کا بھی علم ہوگا جو کچہ اوس مقدورات
کے تحت مین ہین اوس کو بھی مین جانتا ہون غرضکہ علم قدرت اشیاء کو تقدم ہے علم
اشیاء پر جب اس کا ذکر ہو چکا تو اصل دعا بیان کیا گیا۔ آیت انت تحکم سے مراد
یہ ہے کہ مین جو توحید کا وعظ کرتا ہون اوس سے ان کو نفرت ہوتی ہے اور شرک
کے باتون کے سننے سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کا یہ فعل عقلاً اور نقلاً خلاف ہے
باوجود اس حماقت کے یہ وہی بد اعتقادی اور مذہب باطل سے الگ نہین ہوتے

Marfat.com

اور اسی پر اڑے ہوئے ہیں ان کے سوء اعتقادی کے زائل کرنے اور ان کے
مذہب باطل کے مٹنے پر توہی قادر ہے اور توہی فیصلہ کنندہ ہے۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَ
يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا
فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

(مومن ع ۱) عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اور وہ فرشتے جو عرش کے گرد ہین وہ سب اپنے مالک کی تسبیح اور تحمید کرتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور ایمان والون کے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہین۔ یہ کہتے ہین اے ہمارے مالک تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ جو لوگ توبہ کرتے ہین اور تیرے بتائے ہوئے راستے (یعنے سچے دین پر) چلتے ہین اون کو توبخشدے اور دوزخ کے عذاب سے اونکو بچالے اے ہمارے مالک ایسا کر کہ اون کو اور اون کے ماں باپ دادون اور بی بیان اور اون کی اولاد مین سے جو نیک ہون اون کو ہمیشہ رہنے کے باغون مین لیجا (جن رکھ دینے) کا تونے وعدہ کرلیا ہے بے شک توہی زبردست حکمت والا ہے اور قیامت کے دن اون تمام برائیون اور تکلیفون سے بچالے اور جس کو تونے اس دن برائیون سے بچا لیا اوس پر تونے بڑا رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے ف یہ دعا ان فرشتون کی ہے جو حاملین عرش رب العالمین ہین اللہ تعالےٰ اون فرشتون کی دعا کو بسبیل حکایت بیان کرتا ہے اور وہ مومنین کے لئے اس طرح سے دعا مانگتے ہین اس دعا مین یہ مبالغہ

Marfat.com

کیا گیا ہے کہ پہلے ذات باری تعالیٰ کی تعریف کی گئی یعنے اے مالک تیری شان رحمت اور تیرا وسعت علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگرچہ علم کو تقدم ذاتی ہے رحمت پر لکن چونکہ موقعہ استغفار کا تھا اور مقصود بالذات مغفرت تھی اس لئے رحمت کو پہلے بیان کیا اور علم کو بعد للذین تابو سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ اور شرک سے توبہ کی ہے یعنے اگرچہ اون پر گناہ کا وبال پڑے گا لکن پھر بھی اونکو وجہ تائب ہونے کے اور تیری راہ یعنے اسلام پر چلنے کی وجہ سے اونکو بخشدے واتبعوا سبیلک اس لئے لایا گیا کہ اونہون نے صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ تیرے راستہ پر چلے دوسری درخواست یہ کی کہ تو اون کو عذاب جحیم سے بچالے یعنے اون کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھہ یعنے تو اون کو دوزخ کے عذاب سے اس طرح بچا کہ اون کو توفیق دے کہ وہ شریعت پر قایم رہین تاکہ تیری نعمت اون پر پوری ہو کیونکہ تو نے وعدہ کیا ہے جو عمل حسنہ کرلے گا اوس کو دوسرا اجر دیا جاوے گا ربنا وادخلہم مین اس امر کا عطف وقہم پر ہے اور جملہ ندائیہ جو ربنا لایا گیا ہے وہ بغرض مبالغہ وتکرار ذکر باری تعالےٰ لایا گیا ہے۔ اور التی وعدتہم یہ صفت جنات کی ہے یعنے وہ جنات ایسے ہین جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ صلاحیت سے مراد ایمان اور عمل علی الشریعتہ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا ہوتا ہے وہی دخول جنت کے قابل ہوتا ہے۔ اب اسمین اختلاف ہے کہ ومن صلح کا عطف کس پر ہے بعض کہتے ہین کہ وعدتہم مین ہم جو ضمیر ہے اوس پر ہے ای وعدت من صلح اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ جو اونکی مان باپ اور ذریات مین صالح ہین اونکو بھی داخل کر لکن اولیٰ یہ ہے کہ ومن صلح کا عطف ادخلہم پر ہو کیونکہ اس صورت مین صراحتاً انکا ہوگی یعنے جیسا کہ تو نے اون کو داخل کیا ویسا ہی اون کے مان باپ کو بھی داخل کر اور دوسری صورت مین اون کا داخل ہونا ضمناً ہوگا یعنے مشروط ہوگا اونہین کیساتھہ جن کے ساتھہ وعدہ ہوا خلاصہ یہ کہ اے مالک تو اونکی خوشی کو پورا کر یعنے جیسا کہ اون کو جنت مین داخل کیا ہے ایسا ہی اون کے

Marfat.com

صالحین ماں باپ کو بھی جنت مین داخل کر انک انت العزیز الحکیم یعنے تو غالب اور کثیر الحکمت ہے وقہم السیات مین وقایت کر معنے حفاظت کے ہین ای احفظہم عن العقوبات وجزاء السیات یہان مضاف مقدر اور محذوف ہے قتادہ کہتے ہین اس جملہ کی تقدیر وقہم لمبیوء ہم من العذاب ہے۔ دوسری دعا دوزخ کے عذاب اور قیامت کے عذاب اور حساب اور سوال کے عذاب سب کو شامل ہے اور جملہ وقہم عذاب الجحیم صرف دوزخ کے عذاب کو غرضکہ اس جملے مین تخصیص کے بعد تعمیم بغرض توضیح کی گئی یومئذٍ سے مراد قیامت کا دن ہے اور تنوین اوس کی تنوین عوض ہے جو کلام مین موجود نہین ہے صرف سیاق کلام سے سمجھ لی جاتی ہے اس جملہ کا مضاف الیہ محذوف ہے ای یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ ومن تشاء النار یعنے جس دن کہ تو جس کو چاہے دوزخ مین ڈالے اور جس کو چاہے جنت مین ڈالے اوس دن تو تائبین کو بچالے یعنے قیامت کے دن بعضون نے کہا کہ اس کی تقدیر یوم اذ تواخذ بہا ہے یعنے جس دن تو گناہون کی وجہ سے اون پر مواخذہ کرے گا اوس دن تو اون کو بچالے جس کو تو نے اوس دن بچا لیا اوس پر تو نے بڑا رحم کیا کیونکہ تو نے اوس کو عذاب سے بچایا اور جنت مین داخل کیا۔ وَذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہی بڑی کامیابی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اور گناہون سے بچنا یہ ایسی کامیابی اور ایسی نجات ہے اُس کی مثل کوئی کامیابی اور نجات نہین کیونکہ جو اعمال منقطعہ تھے اوس کی جزا ایسی نعمتون سے ملی جو غیر منقطع ہین اور ایسے اعمال جو بالکل حقیر تھے اوس کے معاوضہ مین ایسی سلطنت اور ایسی نعمت ملی کہ اوس کی عظمت اور شان کے سمجھنے مین عقول قاصر ہین۔ مطرف کہتے ہین کہ فرشتے مومنین کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ ہین اور شیاطین مومنین کے لئے سب سے زیادہ بدخواہ ہین اور اسی بدخواہی کی وجہ سے انسانون کو دھوکا دیتے ہین۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (مومن ۲ ع) اور دوزخی جب دوزخ مین جائینگے تو وہان کی تکلیفین دیکھکر اپنی جان سے بیزار ہو جائینگے بہر بہ) کہینگے مالک ہمارے تونے دوبار ہم کو مارا اور دوبار ہمکو جلایا اب تو ہم اپنے گناہون کا اقرار کرتے ہین کیا یہان سے نکلنے کا بھی کوئی رستہ ہے (اللہ تعالے فرمائیگا اب نکلنے کا کوئی رستہ نہین **ف** دوبار کی موت سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے آدمی بیجان تھا وہ ایک موت دوسری موت جو آنے والی ہے اسیطرح دو زندگیان ہین ایک دنیا کی ایک آخرت کی بعضون نے کہا پہلی موت دنیا کی موت اور پہلی زندگی قبر مین سوال کیوقت زندہ ہونا پھر دوسری موت قبر مین سوال کے بعد مرنا پھر دوسری زندگی آخرت مین اوٹھنا غرضکہ دو زندگیان اور دو موتین ہو چکین اب کوئی رستہ ہمارے نکلنے کا بھی ہے اللہ تعالے ارشاد فرمائے گا اب کچھ نہین ہو سکتا۔ تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی جب توحید کے لئے تم کو پکارا جاتا تو اوس کی توحید کا انکار کرتے اور گوسالہ پرستی شدرے پرستی بت پرستی ہوا پرستی کے طرف بلائے جاتے تو بہت خوشی سے اوس کی تصدیق کرتے آج تو ہماری بادشاہت ہے جب تم نے ہمارا کہنا نہ سنا تو اب ہم کب تمہاری دعا کیطرف التفات کرتے ہین

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ (حم السجدہ ۴ ع)

اور قیامت کے دن کافر یہ کہینگے اے ہمارے مالک ایک نظر ہم کو اون شیاطین اور آدمیون کو دکھلادے جنہون نے ہم کو دنیا مین گمراہ کیا تھا (آج) ہم اون کو اپنے پاؤن کے تلے ڈالکر کچلین تاکہ وہ خوب ذلیل ہون **ف** حضرت علیؓ نے کہا جن سے مراد شیطان ہے اور آدمی سے مراد قابیل جس نے دنیا مین گناہ کی بنا ڈالی

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (زخرف ۷ ع) اور پیغمبر کے اس کہنے کی قسم

Marfat.com

اے میرے پروردگار یہ وہ لوگ ہین جو کبھی ایمان نہ لائینگے (اخیر نہ لامین) اس وقت تو تم اون سے منہ پھیر لو یا درگذر کرو اور کہدو اچھا حضرت سلام - آگے چلکر اون کو معلوم ہو جائیگا۔ **ف** اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین پیمبر کے دعا کی قسم کہائی ہے اور فرمایا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہین - تم کیون اے محمد ان کے پیچھے پڑے ہو اب تو تیر ان سے درگذر کرو جب ہم جہاد کا حکم نازل کرینگے تب اوس وقت یہ اپنے کاموں کی سزا پائینگے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف ع

اے میرے مالک تو مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین تیرے اوس احسان کا جو تو نے مجھہ پر اور میرے مان باپ پر کیا ہے۔ شکر بجا لاؤن اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین کوئی ایسا نیک عمل کرون جس سے تو راضی ہو جائے اور اے مالک میری اولاد کو نیکوکار کردے۔ اے مالک مین تیرے طرف بالکل متوجہ ہو گیا اور مین تیرا فرمان بردار ہون **ف** یہ دعا سورہ احقاف کی ہے اللہ تعالےٰ اس سورہ مبارک مین ارشاد فرماتا ہے جب انسان چالیس برس کا ہوتا ہے تو وہ یہ دعا مانگتا ہے۔ اَوْزِعْنِی کے کئی معنے ہین ایک الہام یعنے اے اللہ تو میرے دل مین اس امر کا الہام ڈال کہ مین تیری نعمت کا شکر کرون دوسرے معنے ترغیب کے ہین یعنے اے اللہ تو مجھے ترغیب دے کہ مین رغبت سے دل لگا کر تیرے طرف متوجہ ہون تیسرے معنے توفیق کے ہین یعنے اے اللہ تو توفیق دے کہ مین تیرا شکر بجا لاؤن جوہری کہتے ہین۔ اَوْزِعْنِی استوزعت اللہ فاوزعنی سے ہے یعنے مین نے اللہ سے طلب الہام کیا اللہ تعالےٰ نے اوس الہام کو میرے دل مین ڈالا نعمت سے مراد ہدایت ہے یعنے اے اللہ تو

جو یہ نعمت ہدایت دی ہے اوس کے شکر کی توفیق دے اور میرے والدین پر جو تو نے احسان کیا یعنے والدین نے جو مجھکو اپنی نہایت شفقت سے بچپنے مین پرورش کیا یہ بھی تیری ہی نعمت ہے یا نعمت سے مراد یہ ہے کہ تو نے جو مجھکو صحت اور عافیت عنایت فرمائی ہے اوس کا شکر بجالاؤن اور والدین پر نعمت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اون کو مال اور قوۃ سی ایسی مدد دی کہ جس سے اونہون نے میری پرورش کی وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد کو دین مین راسخ اور مضبوط کر دے یہان فی ذریتی مین تضمین کی گئی ہے یعنے اصلاح میری ذریت کی ہو تو وہ بھی الطاف اور مہربانی سے ہو اس آیت مین اس امر کو بتلایا کہ جب ۴۰ برس کی عمر کو پہونچے تو انسان یہ دعا کرے تُبْتُ کے معنے یہ ہین کہ مین گناہون سے توبہ کرکے تیری طرف رجوع کیا مسلمین سے مراد یہ ہے کہ مین تیرے اطاعت گزار بندون مین ہون یا مین تیری توحید مین خالص ہون - اس دعا مین تین باتون کی ترتیب رکھی گئی ہے (۱) انعامات آلہی پر توفیق طلب شکر (۲) اعمال مرضیہ جو اللہ کے پاس مقبول ہون (۳) اصلاح اولاد ان تینون باتون مین جو ترتیب رکھی گئی ہے اس کی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ سعادت کے تین مراتب ہین - پہلا مرتبہ نفس کا ہے یعنے نفس کی اصلاح اور وہ شکران نعمت سے ہوتی ہے دوسرا مرتبہ بدن کا ہے تیسرا مرتبہ امور خارجہ کا - نفس کی سعادت یہ ہے کہ قلب اللہ تعالے کی نعمتون کا شاکر رہے اور بدن کی سعادت یہ ہے کہ طاعت آلہی مین سرگرم اور مستعد رہے اب رہی سعادت خارجی اور وہ اہل اور مال اور اولاد کی درستی ہے - دوسری وجہ اوس کی یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہین ایک اعمال متعلقہ قلب دوسرے اعمال متعلقہ جوارح شکر من قبیل اعمال قلب ہے اور عمل من قبیل اعمال جوارح اور عمل قلب کا اشرف ہے اعمال جوارح سے اس لئے اوس کو مقدم کیا - اور اعمال صالحہ بھی دو قسم کے ہین ایک تو وہ اعمال صالحہ ہین جو خود بندے کے پاس بھی وہ صالح ہین اور خدا کے

Marfat.com

پاس بھی - اور ایک وہ اعمال صالحہ کہ بندہ اون کو اپنے زعم مین عمل صالح سمجھتا ہے لکن اللہ کے پاس وہ صالح اور پسندیدہ نہین ہے اس لئے دعا مین یہ کہا کہ اے اللہ ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے کہ جو تیرے پاس عمدہ اور پسندیدہ ہون تیسرا مطلوب اس دعا مین یہ رکھا گیا کہ سب نعمتون مین عمدہ نعمت اللہ کی - اولاد ہے اس لئے یہ دعا کی کہ جیسا کہ میری اصلاح تونے کی ہے ویسی ہی اصلاح میرے ذریت کی کر دے تُبْتُ مین اشارہ اس امر کے طرف کیا کہ دعا بغیر توبہ کے صحیح نہین ہوتی یعنے اے اللہ مین جو اس دعا کو تجھ سے مانگ رہا ہون تو کفر اور شرک اور سب طرح کی برایون سے توبہ کر کے مانگ رہا ہون اور مین جب مسلمان اور تیرا اعتقاد بندہ ہون تو پھر تجھکو میری دعا قبول کرنے مین کیا کلام ہے - فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ (قمر ۱ ع) اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکار کر کہا کہ اے مالک مین اپنے قوم کے ہاتھون سے عاجز آگیا ہون اب تو ہی اون سے میرا بدلا لے ف جب دشمنون سے عاجز ہو تو یہ دعا مانگ سکتا ہے یعنے یون کہہ سکتا ہے (رب انی مغلوب فانتصر)

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (حشر ۱ ع) مہاجرین اور انصار کے بعد جو لوگ مسلمان ہو کر آئین اون پر بھی حق ہے کہ وہ سابقین کے لئے یہ دعا مانگین اے ہمارے مالک تو ہمکو اور ہمارے بھایون کو جنھون نے ایمان مین سبقت کی ہے بخش دے اور ہمارے دل مین ایمان والون کی طرف سے بیر نہو تو ہی بڑا مہربان اور نرمی کرنے والا ہے ف اس آیت مین اللہ تعالی نے مومنین کو اس امر کا حکم دیا کہ جیسا وہ اپنے لئے بخشش چاہتے ہین ویسا ہی مہاجرین اور انصار کے لئے بھی دعائے مغفرت مانگین صاحب مصباح نے کہا کہ اخ کی اصل اخو ہے لام کلمہ مین جو واو ہے حذف کر دیا گیا ہے اور اس کی

Marfat.com

ودلیل یہ ہے کہ تثنیہ مین وہی واو واپس آتا ہے اور اخوان اور اخوۃ کہتے ہین۔
غل کہتے ہین بغض کینہ حسد اور حقد کو یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین نہ ڈال کہ
ہم کسی سے کینہ رکہین یا بغض کرین یا کسی کو دہوکا دین یا کسی سے حسد رکہین رءوف
اور رحیم مبالغہ کے صیغہ ہین یعنے اے مالک تو بڑا مہربان اور کثیر الرحم ہے تو ہی جانتا ہے کہ
کون اس رحمت کا مستحق ہے اور کون نہین ولا تجعل مین اس امر کا اشارہ ہے کہ مہاجرین اور
انصار کے لئے دعا مغفرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس امر کی دعا مانگے کہ مطلقاً مومنین
کیطرف سے کسی قسم کا کینہ دلون مین نہ رہے اوپر کی آیت مین جو سابقین فی الایمان ہین اوسکے
مصداق اولی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین کیونکہ سیاق آیت اس امر پر دلالت کرتی
ہے کہ مومنین مین اشرف اور اعلی وہی ہین اور اوس کی وجہ یہ ہے کہ اونہون نے ہجرت کی دوسرے
یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی غرضکہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے جو شخص عموماً
صحابہ کے لئے استغفار نہین مانگتا اور پہر اللہ تعالےٰ کی رضامندی چاہتا ہے وہ گویا خدا کی
حکم کے خلاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین حکم استغفار کیا ہے اس آیت سے
صاف طور پر حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جس کے دل مین ذرا بھی مومنین سابقین کے طرف سی غل
ہے اوسکو شیطانی وسوسہ کا کچہ نہ کچہ کونچا لگا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی نہ کوئی حصہ اوسنے
لیا ہے کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیا امت اور خیر امت مین سے ہین جناب عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو پڑہکر سنایا اور کہا کہ دیکہو اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین
اصحاب کے استغفار مانگنے کے لئے حکم دیا ہے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچہا عثمان
اور طلحہ اور زبیر کے بارے مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ مین وہی کہتا ہون جو اللہ تعالےٰ
نے کہا ہے اوس وقت یہ آیت پڑہکر سنائی تفسیر ابن مردویہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اونہون نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مہاجرین صحابہ کے شان مین بے ادبی کرتا
تہا۔ اونہون نے آیت للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم پڑہکر سنائی پہر اس سے

پوچھا کہ تو ان لوگون مین سے ہے کہا نہین پھر اونھون نے آیت والذین تبوؤا الدار والایمان
کی آیت پڑہکر سنائی اور کہا یہ لوگ انصار ہین کیا تو انہین سے ہے اوس نے کہا کہ نہین پھر اونہون نے
والذین جاؤا من بعدہم کی آیت پڑہی پھر اوس سے پوچھا کیا تو ان لوگون مین سے ہے کہا
مجھے اُمید ہے کہ مین ان لوگون مین ہون پھر اونہون نے کہا کہ تو ان مین سے نہین ہو سکتا
کیونکہ جو شخص مہاجرین اور انصار کو بُرا کہتا ہے وہ اس آیت کا مصداق نہین ہے امام فخرالدین
رازیؒ فرماتے ہین وَالَّذِینَ جَاؤُا مِنۢ بَعۡدِہِم کا عطف مہاجرین پر ہے اب اس کے مراد
مین اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ ہین جنہون نے مہاجرین اولین کے بعد ہجرت کی بعض
کہتے ہین کہ تابعین مراد ہین بعض کہتے ہین وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد قیامت
تک دین اسلام مین داخل ہون کیونکہ آیت مین تعمیم ہے خلاصہ یہ کہ یہ آیت تمام مومنین
امت محمدیہ کو شامل ہوگئی۔ اس لئے مومنین یا مہاجر ہونگے یا انصار یا وہ لوگ جو مہاجرین
اور انصار کے بعد آئے وہ والذین جاؤا من بعدہم کے مصداق ہوے۔ رَبَّنَا عَلَیۡکَ
تَوَکَّلۡنَا وَإِلَیۡکَ أَنَبۡنَا وَإِلَیۡکَ الۡمَصِیرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً
لِّلَّذِینَ کَفَرُوا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا إِنَّکَ أَنتَ الۡعَزِیزُ الۡحَکِیمُ۔
(ممتحنہ ع ۱) اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرے پر بھروسا کیا اور ہم تیرے طرف رجوع
ہوئے اور تیری طرف ہمکو لوٹنا ہے یعنے تو ہی سب کا ملجا و ماوا ہے اے ہمارے پروردگار
ہمکو کافرون کے امتحان کا نشانہ نہ بنا۔ اور اے ہمارے مالک ہمکو بخشدے کیونکہ تو ایسا غالب ہے
جو کسی سے مغلوب ہی نہین ہوتا۔ اور تیری حکمت اور دانائی سب مین کامل ہے ف یہ دعا
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی ہے جن کے بارے مین اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے کہ تمکو ابراہیم کے اقتدا مین بہتری ہے۔ غرضکہ اس دعا کے بارے مین مومنین کو
اس امر کی تعلیم ہے کہ یہ کہین۔ توکل کی تعریف یہ ہے کہ سب امور کو اللہ کے طرف سونپ
دیا جائے۔ اور مصیبت اور راحت مین اوس کے طرف رجوع کیا جاے والیک المصیر مین

جار مجرور کی تقدیم بغرض حصر ہے یعنے سب کا ملجا اور ماوی وہی ہے اور کوئی نہین یہ جملہ دعائیہ مین متعدد دعائین ہین ہر ایک جملہ دعائیہ کو دوسرے جملہ دعائیہ کے ساتھہ سوائے ربط دعا کے اور کسی قسم کا ربط نہین معلوم ہوتا۔ زجاج نے ربنا لاتجعلنا فتنۃ کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اون کو ہم پر غالب مت کر کیونکہ اگر وہ غالب ہو جائینگے تو اس امر کا گمان کرنے لگینگے کہ ہم حق پر ہین پس اونکے غلبہ کی وجہ سے ہم فتنہ مین پڑ جائینگے مجاہد نے اس کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اے پروردگار اون کے ہاتھون سے ہمکو عذاب ندے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ یہ کہنے لگینگے کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو کس لئے ان کو عذاب ہوتا ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح سے بیان کی ہے کہ اے اللہ تعالے تو اون کو ہم پر مسلط مت کر تاکہ اونکی تسلیط کی وجہ سے ہم فتنہ مین نہ پڑ جائین۔

نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم ع ۲) مومنین کا نور سامنے اور سیدہے طرف ہوگا اور (پل صراط پر سے اس طرح سے) کہتے ہوئے گذرینگے اے مالک ہمارے نور کو پورا کر تاکہ ہم پل صراط پر سے گذر کر جنت کو چلے جائین اور ہمکو بخشدے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگ پل صراط پر سے حسب خوبی اعمال گذرینگے کسی کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا کسی کا نور مثل درخت کھجور کے ہوگا اور وہ نور جو سب سے کم ہوگا وہ انگھوٹے کے برابر ہوگا غرضکہ نور ہر ایک کا بقدر اوس کے اعمال کے ہوگا اس وجہ سے وہ اتمام نور کی دعا مانگین کہ اے مالک ہمارے نور کو کامل کر دے تاکہ ہم پل صراط پر سے گذر جائین۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاءِي إِلَّا فِرَارًا (نوح ع ۱) نوح نے یہ دعا کی اے میرے مالک مین نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کیطرف) بلایا باوجود میرے بلانے کے وہ اور زیادہ بہاگنے لگے ف جب نوح

ایک مدت تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے جب اونہون نے نہ مانا تو یہ دعا مانگی کہ اے مالک میرے باوجود بلانے کے اونکو ایمان سے اور زیادہ نفرت ہونے لگی حالانکہ اون کو ایمان سے الفت ہونا چاہیئے تھا۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا (نوح ۲ع) (اس پر بھی جب نوح کی قوم نے نہ مانا تو پھر نوح نے یہ دعا کی) اے میرے مالک وہ میرا کہنا نہین مانتے اور وہ اون لوگون کی سنتے ہین جنکو مال اور اولاد نے انکو (فایدہ تو نہ دیا) بلکہ اولٹا نقصان پہونچایا) ف یعنے وہ تو اپنے رئیسون اور امیرون اور مالدارون کے تابع ہین میرا کہنا نہین سنتے ان امیرون اور مالدارون کو اون کے مال اور اولاد نے تباہ کر دیا۔ اور وہ خدا کو بھول گئے اسی طرح یہ بھی اونکی پیروی کر کے خدا کو بھول گئے اور یہی مال اور اولاد جیسا کہ متبوعین کے تباہی کا باعث ہوئی ایسا ہی تابعین کے بھی تباہی کا باعث ہوئی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا

(نوح ۲ع) (آخرش نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی) ای میرے مالک زمین پر ان کافرون مین سے ایک بسنے والا بھی نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندون کو بھٹکائینگے اور اون کی جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار ناشکر گذار ہوگی اے میرے مالک مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر مین جو کوئی ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت ہو اون سب کو بخشدے اور ظالمون اور مشرکون کی تباہی روز بروز بڑھاتا جا ف جب نوح علیہ السلام اپنے قوم کے ایمان لانے سے نا امید ہو گئے تو آخرش مجبور ہو کر

Marfat.com

اون کے ہلاکت کی بددعا کی تہا وہ کہتے ہین یہ دعا نوح علیہ السلام نے جب کہی کہ جب اللہ تعالے نے اونکو وحی بہیجی کہ جو لوگ ایمان لا چکے لا چکے اب کوئی ایمان ہرگز نہ لاے گا۔ محمد بن مقاتل اور ربیع بن انس اور ابن زید اور عطیہ یہ کہتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے یہ دعا جب مانگی کہ اللہ تعالے نے ۷۰ برس پہلے اون کی نسل سے ہر مومن کو نکال لیا تہا وہ کہتے ہین کہ عذاب کے وقت کوئی لڑکا ان مین نہین تہا حسن اور ابو العالیہ کہتے ہین اللہ تعالے نے بچون کو بلا عذاب ہلاک کیا اور اون کو عذاب سے ہلاک کیا۔ دَیّار اوس کو کہتے ہین جو اقطار ارض مین پہرتا ہے۔ اور احاطہ مین بسر کرتا ہے اس کی اصل دیوار ہے وار بیدار سے قتبی کہتے ہین کہ نہین اصل اسکی وار ہے اے نازل بالدار غرضکہ دیار ایک ایسا نام ہے جو نفی عام کے لئے لایا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ ہلاکت سے کوئی نہ چہوڑ جب کافرین کے لئے بددعا کی تو پہر اپنے اور اپنے والدین اور اولاد کے لئے یہ دعا مانگی والدین سے مراد ماں باپ ہین ان کے لئے دعا اس وجہ سے کی کہ یہ دونون مومن تہے نوح علیہ السلام کی باپ کا نام لامک یا ملک تہا اور ماں کا نام شمخا بعضون نے کہا والدین سے مراد آدم و حوا لکن قول اول اولیٰ ہے سعید بن جبیر کہتے ہین کہ والدین سے باپ اور دادا مراد ہین ایک قرات والدین بہی آئی ہے ضحاک اور کلبی کہتے ہین کہ بیت سے مراد مسجد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین جس گہر مین رہتے تہے وہ مراد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین کشتی مراد ہے بعض کہتے ہین کہ بیت سے مراد دین ہے یعنے جو میرے دین مین داخل ہو مومنا کو نصب حال کے اعتبار سے ہے یعنے جو میرے گہر مین صفت ایمان کے ساتہہ متصف ہو کر داخل ہوا ہے اس سے اونکی بیوی اور وہ لڑکا جو پہاڑ جا کر ٹہیر گیا تہا نکل گئے کیونکہ یہ ایمان نہین لاے تہے پہر دعا مین تعمیم کی یعنے جو مرد یا عورت ایمان دار ہے اے اللہ تو اونکو بخشدے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ایک بہت بڑی چیز ہے پہر کافرون کے حق مین یہ دعا کی وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا یعنے اے اللہ جو ظالمین ہین اون کے لئے ہلاکت اور خسران زیادہ کر

Marfat.com

اغفر لی کے معنے یہ ہین کہ مجھہ سے جو کسی ترک اولی مین قصور ہو گیا ہو تو اوس کو معاف کر دی یا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ مین نے جو کافرون کے حق مین بد دعا کی ہے گویا حقیقت مین اون سے بدلا لینا تھا۔ اس انتقام مین چونکہ حظ نفس کا شائبہ تھا اس لئے اس کی بھی نوح علیہ السلام نے معافی مانگی۔

ولا تزد الظالمین الخ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم ڈوب گئی تو بچون نے کیا قصور کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے طوفان نوح کے آنے سے چالیس برس پہلے اون کے آبا کے صلب کو خشک کر دیا تھا اور اونکی عورتون کو بانجھ کر دیا تھا اور اس پر دلالت مفہومی یہ ہے کہ اللہ تعالی پہلے ارشاد فرمایا تھا استغفروا ربکم یمددکم باموال وبنین اگر تم استغفار مانگو گے تو اللہ تعالی تمہاری مدد مال اور اولاد سے کریگا جب اونہون نے استغفار اپنے گناہون کی نہین مانگی تو اون کی مدد بھی مال اور اولاد سے نہین کی دوسرا جواب یہ ہے کہ گو وہ اون کی ساتھہ ڈوبے لیکن اونکو عذاب کی راہ سے نہین ڈوبایا گیا بلکہ بالتبع وہ ڈوب گئے۔

بیگناہان در غضب حد گنہگاران خورند ❊ میرسند از خشم شیران بر زمین بنالہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (سورہ فلق ا ع)

مین اس سورہ کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (اے محمدؐ) جب تم بلاؤن اور آفتون سے پناہ چاہتے ہو تو یون کہو مین پناہ مین آگیا صبح کے رب کے ہر چیز کی بدی سے جو اوس نے بنائی ہے اور بدی سے اندھیری کے جب سمٹ آئے اور بدی سے اون عورتون کی جو گرہون مین پھونکتی ہین اور بدی سے ہر برا چاہنے والے کے جبکہ وہ برائی چاہے

ف فلق کے معنون مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہین فلق سے مراد صبح ہے لفظ فلق مین ایک ضرب المثل بھی آئی ہے۔ جیسے کہتے ہین ہو ابین من الفلق یعنے یہ بات صبح سے زیادہ واضح ہے فلق بمعنی مفلوق ہے۔ یعنے جو چیز پردہ سے پھوٹ کر باہر نکل آتی ہے

Marfat.com

چونکہ صبح بھی رات سے پھوٹ نکلتی ہے اس لئے صبح کو فلق کہتے ہین یہ جمہور مفسیرین کا قول ہے بعض حدیثون مین فلق کی تفسیر جہنم سے آئی ہے لکن یہ حدیثین ضعیف ہین بعض کہتے ہین کہ فلق آگ کا درخت ہے بعض کہتے ہین کہ فلق پہاڑ اور چٹانین ہین۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے خوف سے پھٹ جاتی ہین اور پھر ادن سے پانی اور چشمے بہتے ہین امام قرطبی کہتے ہین کہ فلق بمعنی شق ہے یعنے پھوٹ نکلنے کے عام اس سے کہ وہ حیوان کا نکلنا ہو یا دانے کا یا گھٹلی کا اب یہان فلق کے لانے مین بلاغت کیا رکھی گئی ہے اس کو سمجھنا چاہیے تخصیص فلق مین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ جو شخص ایسے شدید اندھیرون کو نکالکر عالم مین اجالا پھیلاتا ہے اوسکو ہر بلا سے دفع کرنیکی بھی قدرت ہے بعضون نے کہا کہ یہان تمثیل ہے جیسا کہ انسان رات مین طلوع صبح کا منتظر ہوتا ہے ویسا ہی ڈرنے والا بھی خوف کے چلے جانے کا جو مثل صبح کے ہے منتظر رہتا ہے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اس من کا تعلق اعوذ کے ساتھ ہے یعنے مین اپنے مالک سے جو صبح کو اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اوس سے ہر شر سے پناہ چاہتا ہون یہ جملہ عام ہے اوس کے بعد دوسرے جملے خاص ہین۔ اب من شر ما خلق سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہین کہ ابلیس اور اوس کی ذریت مراد ہے بعض کہتے ہین کہ جہنم ہے لکن حق یہ ہے کہ شر ما خلق سے ہر ضرر دینے والی چیز مراد ہے۔ ومن شر غاسق اذا وقب اور رات سے جب وہ خوب چھاجاے فرا کہتا ہے غسق اللیل اذا اظلم زجاج کہتا ہے غاسق او غسق برد اور ولی کو کہتے ہین چونکہ رات بھی سرد ہوتی ہے اس لئے رات کو غاسق کہا گیا رات مین چونکہ درندے اپنے گویون سے اور کیڑے اپنے سوراخون سے نکلتے ہین اور شریر لوگ رات مین فساد مچاتے ہین اس لئے غاسق سے رات مراد لی گئی وقوب کہتے ہین سیاہی کے داخل ہونے کو وقبت الشمس اذا غابت یعنے جبکہ بہت اندھیرا ہو جاے بعضون نے کہا غاسق سے ثریا مراد ہے کیونکہ جب ستارہ ثریا ڈوب جاتا ہے تو بہت بیماریان طاعون وغیرہ پیدا ہوتی ہین اور جب طلوع ہوتا ہے تو سب قسم کی بیماریان دفع ہوتی ہین۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چاند کو

Marfat.com

دیکھا تو کہا اے عائیشہ تو اس کے شر سے پناہ مانگ بعض نے کہا غاسق سے مراد سانپ ہی جب کاٹے بعضون نے کہا غاسق سے مراد ہر ہجوم کرنے والی چیز جو مضر ہو لکن سب سو زیادہ تفسیر راجح وہی ہے کہ غاسق سے مراد رات لی جائے اور اوس کی وجہ یہ ہے کہ شر اکثر رات مین ہوتے ہین اور ان شرون سے رات مین بچنا دشوار ہوتا ہے اسی سے عرب کہتا ہے اللیل اخفی للویل ۔ ومن شر النفاثات الخ نفاثات سے مراد جادو گرنیان ہین یعنے وہ جادوگرنیان جو گرہون مین پہونکتی ہین نفث کے معنے پہونک کے ہین خواہ اوسمین تہوک ہو یا نہو۔ اس مین ابطال معتزلہ کا ہے جو کہتے ہین کہ جادو کی کوئی اصل نہین ہے عقد جمع ہے عقدۃ کی جس کے معنے دہاگے مین گرہ باندھنے کے ہین نفاثات جمع ہے نفاثہ کی وہ مبالغہ کا صیغہ ہے ایک قرات نافثات بھی آئی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ نفاثات سو مراد لبید بن عاصم یہودی کی بیٹیان ہین اونہون نے جناب سرور کائنات پر جادو کیا تھا اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ کچہ پڑہکر پہونکنا اور تعویذ یا گنڈے جائز ہے یا نہین جمہور صحابہ اور تابعین اور اونکے بعد کے لوگون نے جائز رکہا ہے اور دلیل لی ہے اونہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر والون مین کوئی بیمار ہوتا تو آپ اون پر معوذتین پڑہکر دم کرتے بعضون نے پہونک ایسی کہ جسمین تہوک نہو جائز رکہی ہے امام نسفی کہتے ہین قرآن اور احادیث نبوی سے جو دعا یا رقیہ پڑہا جائے جائز ہے باقی سریانی یا عبرانی اور ہندی مین جائز نہین کیونکہ ایسے منترون پر اعتقاد اور اعتماد کرنا باطل ہے۔ مین کہتا ہون کہ بلا معنے سمجہنے کے کسی منتر کا پڑہنا یا ایسا منتر جسمین الفاظ شرک ہو جائز نہین باقی اگر قرآن کی آیت سے یا احادیث سے کوئی دعا پڑہکر دم کیا جائے تو کچہ حرج نہین۔ ومن شر حاسد اذا حسد۔ حسد کہتے ہین محسود کے زوال نعمت کے خواہان ہونے کو اور حاسد کے بعد اذا حسد اس لئے کہا کہ اوس کے حسد کا شر جب ہی ظاہر ہو گا جب اپنے حسد کو ظاہر کرے اور اوسکی مقتضا پر عمل کرے اس طور پر کہ محسود کے اوپر شر پہونچنے کا خواہان ہو۔ عمرو بن عبد العزیز

Marfat.com

کہتے ہین ایسا ظالم جو مظلوم کے مشابہ ہو حاسد سے بڑھکر نہین چنانچہ اسی مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہے

قُلْ لِلْحَسُوْدِ اِذَا تَنَفَّسَ طَعْنَةً　　یَا ظَالِمًا وَکَاَنَّهٗ مَظْلُوْمٌ

حاسد سے کہدو جب وہ مارے حسد کے ٹھنڈی سانس بھرتا ہے اے ظالم تو فی الحقیقت ظالم نہین معلوم ہوتا ہے گویا مظلوم معلوم ہوتا ہے یعنے حسد کے مارے یتری آہ کرنا ایسی ہے جیسے مظلوم کی غرضکہ اس سورہ مین اللہ تبارک تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی پھر بعض شر کو خاص کیا حالانکہ عام شر مین خاص داخل تھا تاکہ تفصیلاً معلوم ہو کہ بعض شر خاص ایسے ہین جن سے پناہ مانگنا چاہئے اور وہ تین ہین یعنے غاسق (رات) جادوگر اور حاسد غرضکہ یہ تینون شر ایسے بڑے ہین جن سے ہر وقت پناہ مانگنا چاہئے۔ شر حسد کو سب سے آخر مین لائے تاکہ معلوم ہو کہ حسد سب سے زیادہ مضر شر ہے کیونکہ حسد یہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے آسمان پر ہوا اور زمین پر قابیل سے ہوا اب اسمین کیا نکتہ ہے کہ بعض شر کو نکرہ سے لائے اور بعض کو معرفہ سے چونکہ نفاثات مین ہر نفاثہ شریر ہوتی ہے اس لئے اوسکو معرفہ لایا گیا اور ہر غاسق یعنے رات یا چاند مین شر نہین ہوتا بلکہ بعض وقت ہوتا ہے اس کی تنکیر بغرض تبعیض لائی گئی اور ایسا ہی ہر حاسد ضرر رسان نہین ہوتا بلکہ بعض حسد مفید ہوتا ہے جیسے خیرات پر حسد کرنا جس کو غبطہ کہتے ہین اس لئے اوسکو نکرہ لائے یعنے اے اللہ تو اوس حسد سے ہمکو بہت بچا جس کا ضرر ہم کو پہنچنے والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

تم اے محمد یہ کہو کہ مین پناہ مین آگیا ہون ایسی ذات کی جو سب لوگون کا پروردگار اور بادشاہ ہے

Marfat.com

جو سب لوگون کا معبود ہے مین پناہ مانگتا ہون ہر شر سے جو وسوسہ ڈالے اور چھپ جائے اور
وہ جو لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جنون سے ہو یا آدمیون سے ف رب الناس
کے معنے ہین جو لوگون کے کامون کا مالک اور مختار ہو وقتاً فوقتاً اونکی اصلاح اور درستی کرتے رہے
اب رہا یہ امر کہ جب وہ پروردگار تمام مخلوقات کا ہے تو ناس کی تخصیص کیون کی گئی رب کی اضافت
ناس کے طرف شرف انسانی کی غرض سے ہے کیونکہ انسان سب مخلوقات مین اشرف ہے
ملك الناس ترکیب مین عطف بیان واقع ہوا ہے اسمین توضیح یہ ہے کہ اوس کا مرتبہ ایسا
نہین ہے جیسا کہ اور بادشاہون کا ہوتا ہے کہ صرف وہ اپنے ممالک ہی پر حکومت کرتے ہین
بلکہ اوس کی سلطنت اور اوس کا اقتدار ایسا ہے کہ جو کامل اثر اور پورا ہے کہ جو سارے انسان کو
گھیرے ہوئے ہین الٰہ الناس یہ بھی عطف بیان ہے۔ اس مین اس امر کا نکتہ ہے کہ وہ رب اور
بادشاہ ہونے کے علاوہ معبودیت کا بھی وہ مستحق ہے کیونکہ الله کہتے ہین معبود کو جب الہ الناس
کہا تو معلوم ہوا کہ سب کی معبودیت کا بھی اہل وہی ہے پہلے جملہ کو اسم رب کے ساتھ اس وجہ سے
شروع کیا تا کہ اس امر کا اظہار کیا جائے کہ جیسا تو ہمارا رب اور مالک اور معبود ہے ویسا ہی ہم
تیرے مربوب اور مملوک اور عابد ہین لفظ ناس کی تکرار مرتبہ شرافت انسانی ظاہر کرنے کی غرض سے
لائی گئی ہے یعنے وہ رب جو اشرف المخلوقات کا رب ہے یعنے انسان کا بعضون نے کہا پہلے ناس
سے اطفال مراد ہین دوسرے ناس سے جوان لوگ مراد ہین اور تیسرے ناس سے شیوخ مراد
ہین اور چوتھے ناس سے صالحین مراد ہین کیونکہ شیطان اکثر نیکوکارون ہی کو دہوکا دیتا ہے
اور پانچوین ناس سے مفسدین مراد ہین کیونکہ ناس کا عطف معوذ منہ پر ہے من شر الوسواس مین
وسواس کہا گیا اور مراد اس سے موسوس رکھا گیا جیسے زلزال بمعنی زلزلہ بعضون کہا نہین وسواس
بمعنی وسوسہ ہے وسوسہ کہتے ہین نفس کا باتین کرنا جیسے عرب کہتا ہے وسوست بہ نفسہ
اے حدثتہ وسوسہ کی اصلی معنے آواز خفی ہی اس لیے زیور کی آواز کو بھی وسوسہ کہتے ہین زجاج
کہتا ہے وسواس سے یہان شیطان مراد ہے ای ذی الوسواس بعض کہتے ہین وسواس

Marfat.com

ابلیس کے بیٹے کا نام ہے الخنّاس خنس کے معنے ہین پیچھے ہٹ جانیکے ہین شیطان کی عادت
ہے کہ وسوسہ ڈالکر الگ ہو جاتا ہے ٹھس ہین چنگی ڈالکر بالو الگ کھڑی - مجاہد کہتے ہین کہ جبتک
بندہ اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے اور جب اللہ کا
ذکر نہین کیا تو دل پر مسلط ہو جاتا ہے اور شیطان کو خناس اسواسطے کہا کہ یہ بہت چھپنے والا
ہے جیسا کہ آیت فلا اقسم بالخنس سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ تارے بعد ظاہر ہونیکے
چھپ جاتے ہین بعضون نے کہا نہین جیسا کہ وسواس ابلیس کے ایک بیٹے کا نام ہے ویسا ہی
خناس بھی ابلیس کے ایک لڑکے کا نام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ خناس کی تفسیر مین ارشاد
فرماتے ہین شیطان کی مثال منگس کی ہے یہ دل کے منہ پر اپنا منہ لگا کر بیٹھا رہتا ہے اور
وسوسہ ڈالنے کی فکر مین رہتا ہے اگر بندے نے اللہ کو یاد کیا تو پیچھے ہٹ جاتا ہے نہین تو
پھر منہ دل پر لگا دیتا ہے ابن عباس کی ایک روایت یہ بھی آئی ہے کوئی بچہ پیدا نہین ہوتا
مگر اوس کے دل پر وسواس مسلط ہوتا رہتا ہے اللہ تعالے کا ذکر کیا تو ہٹ گیا نہین تو وسوسہ
ڈالتا ہے غرضکہ ذکر آلہی باعث دفع ضرر شیطان ہے اللہ تعالی کی ذکر کی فضیلت مین بہت
ساری حدیثین آئی ہین ایک حدیث مین کہ جو شخص اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہتا ہے اوسکو دینا
اور آخرت دونون جہان کی فضیلتین ملتی ہین الذی یوسوس فی صدور الناس جو لوگونکی
دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ اس کی تفسیر بیان کرتے ہین شیطان کا منہ ایسا ہی جیسا
کتے کا وہ انسان کے سینہ مین لگا ہوا ہے جب انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا وسوسہ
ڈالنا شروع کرتا ہے اور جب بندے نے اللہ کی یاد کی تو جھٹ پیچھے ہٹ جاتا ہے
مقاتل کہتے ہین شیطان کی صورت سور کی جیسی ہے اور وہ آدم کے رگون اور پٹھون مین ایسا
پھرتا ہے جیسا کہ خون رگون مین اللہ تعالے نے اوس کو اور وسوسے کو اوس پر مسلط کیا ہے
وہ چپکے چپکے اپنی اطاعت کے طرف اسطرح بلاتا ہے کہ اوسکی آواز سنائی نہ دے اگر بندے
نے اللہ کی یاد کی تو ہٹ گیا نہین تو دل پر چھا گیا من الجنۃ والناس شیاطین جیسا کہ

جیسا کہ جنون مین ہین ویسے ویسا ہی انسانون مین بھی ہین کیونکہ دوسری آیت سے اسکا
پتہ چلتا ہے ای شیاطین الانس یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا۔ الحاصل جیسا کہ
شیاطین جن لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین ویسا ہی شیاطین انس بھی لوگون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین اور پھر وسوسہ بھی اسطرح سے کہ پہلے اپنے کو ناصح مشفق
قرار دیتے ہین پھر دلین اپنے کلام کو نصیحت اور خیر خواہی جتلا کر ڈالتے ہین غرضکہ من
الجنۃ والناس کو اگر الذی کا بیان ٹھیراؤ تو اوس کے یہ معنے ہونگے جو اوپر بیان کئے گئے
اور اگر اوس کو متعلق یوسوس کے ساتھ کروگے تو اس آیت کی تقدیر یون ہوگی ای یوسوس
فی صدورہم من جہۃ الجنۃ ومن جہۃ الناس یعنے شیاطین جنون کے دلون مین بھی وسوسہ ڈالتے ہین
اور لوگون کے دلون مین بھی امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین جن اور ناس تحت فی صدور
الناس کے ہے یعنے قدر مشترک اسمین بلفظ انسان ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک جماعت
جنون کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اون سے پوچھا گیا کہ تم کون لوگ ہو
اونھون نے کہا ناس من الجن دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جیسے رجال کا لفظ
انسان پر استعمال کیا ہے ویسا ہی رجال کا لفظ جنون کی جماعت کے لئے استعمال کیا گیا ہے
جیسا کہ آیت رجال من الانس یعوذون برجال من الجن بعضون نے کہا کہ نہین ناس سے مراد
ناسی ہے جیسے یوم یدع الداع سے مراد داعی ہے کیونکہ ہر ایک نفس خواہ جن ہو یا
انس بھول اور غفلت مین مبتلا ہی لکن اسکی عمدہ تفسیر صاحب فتح البیان نے کی ہے کہ ناس کو عطف
دیا جائے وسواس پر ای من شر وسواس الجن ومن شر وسواس الناس گویا دو چیزون کے شر سے
پناہ مانگی گئی۔ ایک شر سے وسواس جن کے دوسرے شر سے وسواس انس کے حسن نے کہا دونون
کے وسوسون مین فرق ہے شیطان جن جو وسوسہ ڈالتا ہے تو چھپ کر ڈالتا ہے اور شیطان
انس جو وسوسہ ڈالتا ہے وہ کھلم کھلا وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ کہتے ہین کہ جن مین بھی بعض
شیاطین مین اور انس مین بھی بعض شیاطین ہین نعوذ باللہ من شیاطین الجن والانس دعواھم

Marfat.com

فِیھَا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یونس ع ۱) جنت مین جنتیون کی یہ
دعا ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے ہم تیری تسبیح کرتے ہین اور
ملاقات اونکی جنت مین سلام علیک سے ہوگی یعنے ایک جنتی جب دوسرے جنتی سے ملے گا
تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہے گا اور آخری دعا اون سب کی یہ ہوگی کہ جب خوبیون
اور ثناؤن کے لایق اللہ ہی کی ذات پاک ہے جو سارے جہان کا مالک ہے **ف** لفظ
دعوی سے یہان مراد دعا ہے کیونکہ اللھم کا جملہ ندا ہے اس صورت مین معنے یہ ہون گے
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نُسَبِّحُکَ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہین اور تجھے سب عیبون سے پاک
سمجھتے ہین جیسا کہ قنوت مین پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ یہان دعا سے مراد عبادت ہو جیسے ابراہیم علیہ السلام کا کہنا وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنے مین تم سے بھی الگ ہوتا ہون اور اللہ کے سوا جو تم بتون کی عبادت
کرتے ہو اون سے بھی الگ ہوتا ہون اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ جنت
مین نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی اور نہ عبادت اور اگر عبادت ہوگی بھی تو یہی ہوگی کہ اللہ کی
تحمید اور تقدیس بجا لائینگے اور اونکو بلا تکلف تسبیح کرنے کا الہام ہوگا پس وہ الہام کو لذت
سے کہتے جائینگے اور تسبیح کے بعد تحمید کیسا تھ جناب باری کو یاد کرینگے یعنے سبحانک اللھم کے
بعد الحمد للہ رب العالمین کہینگے اور تحیتھم فیھا سلام کے یہ معنے ہونگے کہ جنت مین جو ایک دوسرے
کو پکارے گا تو یہی کہے گا السلام علیکم بعضون نے کہا کہ یہ تحیت ملائکہ کی ہوگی یہان
کی اضافت مفعول کے طرف کی گئی ہے یعنے تحیۃ الملائکۃ ایاھم یعنے فرشتے جب اون کو
تحیت کرینگے یا دعا دینگے تو کہینگے سبحانک اللھم بعضون نے کہا یہان تحیت سے تحیت
الٰہی مراد ہے یعنے اللہ تعالے جب اون سے مخاطب کریگا تو یہ کہے گا السلام علیکم۔ اگرچہ یہ آخر
کی دعا سورہ یونس کی ہے لکن چونکہ ہم نے اپنے رسالہ علم الدعا من القرآن کو تحمید باری

کے ساتھ شروع کیا تھا ایسا ہی ہم نے چاہا کہ تحمید باری کے ساتھ اس کا اختتام بھی ہو الحمدللہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ ضعیف اور ناتوان سے باوجود کثرت مشاغل علمیہ کے محض اپنے فضل سے رسالہ علم الدعا من القرآن کو ختم کرا دیا خدائے تعالےٰ نے جیسا کہ اوس کو ختم کرا دیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ میرے اور رسالون کو بھی محض اپنے فضل سے ختم کرادے اور مثل اور رسالون کے اس کو مقبول فرمائے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(معذرت)

ناظرین سلسلہ علوم قرآن مجھے معاف فرمائینگے کہ کتاب علم الدعا بہت دیر مین چھپی اسکی خاصکر ایک وجہ یہ ہوگئی کہ مین اس عرصہ مین کتاب سلوک الملک فی تدبیر الممالک اور کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ مین مصروف تھا۔ ورنہ یہ نمبر جلدی شایع ہوتا فقط

مناجات حضرت مخدومی فریدالدین عطار قدس سرہ

خداوندا امید من وفا کن
دلم را از کرم حاجت روا کن
منور دار جانم را بنوری
دلم را زندہ گردان از حضوری
دلم را محرم اسرار گردان
ز خواب غفلتم بیدار گردان
چو جان را منقطع شد از جہان دم
تو ما را ذوق ایمان دہ دران دم
چو با ایمان فرو بردی بخاکم
نباید از جہانے جرم باکم
خداوندا ہمہ بیچارہ گانیم
دران ایام چون نظارہ گانیم
کہ داند تا بمعنی متقی کیست
سعید از ما کدام است وشقی کیست

خاکسار (ابوالبرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب وسنت)

اگرچہ سلسلہ علوم قرآن کے چارون نمبرون کی مجموعی قیمت مع محصول عہ ہے لکن جو صاحب نمبر ایکدم خرید ینگے اونکے ساتھ رعایت یہ کیجائیگی کہ کل چارون نمبر عہ مین بلا محصول دیدئے جائینگے جن صاحبون کو ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائین حیدرآباد دکن کمنٹہ روڈ۔ متصل بنگلہ مولوی عبداللطیف خانصاحب ناظم آبکاری محاذی آبدارخانہ عبدالغفور خانصاحب مرحوم۔ ابوالبرکات محمد عبید اللہ

Marfat.com